

زندگی کی شخصیت

اہل سنت کی لفظ میں

ناہبیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات
از

مفت محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد عبدالرشید عثمانی مدظلہ العالی

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غصنفّر

مؤسس و مدیر

الرحیمہ گیلانی

۷/۷، اکرام آباد، عظیم گڑھ، لیاقت آباد، کراچی ۷۵۹۰۰

فون: ۳۹۱۳۹۱۶

یزید کی شخصیت

اہل سنت کی نظر میں

ماہیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات
از

محقق افسر شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالرشید عثمانی قزوینی

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور
مؤسس و مدیر

الرحیمہ کیسٹری

۷/۷ اکرام آباد، پلازہ، لیاقت آباد، کراچی ۷۵۹۰۰
فون: ۲۹۱۳۹۱۶

بسم الرحمن الرحیم
سنت و ماہیوں
۱۳۵۹ھ
نور

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۰	نامہ بیوں کے شبہات کے تفصیلی جواب	۱۱	اہل سنت کے لیے لمحہ فکریہ
۳۰	پہلے شبہ کا تفصیلی جواب	۱۶	دیب چر
۳۰	غزوہ قسطنطینیہ میں یزید کی شرکت کی بابت دو حدیثیں		استفتاء کے سوالات عباسی کی کتاب سے منقول ہیں
۲۰	مستفتی اگر دوسری حدیث پر غور کرتے تو سرے سے شبہ ہی پیدا نہ ہوتا	۲۰	استفتاء
۳۱	کسی عمل خیر پر بشارت کا یہ مطلب نہیں کہ اس عمل کے بعد اب تک کی کبھی چھٹی ہے	۲۶	استفتاء کا اجمالی جواب
۳۱	کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی کہنا اور بات کر کے عمل خیر پر حضرت کی دیکھنے والا نفی سے بڑی ہے	۲۶	اہل عدل سے محبت رکھنا اور اہل جور سے بغض رکھنا اہل سنت کا طریقہ ہے
۳۱	بشارت دینا الگ چیز ہے	۲۶	حضور علیہ السلام کے اصحاب، ازواج اور ذریت کے بارے میں اچھی رائے
۳۳	یزید کا نام لے کر اس کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی	۲۶	حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سزا ہیں اور حضرات سنین جو انان جنت کے
۳۳	حافظ ابن کثیر کی تصریح کہ یزید کا اعتقاد مرجہ کا ساتھ جو ایک گمراہ فرقہ ہے	۲۸	یزید سے نفرت کرنا ایمان کا مقتضی ہے
۳۳	شیعان امویہ کا مذہب	۲۸	یزید کے بُرے کرتوتوں کی تفصیل شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قلم سے
۳۳	یزید جہاد قسطنطینیہ میں شرکت کے لیے تیار نہ تھا	۲۹	شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریح کہ یزید داعی ضلال تھا اور منافق تھا یا ناسق

جملہ حقوق طباعت و اشاعت تمام و کمال بنام الرحیم اکیڈمی محفوظ ہیں
اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، اسکنگ اور کسی بھی قسم کی اشاعت اور وہی تحریری اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی ہے۔

نام کتاب: یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں

تالیف: محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غففر

موسس و مدیر: الرحیم اکیڈمی، اکرام آباد، اعظم گری، اقلیت آباد کراچی 75900

ٹیلیفون: 4913916

مطبع: قریشی آرٹ پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی

اشاعت بار اول: ۱۴۰۲ھ تا اشاعت بار ششم: ۱۴۲۵ھ
۱۹۸۲ء ۲۰۰۳ء

تعداد: ۱۰۰۰ = قیمت: ۶۰/- روپے

ملنے پے

- ۱۔ مکتبہ اہل سنت و جماعت، کراچی ۱۹
- ۲۔ زم زم پبلشرز اردو بازار کراچی
- ۳۔ ادارۃ الانوار، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۴۔ اسلامی کتب خانہ علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۵۔ مکتبہ قاسمیہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۶۔ علمی کتاب گھارہ بازار، کراچی
- ۷۔ مکتبہ بخاری، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۸۔ ادارۃ اسلامیات، اتارنگی لاہور
- ۹۔ مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی
- ۱۰۔ مکتبہ مجیدیہ، مٹان
- ۱۱۔ مکتبہ قاسمیہ، مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
- ۱۲۔ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، بلوچستان
- ۱۳۔ عباسی کتب خانہ جوٹا مارکیٹ کراچی
- ۱۴۔ مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ، بلوچستان
- ۱۵۔ ادارۃ انشا اکیڈمی حیدر آباد سندھ
- ۱۶۔ مکتبہ تبلیغ و اصلاح حیدر آباد سندھ
- ۱۷۔ بیت الکتاب گلشن اقبال راجپی
- ۱۸۔ دارالاشاعت اردو بازار کراچی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۴	یزید کا جہاد بین روم کا مذاق اڑانا	۵۳	تیسری روایت
۳۴	حضرت معاویہ کا بائیس برس کو جہاد پر روا کر	۶۲	یزید کی ولی عہدی کے سلسلے میں مروان
۳۶	یزید نے زیاد خلافت سنبھالتے ہی بحری اور	۶۲	کی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی جناب میں
۳۶	سمرانی جہاد کو ختم کرنے کا حکم دے دیا	۵۶	گستاخی و افتراء پر دازی۔
۳۶	"سیدنا یزید" کے مولف کی شرمناک	۵۶	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کامروان کو
۳۶	حاشیہ آرائی۔	۵۶	پرسہ سنبھالو گنا۔
۳۶	بالفرض یزید جہاد قسطنطنیہ میں دل سے	۵۶	حضرت عائشہ کامروان کو جھوٹا کہنا
۳۶	شریک ہوا تو اس غزوہ تک جو گناہ اس نے	۵۸	مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی۔
۳۶	کیے تھان کی مغفرت کی امید تو کی جا سکتی	۵۸	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت معاویہ
۳۶	ہے نہ کہ آئندہ ہونے والے جرائم کی بخشش	۵۸	و ابوسفیان سے ان فصل ہیں۔
۳۸	شاہ ولی اللہ کی تصریح اس باب میں	۵۸	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کا حضرت عائشہ
۵۱	یزید نے بعد کو ایسے کام کیے جو لعنت	۵۸	کی رقم کو واپس کر دینا۔
۵۱	کے موجب تھے۔	۵۹	یزید کا گورنر یزید کو اس لیے معزول کر دینا
۵۱	حدیث میں جن چھ افراد کو لعنت بتایا گیا ہے،	۵۹	کو اس نے حضرت سین و حضرت ابن زبیر کے
۵۱	ان میں یزید شامل تھا۔	۶۰	سمجھی کیوں نہیں کی۔
۵۱	جہاد قسطنطنیہ میں شرکت کے بعد یزید	۶۰	مروان کا گورنر مدینہ کو مشورہ دینا کہ
۵۱	کے مظالم کی تفصیل امام ابن حزم کی زبانی	۶۰	حضرت حسین و ابن زبیر و ابن عمر اگر
۵۱	خلاصہ بحث	۶۰	بیعت نہ کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔
۵۱	یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد	۶۰	حضرت ابو شریح کا گورنر مدینہ کو حرم الہی
۵۱	ہوسکتا ہے	۶۰	پر فوج کشی سے منع کرنا۔
۵۱		۶۱	چوتھی حدیث

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۲	یزید کی گورنر کا حضرت ابو شریح	۵۳	تیسری روایت
۶۲	کے سامنے اپنی علیت بگھارنا۔	۵۶	یزید کی ولی عہدی کے سلسلے میں مروان
۶۲	اس گورنر کے بارہمیل بن حزم کا فیصلہ	۵۶	کی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی جناب میں
۶۲	حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ	۵۶	گستاخی و افتراء پر دازی۔
۶۳	عمر و اشراق کی ہرزہ سمرانی قابل	۵۶	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کامروان کو
۶۳	قبول نہیں۔	۵۶	پرسہ سنبھالو گنا۔
۶۵	حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت	۵۸	حضرت عائشہ کامروان کو جھوٹا کہنا
۶۵	ابن عباس کی زبانی۔	۵۸	مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی۔
۶۶	حضرت عثمان نے جن حضرات کو	۵۸	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت معاویہ
۶۶	کتا بیتہ آن پر مامور کیا ان میں	۵۸	و ابوسفیان سے ان فصل ہیں۔
۶۶	ابن زبیر بھی ہیں۔	۵۸	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کا حضرت عائشہ
۶۶	حضرت ابن زبیر کے فضائل احادیث	۵۹	کی رقم کو واپس کر دینا۔
۶۶	کی روشنی میں۔	۵۹	یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کر دینا
۶۶	یزید کا گورنر عمر و اشراق کی نفرت حدیث میں	۵۹	کو اس نے حضرت سین و حضرت ابن زبیر کے
۶۶	کر بلا کے دن بنی امیہ نے اپنے	۶۰	سمجھی کیوں نہیں کی۔
۶۶	دین کو ذبح کر کے رکھ دیا۔	۶۰	مروان کا گورنر مدینہ کو مشورہ دینا کہ
۶۶	پانچویں حدیث۔	۶۰	حضرت حسین و ابن زبیر و ابن عمر اگر
۶۶	قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا	۶۰	بیعت نہ کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔
۶۶	پاس دلحاظ۔	۶۰	حضرت ابو شریح کا گورنر مدینہ کو حرم الہی
۶۶	ابن زیاد بدینہا کی حضرت حسین	۶۰	پر فوج کشی سے منع کرنا۔
۶۶	کے سر اقدس کے ساتھ گستاخی۔	۶۱	چوتھی حدیث

صفحہ	عنوان	صفحہ
۷۴	یزید کی شقاوت	۷۴
۸۸	ابن زیاد بد نہاد کا صحابہ کے ساتھ	۸۸
۹۰	گستاخانہ طرز عمل	۹۰
۹۱	حضرت معقل بن یسار کا اس کو	۹۱
۹۲	نصیحت فرمانا	۹۲
۹۳	ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل	۹۳
۹۴	کے ساتھ گستاخی	۹۴
۹۵	ابن زیاد کی حضرت عائد بن عمرو	۹۵
۹۶	کے ساتھ بد تمیزی	۹۶
۹۷	ابن زیاد کا حضرت ابوہریرہ کا مذاق اڑانا	۹۷
۹۸	ابن زیاد بد نہاد تھا	۹۸
۹۹	یزید کی مدینہ نبوی پر فوج کشی	۹۹
۱۰۰	واقعہ حرہ کے بارے میں آنحضرت	۱۰۰
۱۰۱	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی	۱۰۱
۱۰۲	چھٹی حدیث	۱۰۲
۱۰۳	حرہ کے مظالم کی تفصیل	۱۰۳
۱۰۴	حرم مکہ کا محاصرہ اور سپر گولہ باری	۱۰۴
۱۰۵	یزید کا انعام بد	۱۰۵
۱۰۶	خود فیصلہ نہ کیجئے	۱۰۶
۱۰۷	امام سیوطی اور علامہ تفت زانی کا	۱۰۷
۱۰۸	یزید پر لعنت کرنا	۱۰۸

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۰۱	فتی رجال کا مستفاد فیصلہ "یزید اس کا	۱۰۱
۱۰۲	اہل نہیں کر اس کی کوئی روایت لی جائے	۱۰۲
۱۰۳	چوتھا شبہ	۱۰۳
۱۰۴	کیا حضرت ابن عباس نے یزید کو اپنے	۱۰۴
۱۰۵	خاندان کا نیک فرد بتلایا تھا؟	۱۰۵
۱۰۶	اغائی کی روایت میں یہ بات کون نہیں	۱۰۶
۱۰۷	"الامانہ والیاسہ" قابل استناد	۱۰۷
۱۰۸	کتاب نہیں	۱۰۸
۱۰۹	یلاذری کی سند صحیح نہیں	۱۰۹
۱۱۰	بالفرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت	۱۱۰
۱۱۱	ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہو	۱۱۱
۱۱۲	یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت	۱۱۲
۱۱۳	یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام	۱۱۳
۱۱۴	حضرت ابن عباس کا سرزنش نامہ یزید کے نام	۱۱۴
۱۱۵	پانچواں شبہ اور اس کا جواب	۱۱۵
۱۱۶	قاضی ابن العری کی رائے کے بارے میں	۱۱۶
۱۱۷	قاضی ابن العری کا فتویٰ کہ حسین کا قتل جائز تھا	۱۱۷
۱۱۸	قاضی ابوہریرہ ابن العری نامی ہیں	۱۱۸
۱۱۹	"کتاب الزہد" میں جس یزید کا ذکر ہے	۱۱۹
۱۲۰	وہ یزید اسوی نہیں بلکہ اس نام کے	۱۲۰
۱۲۱	دوسرے بزرگ ہیں	۱۲۱
۱۲۲	نامہ صبیح کا امام ابن حجر کورافضی بتانا	۱۲۲
۱۲۳	محض جھوٹ ہے	۱۲۳
۱۲۴	مطبوعہ "کتاب الزہد" اصل نہیں اس کا	۱۲۴
۱۲۵	انتخاب ہے	۱۲۵
۱۲۶	یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح کہ	۱۲۶
۱۲۷	اس سے کوئی روایت نہ کی جائے	۱۲۷
۱۲۸	حافظ ابن حجر کی لسان المیزان سے	۱۲۸
۱۲۹	یزید کا مکمل ترجمہ	۱۲۹
۱۳۰	امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے	۱۳۰
۱۳۱	قاضی ابوہریرہ ابن العری کی ہجو	۱۳۱
۱۳۲	پچھٹا شبہ اور اس کا جواب	۱۳۲
۱۳۳	یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے	۱۳۳
۱۳۴	غزالی کے فتویٰ کی تصحیح	۱۳۴
۱۳۵	حضرت حسین کا میدان کربلا میں	۱۳۵
۱۳۶	آخری خطبہ	۱۳۶
۱۳۷	امام کیا ہر کسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے	۱۳۷
۱۳۸	حافظ ابن ابی شیبہ نے غزالی کے	۱۳۸
۱۳۹	فتویٰ کا تفصیلی رد لکھا ہے	۱۳۹
۱۴۰	یزید پر لعنت کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث	۱۴۰
۱۴۱	دہلوی کی تحقیق	۱۴۱
۱۴۲	یزید پر لعنت کے بارے میں علماء کے اختلاف کی	۱۴۲
۱۴۳	بابت شاہ عبدالغفر نے صاحب کی تحقیق	۱۴۳

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۳۵	سائیں اور آٹھویں شبہ اور ان کے جوابات	یزید پر جب لوگوں نے پھٹکار کی تو اس نے اظہارِ رندامت کیا۔
۱۳۴	یزید نے حضرت عبداللہ بن جعفر کی بیٹی اور حضرت عمر کی پوتی سے نکاح کیا تھا	یزید پر لعنت کے بارے میں شاہ
۱۳۵	ان شبہوں کا فتوا کیا ہے۔	عبدالغزیز صاحب کا فیصلہ
۱۳۶	نواں شبہ	بعض علماء یزید پر لعنت اس لیے نہیں کرتے کہ کہیں اس کے گناہوں کا بوجھ کم نہ ہو جائے۔
۱۳۶	حضرت زین العابدین کی یزید سے بیعت اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا۔	بعض حضرات کے پیش نظر اس سلسلہ میں یہ مصلحت ہے کہ لعنت کا سلسلہ آگے نہ بڑھے
۱۳۶	اس شبہ کا جواب	یزید پر لعن کے بارے میں امام احمد کی تصریح۔
۱۳۶	طبقاً ابن سعد اور بلاذری کا غلط حوالہ یزید کے کمانڈر کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی۔	یزید پر لعنت کے بارے میں امام اعظم اور دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات۔
۱۳۷	اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا۔	امام ابو جبر جصاص کا فتویٰ۔
۱۳۹	اہل بیت کی حق تلفی	ائمہ بخارا کا فتویٰ
۱۳۹	دسواں شبہ	امام کردری کا فتویٰ
۱۵۱	سادات کی رشتہ داریاں امویوں سے۔	خلافت الفداوی اور فداوی ہزارہ
۱۵۱	اس شبہ کا جواب۔	کا شمار فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ہے۔
۱۵۱	واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد میں کوئی رشتہ مناکحت قائم نہیں ہوا	لعن کے بارے میں "کن العیال والمتعلم"
۱۵۱	عبدالملک کا یزید کے زوال سے عبرت نہ لینا	کی عبارت۔
۱۵۲	گیارہواں شبہ	مسلمان پر لعنت کرنے کا مطلب۔
۱۵۲	شری النفس لوگوں نے حضرت حسین کو یزید کے خلاف فتنہ پراکندہ کیا اور جب آپ نے	

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۵۸	عمر بن سعد کا حشر	جہاں بیکر تمام امت یزید کی بیعت پر متفق ہے تو آپ اپنے ارادے سے دستبردار ہو گئے۔
۱۵۸	ابن زیاد کے سر کا عبرت ناک انجام	اس شبہ کا جواب
۱۵۹	یزید کا دنیا سے ناکام و نامراد جانا	سائل کی انویسیائی و دروغ گوئی۔
۱۶۰	یزید کی نسل کا منقطع ہو جانا	حضرت فاروق اعظم کی شہادت میں کسی کو فائز نہ تھا۔
۱۶۱	یہ صحیح نہیں کہ آخر وقت میں حضرت حسین یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے	بقیہ غلط باتوں کی تفصیل۔
۱۶۱	اس روایت پر روایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث	حضرت حسین کا اقدام محض اللہ فی اللہ بغرض اعلاء کلمۃ اللہ تھا۔
۱۶۱	حضرت حسینؑ کا شمار نبیاء و صحابہ میں ہے۔	جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف اقدام کیا ان سے جنگ کرنا ناجائز تھا۔
۱۶۲	اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی اور حضرت حسینؑ اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے۔	حریم میں یزید اور اس کے عمال نے حضرت حسینؑ کو چین سے نہ بیٹھے دیا۔
۱۶۳	حضرت حسینؑ اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟	جن حضرات نے بھی حضرت حسینؑ کو کوفہ جانے سے روکا پر بنائے شفقت روکا۔
۱۶۵	اس روایت کے برخلاف متنبہ بن سمان کی روایت بھی موجود ہے۔	کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے۔
۱۶۵	خضریٰ کی تحتیں اس باب میں۔	کوفی گورنری پر ابن زیاد کا تقرر اور حضرت حسینؑ کی شہادت۔
۱۶۶	بارہواں شبہ	حضرت حسینؑ کے سردار کے ساتھ
۱۶۷	حضرت حسینؑ کی اجتہادی منطقی جس کا اصل سبب سبائی کوفیوں کے جھوٹے دعاوی پر اعتبار تھا۔	ابن زیاد کی گستاخی۔

اہل سنت کیلئے لمحہ فکریہ

جامد او مصلاً و مستلاً، اما بعد

حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۵۰۶ھ نے شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حادثہ کربلا، واقعہ حرہ، حصار کعبہ و قتل ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان چاروں جان گسل واقعات کو اسلام کے چار رخوں سے تعبیر کیا ہے کیونکہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرکز کا احترام ختم ہوا، ان خلافت کا رعب داب اٹھ گیا، ملوثہ کربلا سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت خاک میں ملی، واقعہ حرہ سے مدینہ الرسولؐ کی بے حرمتی ہوئی، قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی عزت کو داغ لگا۔ غرض ان چاروں پہلوؤں میں اہل کوشوں نے وہ قیامت برپا کی کہ خدا کی پناہ، خلیفۃ الرسول، عزت پیغمبر اور اصحاب نبی سب کا بے دریغ خون بہایا۔ اور حرم نبی، خاند کعبہ جہل شعائر اسلام کی عظمت کا ذرہ برابر باطل لگا دینے لگا۔

ان چاروں حادثات کے بارے میں ماصیوں کا موقف یہ ہے کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور حادثہ کربلا کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور واقعہ حرہ کا ان صحابہ کرام کو جنہوں نے یزید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اور حصار کعبہ کا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اعداد خلافت کو، شیعہ مروانہ کا ایمان و عقیدہ ہی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ خلافت کے غاصب تھے اور مسلمانوں کے خون سے جولی کھیلنے والے۔ حضرت حسینؑ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؑ اور

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۱	یزید کے بارے میں ماصی کا ابراہم کی تقریر کا	۱۶۴	اس شب کا جواب
۱۸۲	یعنی یزید کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کی تصریحات	۱۶۵	بقول مستفتی جب حضرت حسینؑ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا تو پھر ان کو شہید کرنے کا کیا جواز تھا؟
۱۸۳	بحر العلوم کی تصریح یزید کے بارے میں	۱۶۶	سبائی کون تھے؟
۱۸۴	سید احمد شہید کی تصریح یزید کے بارے میں	۱۶۷	یہ افتراء ہے کہ حضرت حسینؑ کے سب قہی کو فی سبائیوں نے لڑائی میں پہل کر کے صلح نہ ہونے دی۔
۱۸۵	مولانا تھانویؒ کا فتویٰ۔	۱۶۸	صحابہ کی بھاری اکثریت حضرت حسینؑ کے موقف کی حامی تھی۔
۱۸۶	غیر متبرہ یوں کے فتویٰ کی نتیجہ۔	۱۶۹	صحابی رسولؐ کا عہدہ مگر بلا میں شہید ہونا
۱۸۷	نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں۔	۱۷۰	احادیث کی رو سے حضرت حسینؑ کے موقف کا
۱۸۸	علامہ نقشبلی کی رائے۔	۱۷۱	اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع امت و فرہم ہے
۱۸۹	یزید کی طہارت و منہریت کی بحث۔	۱۷۲	یزید کے بارے میں خود اس کے بیٹے کی شہادت
۱۹۰	یزید کا جزیرہ رودس اور جزیرہ اوراس سے جہاد میں کو واپس بلانا۔	۱۷۳	یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت
۱۹۱	یزید قیصر سے کیا مراد ہے۔	۱۷۴	یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے
۱۹۲	حدیث مدینہ قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۷۵	شہادت حسینؑ پر حضور علیہ السلام کا قتل۔
۱۹۳	یزید کا عہدہ کربلا میں شہید ہونا	۱۷۶	شہادت حسینؑ کے بارے میں اہل تشیعہ کا بیان
۱۹۴	یزید کا عہدہ کربلا میں شہید ہونا	۱۷۷	حضرت حسینؑ سے حضور علیہ السلام کا محبت فرمانا
۱۹۵	یزید کا عہدہ کربلا میں شہید ہونا	۱۷۸	اور خلفاء ثلاثہ کا ان کا اکرام کرنا۔
۱۹۶	یزید کا عہدہ کربلا میں شہید ہونا	۱۷۹	مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف فتویٰ کا انتساب
۱۹۷	یزید کا عہدہ کربلا میں شہید ہونا	۱۸۰	مشکوٰۃ ہے۔

وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جو حادثہ خرو اور حصار کعبہ کے غوثی جنگا مول میں یزید اور عبدالملک بن مروان کی تیغ مستم کا نشانہ بنے شہید نہیں۔ بلکہ خلافت کے باغی تھے جو اپنی بغاوت کی پاداش میں کیفر کردار کو پہنچے۔ شیعہ مردانہ کا یہ نظریہ مردانیوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ لیکن محمود احمد عباسی نے کتاب خلافت معاویہ ویزید لکھ کر اس فتنہ کو پھرنے سے روک دیا۔

اس کتاب کے شائع ہونے سے ملک میں ایک تازہ فتنہ "ناصبیت" کا پیدا ہو گیا ہے جس سے اب تک ہندو پاک کی سرزمین یکسر پاک تھی، اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کا اچھا خاصہ سنجیدہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس فتنہ کے اثر سے محفوظ رہ سکا، اور اب تو بہت سے مقلدوں میں اس کو ایک تاریخی ریسرچ کا درجہ حاصل ہے۔

یہ کتاب سراسر فریب، خداع، تلبیس اور کذب و افتراء کا مرقعہ ہے۔ اس نام نہاد تازہ نگار بلیرج کے چار تاہد ہیں۔

(۱) مستشرقین کی تعزیرات، جن کو مؤلف جا بجا آزاد اور بے لاگ محققین کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں، اور ہر باب میں ان کے اقوال کو قول فیصل سمجھتے ہیں۔

(۲) شیعہ مؤرخین جن کے کذب و افتراء کا جلد بجا ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود مولف ہر جگہ ان سے اپنے مطلب کی بات کہیں ان کی عبارت میں تلخ و برید کر کے اور کہیں بغیر اس کے ہی لے لیتے ہیں۔

(۳) بعض وہ مصنفین جن پر ناصبیت کا الزام ہے اور وہ اہل بیت سے انحراف رکھتے ہیں۔

(۴) خود اپنی دماغی آبیج جس میں مولف بڑی دور دور کی کوڑی لاتے ہیں اور ایسی بات اپنے دل سے گزرتے ہیں کہ پڑھنے والا حیران و ششدر رہ جائے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل سنت میں سے کسی محقق عالم کے قول کو کہیں بھی اثبات مدعا کے لئے مؤلف نے اپنے اصل رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ ابلہ فریب سے کام لے کر "ناصبیت" کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس ملک میں رفیع کا فتنہ قدیم سے تھا، باطنیہ اسماعیلیہ اور امامیہ سب پہلے سے موجود تھے البتہ خوارج و نواصب کا ڈھونڈنے سے بھی پرہیز تھا، لیکن عباسی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اہل سنت میں ناصبیت کا تازہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بہت سے لوگ ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو غلطی و غلط کام سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب سے سوائے ضرر کے فائدہ کوئی مرتبہ نہ ہوا۔ ووافی تو اپنی جگہ اور سخت ہو گئے لیکن اہل سنت کے اعتدال میں فرق آگیا، بہت سے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راستہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شک کرنے لگے۔ آج تک کسی ایک رافضی کے متعلق بھی یہ نہیں بتلایا جاسکتا کہ وہ عباسی صاحب کی کتاب پر ذکر تا تب ہو گیا ہو، لیکن اس کے برخلاف اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی نکلے گی جو اس جھوٹ کے پلندہ کو صحیح سمجھ کر حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اپنے دلوں کو مٹا نہ رکھ سکے۔ اس کتاب نے سادہ لوح عوام نہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے طبقہ کو متاثر کیا ہے جن میں عربی مدارس کے بھی بہت سے فارغ التحصیل شامل ہیں، جن لوگوں کی دسترس موضوع کتاب کے اصل مافذ تک نہیں وہ اس کو تحقیق اور ریسرچ کا ایک نادر شاہکار سمجھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ عباسی بات کا لابلہاں من حیث القوم علوم اسلامیہ سے نا بلند ہو گئے ہیں۔ لہذا جو کوئی شخص بھی اپنے کسی غلط نظریے کو ذرا سنے انداز سے بنا سجا کر پیش کر دیتا ہے یہ اس کے ہوتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے جو شخص عربی، فارسی کی معمولی عبارتوں کے صحیح ترجمے نہ کر سکے۔ کتابوں کے غلط حوالے دے، مصنفین کی عبارتوں کو اپنے مفید مطلب بنانے کے لئے غلط معنی پہنائے اور ان میں قطع و برید سے کام لے، ایسے شخص کا پیش کردہ کوئی نظریہ کس درجہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رد افض کے سب و شتم سے لوگ تنگ آئے ہوئے تھے ایسے میں یہ کتاب شائع ہوئی جس میں حضرت علی اور حضرت جنتین رضی اللہ عنہما کے موقف پر اس سے کہیں زیادہ سلجھے ہوئے اور سنجیدہ انداز میں جرح کی گئی تھی جو رد افض کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موقف کو مجروح کرنے میں عام روش ہے۔ اس لئے رد علی کے طور پر بہت سے لوگ عباسی صاحب کے اس طرز عمل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حالانکہ تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور جو لوگ ان سے برسر جنگ رہے وہ خطا پر تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کر کے غلطی کی اور وہ خلیفہ راشد نہ تھے، ان کا بیٹا یزید ظالم و جاہل کراں تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے اور جنہوں نے یزید کے تسلط و اقتدار کو بروم کرنے کی کوشش کی وہ سب حق کے داعی اور فحش کے علمبردار تھے۔ مگر اس کتاب کی تصنیف صرف ان ہی امور کی تردید کے لئے عمل میں آئی ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے اہل سنت کا یہ نقطہ نظر صریح طور پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی نا صہیت کا عین مثال ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ نا صہیت کے پرچار ک شیعہ مردانیہ نے تو اپنی بدعت کی اشاعت کے لئے کراچی اور لاہور میں مستقل ادارے بنا رکھے ہیں اور سارے ذخیرہ احادیث اور تاریخ اسلام کے اثرات کو

مطابقت کرنے پر تکتے ہوئے ہیں مگر اہل سنت و جماعت کہ صحابہ اور خاندان رسالت دونوں کی تعظیم و توقیر ان کا جزو و ایمان ہے وہ اس فتنہ کے سد باب کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

محمد عبدالرشید نعمانی
سہ شنبہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

آفتاب تو موسیٰ فرم

از بیت مسالبردا

را نکھ از درہ پرورے ہرگز

نکند آفتاب تابان عالم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا

”یزید بھلا آدمی تھا یا بُرا“ وہ خلیفہ عادل تھا یا ظالم و جابر فرماؤ
اس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا کفر پر، اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں، حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا اس نے حکم دیا یا نہیں، حضرت حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کر کے بغاوت کی تھی یا ان کا یہ اقدام
سراسر شرع کے حکم کے مطابق تھا۔ یزید نے مدینہ نبوی اور حرم البی کی حرمت
کو پاؤں کیا یا نہیں، صحابہ و تابعین کی ایک خلقت کا اس کے ہاتھوں قتل عام
ہوا یا نہیں، یہ اور اس قسم کے دیگر مباحث ظاہر ہے کہ ان کو عملی زندگی سے دور کا
بھی تعلق نہیں، یہ خالص نظریاتی مسائل ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہماری
اس کوشش کو تحسین کی نظر سے نہ دیکھیں اور اس کو مفت کا ضیاع وقت خیال کریں۔
لیکن ایک دوسری حیثیت سے اگر اس کو دیکھا جائے تو ہمارے اس کلام کی اہمیت
بہت ہی بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ”یزید ایک صالح
مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھا“ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں نے نہ صرف
یہ کہ اپنی تاریخ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اللہ اس کو مسخ کر دیا، یزید جیسے صالح
مسلمان اور خلیفہ عادل کے کردار کو ایسا گھٹاؤ نہ کر کے پیش کیا کہ وہ شیطانِ عجم
نظر آئے گا۔

یاد رہے یزید کا دور صحابہ و تابعین کا دور ہے۔ اس لئے اس دور کی تاریخ کا
ایک ایک واقعہ بند قلمبند کیا گیا ہے، وہ عام تاریخ کی طرح نہیں کہ جس میں سنہ کا
الزام نہیں ہوتا۔ بلکہ محض وقائع نگاروں کے قلم کی مرہون منت ہوتی ہے۔
طبقات صحابہ و تابعین پر بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں، سارے علم اسماء الرجال کا دار و مدار
ان ہی کتب طبقات پر ہے۔ اگر یہی کتابیں بے اعتبار ٹھہریں تو پھر حدیث کی ساری
کتابوں کو دو یا پیر کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کی صحت و ضعف کا دار و مدار ان ہی کتب طبقات
پر ہے کہ ان ہی کتب میں راویوں کے احوال مذکور ہیں اگر یہی بے اعتبار قرار پائیں تو
پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں تابعی ہے اور فلاں
نہیں، اور فلاں سچا اور لائق اعتبار تھا اور فلاں کذاب اور دجال، جب یزید جیسے
خلیفہ عادل کا ان کتابوں میں حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا اور فیصلہ کر دیا گیا کہ ”وہ اس کا
اہل ہی نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے“ چنانچہ حدیث کی تمام کتابیں اسکی
روایت سے یکسر خالی ہیں اور اگر کہیں ایک آدھ روایت کسی نے درج بھی کی تو علم
اسماء الرجال نے یزید کی تا اہلی کا فیصلہ کر کے اس کی روایت کو مردود کر دیا بغرض
سارے محدثین نے اس غریب سے بائبل قطع تعلق کر لیا اور نہ صرف محدثین بلکہ علما
طہر کے تمام طبقات میں خواہ وہ مفسرین ہوں یا متکلمین، فقہا ہوں یا صوفیاء اس
خلیفہ عادل اور صالح مسلمان کو ہار نہیں۔ اور یہ تو صرف ایک بیچارے یزید کا تھا ہوا
معلوم نہیں اور اس جیسے کتنے صالحین ہوں گے جو اس ظلم کی جگہ میں پس گئے ہوں گے
اور ہم ان کو صالحین کی فہرست سے خارج کر کے زمرہ شیطانی میں شمار کرتے ہوں گے
اور جس طرح یزید کا تاریخ اسلام نے حلیہ بگاڑا ہے اور اسے ایک ظالم و مفسد
ناستق و فاجر کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح جن ممکن ہے کہ مسلمانوں کے
اسماء الرجال ان کی تاریخ اور کتب حدیث و طبقات کے کسی شیطانِ عجم کو اسکا

نقش و نگار ٹھیک کر کے ہمارے سامنے اس کو ولی اللہ کے روپ میں پیش کر دیا
ہو یا اسے صحابی، تابعی اور خلیفہ راشد بنادیا ہو کیونکہ جب برید کے ساتھ
ایسا ظلم و ستم تاریخ کے ہاتھوں ہوا تو پھر دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا۔
اور یہ مان لینے کے بعد پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ سے
ہاتھ دھو کر خود اسلام کے اثر پر کلام کیا جائے اور اس کی ساری تعلیم کو غیر
محفوظ قرار دیا جائے یہی منکرین حدیث کی اہل مغرض و غایت اور ملحدین کا اہل
منشا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں افراتفری اور
اشتعال پیدا ہو کر قتل و قاتل کا بازار گرم ہو۔ انہوں نے بعض نادان مولوی
جن کو تاریخ کا سرے سے ذوق نہیں ان بے دینوں کی اس سادش کا شکار ہو کر
برید کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اور اس طرح گویا خود اپنے پیروں
پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

محمود احمد عباسی اس فتنہ کا سربراہ ایک ناخدا تریس اور دین بے زار
آدمی تھا۔ جس زمانہ میں وہ چینی سفارت خانہ میں ملازم تھا اس نے اس فتنہ
کی داغ بیل ڈالی۔ اور اب رفتہ رفتہ یہ فتنہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس فتنہ میں
مبتلا لوگوں کی جرات یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ آئے دن عباسی کی کتاب
”خلافت معاویہ دربرید“ سے کچھ شبہات نقل کر کے اہل مسلم کو مستفتا کی
صورت میں بھیجتے رہتے ہیں چنانچہ یہ بارہ شبہات بھی اس کی کتاب سے نقل کر کے
”بشارت مغفرت کے امین حضرت برید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور
اور اس کا جواب“ کے نام سے ایک کتابچہ کی شکل میں پہلے مجلس عثمان غنی کراچی
نے شائع کئے اور بعد کو ”انجمن تحفظ ناموس صحابہ لاہور“ نے پھر کسی صاحب نے
اس کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے ”مدرسہ عربیہ علامہ بنوری ٹاؤن“ کے دارالافتاء
میں استفتاء کی شکل میں پیش کر دیے اور جواب کے طالب ہوئے۔

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان شبہات کا تحقیقی جواب لکھنے کی
توفیق بخشی۔ ہماری اس کاوش سے اگر کسی ایک مسلمان کا بھی ذہن ان شبہات
کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو ہماری دلی مراد برآئی اور ہم یکہنہ میں
حق بجانب ہوئے کہ

شادم از زندگی خویش کہ کامے کردم

برید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علماء
اہل سنت میں اس پر کوا اتفاق ہے کہ وہ فاسق و ظالم تھا البتہ اختلاف ہے تو
اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا
ردا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کی
تعریف کے گن گنا منکرات نہیں تو اور کیا ہے۔

اب پہلے قلبی استفتاء کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد
بالتفصیل نمبر وار ہر سوال کا جواب پڑھتے جائیے۔ واللہ الہادی۔

محمد عبدالرشید رحمانی

۱۔ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ شب جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مندرجہ ذیل حقائق پر مبنی نظریات رکھتا ہے۔

اول:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مدینۃ الرہم قسطنطینیہ پر جہاد کرنے والے لشکر کے لئے مغفرت ہے اور امیر یزید مرحوم اس لشکر کے کمانڈر تھے۔ لہذا اس مغفرت میں وہ بھی شریک ہیں۔

(الف) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من اُمتی یُفَرِّدُون مدینۃ یمصر مغفور لہم۔

(ب) قال محمود بن التریج نحد ثنا تو ما فیہما ابوا ایوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ التی توفی فیہا یرزید بن معاویہ علیہما السلام رضی اللہ عنہما۔

دوم:- بہت سے صحابہ کرام نے امیر یزید مرحوم سے بیعت خلافت کی اور اس پر قائم رہے منجملہ اُن کے (۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ (۴) حضرت نعمان بن بشیرؓ (۵) حضرت جابر بن عبداللہؓ (۶) وغیرہم۔ اگر امیر یزید کا فریاد فاسق و فاجر اور شرابی و زانی اور دشمن دین ہوتے تو یہ حضرات صحابہ کرامؓ اُن کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ فرماتے۔

۱۔ (بخاری شریف جلد ۱۰ ص ۴۱۰) ۲۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۵۸)

اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان صحابہؓ پر کفر و فسق نوازی اور فجور و بددینی کی سرپرستی و تعاون کا بڑا بھاری الزام آئے گا۔ اور یہ سراسر قرآن کریم کے بیان کردہ اس وصف کے خلاف ہے۔ جو جماعت صحابہ سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ذَکِرْنَا اللّٰهَ حَبَّابَ الْیَکْمَ الْاِیْمَانِ وَرَیْتُمْ فِی قُلُوبِکُمْ وَکَرَّوْا اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْیَعْسٰیۃَ اُولٰٓئِکَ حُمِلَ الرَّاِشِدُوْنَ اِلَیْہِ

(ج) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے امیر یزید کے ہاتھ پر اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کی ہے۔ انا قد بايعنا هذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ۔ سوم:- حضرت محمد بن حنفیہ یعنی محمد بن علی نے نہ صرف امیر موصوف کی بیعت کی۔ بلکہ اُن پر عائد کردہ الزامات شراب نوشی، ترک نماز، حدود الہی سے تجاوز کرنا وغیرہ الزامات کی پر زور تردید فرمائی۔ کہ میں خود امیر یزید کے پاس رہا ہوں۔ لیکن میں نے ہمیشہ انھیں پابند نماز اور سنت رسول پر مضبوطی سے کار بند بھلائی اور مسائل فقہ کا جو یاں پایا۔

(د) وَقَدْ حَضَرْتُهُ وَاَقَمْتُ عِنْدَهُ فَرَأَيْتُهُ مَوَظِّبًا عَلَى الصَّلٰوةِ مُتَحَرِّيًا لِلْخَبَرِ يَسْأَلُ عَنِ الْفَقْهَةِ مَلَاغِزًا مَّا لِلْسُنَّةِ بَلْکَہُ اُپ نے الزام لگانے والوں سے بحث و مناظرہ کیا۔

(هـ) قد سئل محمد بن الحنفیۃ فی ذالک فاستنع من ذلک اشد الامتناع وناظرہم فی یزید وروۃ علیہم ما اتهموہ من شرب الخمر وتركہ بعض الصلوات۔

چہارم:- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی۔ اول تو ان کے لئے دعا کی اور پھر امیر یزید کو آپ کے خاندان کا نیک فرد قرار دیا اور اس کے ساتھ ہی امیر یزید کی

بیعت و اطاعت کا حکم فرمایا۔ اور خود بھی بیعت میں داخل ہو گئے۔

(و) دان ابنہ یزید لمن صالحي اهلہ فالزموا بحاکم واعطوا اطاعتکم و بیعتکم فصحی فبايع

پہم : امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزعمہ میں امیر یزید مرحوم و مغفور کا ذکر رکھا دصحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرے میں بیان فرمایا ہے۔ جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور امیر یزید کے خطبے کے چند جملے بھی نقل کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن لوگوں کو شرم دلائی ہے جو آپ پر شراب نوشی اور فسق و فجور وغیرہ کا اتہام لگاتے ہیں۔

(ز) وهذا يدل على عظم منزلته عنده حتى يدخله في جملة الزهاد من بعد الصحابة والتابعين يقتدى بقولهم ويرعى من وعظهم ونعم وما أدخله في جملة الصحابة قبل أن يخرج إلى ذكركم تابعين فأين هذا من ذكر المؤرخين في الخمر والنواح الفجور والاعتصام

ششم :۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امیر یزید نے نہ تو سید حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر رضامند تھے۔ جو شخص ان پر الزام لگائے۔ وہ حد درجہ ابلہ و احمق ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ امیر یزید پر رحمۃ اللہ علیہ کہنا صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور چونکہ مومن تھے۔ اس لئے ہر نماز میں مومنین کی مغفرت والی دعا میں شامل ہیں۔

(ح) واما التوجه عليه فجائز بل هو مستحب بل هو داخل في قولنا في كل صلوة اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات فانه كان مؤمناً واللہ اعلم كتبه الغزالي

ہفتم :۔ امیر یزید سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے داماد ہیں۔ کیونکہ سیدہ ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر اُن کے نکاح میں تھیں۔ اس رشتے سے آپ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجہ داماد ہوتے ہیں۔

ہشتم :۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی سیدہ ام مسکین بنت عاصم بھی امیر موصوف کے جالہ عقد میں تھیں۔ اس رشتہ سے آپ خلیفہ دوم کے پوتہ داماد ہوتے ہیں۔

نہم :۔ سیدنا علی بن حسین المعروف بہ زین العابدین کربلا کے واقعہ میں موجود تھے۔ وہاں سے دمشق گئے۔ اور امیر یزید کے اٹھ پر بیعت کی۔ اور زندگی بھر اس پر قائم رہے۔ بلکہ واقعہ کربلا سے تین برس بعد واقعہ حرہ کے موقع پر امیر یزید کا حسن سلوک دیکھ کر اُن کے حق میں ان الفاظ میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔

دہم :۔ واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات میں ہوتی رہیں۔ اور ان کی اُن میں جس کے ثبوت سے کتب تواریخ و انساب پُر ہیں۔ یازدہم :۔ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کوفہ

کے ان شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا۔ جن کے نامبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق عظیم اور سیدنا عثمان غنی کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اور کبھی جنگ جمل اور صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توہین و تحقیر سے بھی انھیں کئے نادر اعمال بیاہ اور دامن داغدار ہیں۔ اور جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو تقریباً چار ماہ کی مسلسل کوشش بصورت مخطوط و فود کی بھرمار سے یہ باور کرا دیا کہ

امیر یزید اہمیت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں۔ بلکہ ملت کی متعدد جماعت ان کی خلافت سے مطمئن نہیں۔ تو اب یزیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا ارادہ فرمایا۔
 (۱) سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ (۲) عبد اللہ بن عمرؓ (۳) عبد اللہ بن جعفرؓ۔
 (۴) جابر بن عبد اللہؓ (۵) ابو واقد اللیثیؓ (۶) محمد بن الحنفیہؓ وغیرہم حضرات نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس ارادہ سے منع فرمایا کہ وہ ایسا برگز نہ کریں۔ اور اپنے والد اور بھائی کے ساتھ دھوکہ بازی کرنے والے کوفیوں کی بات مان کر اہمیت میں افتراق و انتشار کی راہ نہ کھولیں۔ اور اپنے آپ کو اس بلاکت انگیز اقدام سے باز رکھیں۔ لیکن افسوس کہ آپ نے کسی کی نہ مانی۔ اور کوفیوں کے خطوط اور وفود اور ان کی طلب پر کوفہ روانہ ہو گئے۔ جب آپ کوفہ کے قریب پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ ان مدعیان وفاداری نے وہی کچھ کیا۔ جو مذکورہ حضرات نے ماضی کی تاریخ کے پیش نظر آپ کو روکتے ہوئے کہا تھا۔ جب آپ نے جان لیا کہ امیر المومنین یزید کی بیعت پر تمام اہمیت و ملت متفق ہے جس کے فیصلے و حکم استغناء ممکن نہیں۔ تو آپ اپنے ارادے سے دست بردار ہو گئے اور پہلے موقف سے رجوع فرما کر فوج افسر عمر بن سعدؓ کی بدگورن کو کوفہ کے سامنے تین شرطیں پیش فرمائیں۔

اول :- مجھے واپس جانے دیا جائے۔

دوم :- اسلامی سرحد پر جہاد کے لئے بھیج دیا جائے۔

سوم :- یا پھر مجھے دمشق بھیج دیا جائے۔ تاکہ میں اپنے ابن عم و چچا زاد بھائی امیر یزیدؓ کے ماتھے میں ماتھے دے کر معاملہ کو اس طرح طے کر دوں۔ جس طرح میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔
 فاضل یدعی فی یدہ ۱۱

دوازدهم :- یزیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس خروج کو بغاوت کا نام دینا

۱۔ بحوالہ طبری ج ۶ ص ۲۳۵، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۵، ابن اثیر ج ۳ ص ۳۳،
 الاصابہ لابن حجر ج ۱ ص ۱۰، تاریخ الخلفاء للشیخ ابی۔ ص ۱۳۰، رأس الحین لابن حجر ج ۳ و ج ۴

مناسب نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اجتہادی ہے۔ اس خطاطی جس کا صدور ہرگز سے بڑے شخص سے ہو سکتا ہے۔ اور اس کا اصل سبب صرف سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی اور ان کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سولے آپ کے خاندان کے چند نفوس کے کسی صحابی نے اس خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا۔ حالانکہ اس وقت ہر شہر میں خاصی تعداد اصحاب کرام کی موجود تھی اور اس لئے سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حقیقت کھلنے پر امیر یزید کی بیعت خلافت کا اعلان فرما کر کشتی اختیار فرمائی۔ اب یہ کوئی بسائیوں کی سوچی سمجھی اسکیم تھی کہ لڑائی میں پہل کر کے صلح کو پورا نہ ہونے دیا۔ اور اہمیت کو اس عظیم سانحہ اور مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ اب قیامت تک شاید ہی اس سے چھٹکارا مل سکے۔ الحاصل ان تمام امور کو دیکھتے ہوئے۔ امیر یزید مرحوم پر لعن و طعن کرنا۔ یا ان کی تکفیر و تفسیق کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ اور نہ ہی انہیں واقعہ کربلا کا ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس عظیم سانحہ جانکاہ کی واحد ذمہ دار کوفہ کی وہ سبائی پارٹی ہے۔ جن پر یزیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ متفقین اور محبتین کے خیر خواہانہ مشورے چھوڑ کر اعتماد کیا۔ اب

سوال :- یہ ہے کہ یہ باتیں کب ال تک درست یا غیر درست ہیں۔ قطع نظر غیر مستند تاریخی روایات کے کیا یہ مذکورہ امور بالادنی جگہ ناقابل انکار حقائق ہیں یا نہ۔
 سوال :- ایسے نظریات رکھنے والے شخص کی تکفیر یا تفسیق و تزیلیل جائز ہے۔ یا نہ۔
 سوال :- اگر کوئی شخص ان امور کو اسلاف کرام پر زبان دراز کئے بغیر درست مانتا ہو۔ تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

سوال :- معلوم ہوا ہے۔ اسی استفتاء کا جواب مذکورہ بالا امور کی تائید میں ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ میں دارالعلوم کراچی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب (رحم) کی ماتحتی میں دیا جاسکتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے۔ بینوا بالادلة القطعیہ و توجروا بالابرار العظیمہ۔ قطع نظر ابو الارشد محمدؓ تھیل جاردی خطیب جامع مسجد مدنیہ طیبہ

سیکٹری۔ ۵ کورنگی نمبر ۶، کراچی۔

۳۳ صفر المظفر ۱۴۰۰ ہجری ۳۳ دسمبر ۲۰۱۸ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

استفتاء کا اجمالی جواب

اہل عدل سے محبت اور اہل جور سے بغض الہیئت کا طریقہ ہے
امام ہادیؑ نے فقہائے امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے عقائد کو
ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ جو "عقائد الطحاویہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔
بہت سے علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ رسالہ مصر اور ہندوستان میں
بار بار طبع ہو چکا ہے۔ اور ہر جگہ دستیاب ہے۔ اور مملکت سعودیہ میں
داخل درس بھی ہے۔ اس میں ان حضرات ائمہ کا یہ عقیدہ لکھا ہے۔

وَنَحِبُّ أَهْلَ الْعَدْلِ وَالْإِيمَانِ
وَنَبْغِضُ أَهْلَ الْجَوْرِ وَالْخِيَانَةِ
اور ہم اہل عدل و امانت سے محبت کرتے ہیں۔
اور اہل جور و خیانت سے بغض رکھتے ہیں۔
یہ وہ عقیدہ ہے جس کے بارے میں حدیث پاک میں تصریح ہے۔

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَابْغَضَ لِلَّهِ
وَاعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ
اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ
جس نے اللہ کی محبت کی اور اللہ ہی کی بغض
رکھا اور اللہ ہی کی عطا کی دیا اور اللہ ہی کی دیا
اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

اسی ہدایت کے مطابق "عقیدہ طحاوی" میں یہ بھی مصرح ہے کہ
وَمَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلَ فِي أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ
وَنَدَرِيَاتِهِ فَقَدْ بَرِيَ مِنَ النِّفَاقِ
جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
آپ کی ازواج اور آپ کی ندرت کے بارے میں
اچھی رائے رکھے وہ نفاق سے بری ہے۔

اجمالی جواب اب سائل نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے مابین محاکمہ
کر کے جو بارہ سوالات قائم کئے ہیں۔ اور پھر ان کو حقائق کا نام دے کر پوچھا ہے
کہ امیر یزید پر لعن و طعن کرنا درست ہے یا نہیں؟

اس کے بارے میں اجمالی جواب تو یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور
جملہ اہل بیت نبویؐ سے محبت رکھنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا تقاضائے الہامی
ہے۔ چنانچہ علامہ شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان
میں جو عقائد پر ان کی مشہور تصنیف ہے۔ فرماتے ہیں۔

وفاطمة سيدة نساء أهل
الجنة والحسين والحسين
سید اشباب أهل الجنة
اور حضرت فاطمہ بنتی عورتوں کی سردار ہیں
اور حضرت حسینؑ اور حضرت حسینؑ جو انان جنت کے
سردار ہیں۔

ماہیں مسئلہ را علیحدہ در عقائد ذکر کردہ ایم
از جهت قطعیت دے بر رستم
نہایتان کہ قطعیت بشارت را مخصوص
بعشرہ مبشرہ دارند و پیچناں کہ علماء
بر رستم رفضہ اہتمام بشارت عشرہ کردہ
بہ تخصیص ذکر کردہ اند۔ اگر بر رستم
ناصبیہ اہتمام بذکر اس سر تن پاک
و ذکر فضائل اہل بیت نبوت کنند
نیز مناسب باشد یہ

یہ بھی مناسب ہوگا۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "التفہیمات الالہیہ"
میں عقائد اہل سنت والجماعت پر ایک چھوٹا سا رسالہ قلمبند فرمایا ہے۔ جس میں

وہ فرماتے ہیں۔

ونشهد بالجنة والخير
للعشرة المبشرة وفاطمة
وخديجة وعائشة والحسن
والحسين رضي الله عنهم
ونوترهم ونعترف بعظم
محلهم في الاسلام
اور ہم جنت اور خیر کی شہادت دیتے ہیں۔
حضرات عشرہ مبشرہ اور حضرت فاطمہ اور حضرت زکریا
اور حضرت عائشہ اور حضرت حسن اور حضرت
حسین رضی اللہ عنہم کے حق میں۔ اور ان کی
توثیق کرتے ہیں اور اسلام میں جو ان حضرات کا
بلند مرتبہ ہے۔ اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

اور یزید سے محبت نہ رکھنا۔ اور اس کے برے اعمال سے نفرت کرنا۔ یہ
بھی ایمان ہی کا مقتضی ہے اور اہل سنت کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ چنانچہ شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "تکمیل الایمان" میں یزید کے بارے
میں فرماتے ہیں۔

وبالجملة وے مبغوض ترین
مردم است نزد ما و کار باکر ای
بدنخت و بے سعادت دریا اقامت
کردہ پیچ کس نہ کردہ۔ بعد از
قتل امام حسین و امانت اہل بیت
لشکر تخریب مدینہ مطہرہ و قتل
اہل آنجا فرستادہ و بقیہ از
صحابہ و تابعین را امر بقتل
کردہ و بعد از تخریب مدینہ
امر بانہدام مکہ معظمہ و قتل
عبداللہ بن زبیر کردہ و ہمہ
اور مختصر یہ کہ وہ ہمارے نزدیک تمام انسانوں کی
مبغوض ترین ہے۔ جو کہ اس بد بخت منحوس نے
اس امت میں کئے ہیں کسی نے نہیں کئے۔ حضرت
امام حسین کو قتل کرنے اور اہل بیت کی امانت کے
بعد اس نے مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے اور
اہل مدینہ کو قتل کرنے کیلئے لشکر بھیجا۔ اور جو وہ
اور تابعین و اہل باقی رہ گئے تھے۔ ان کو قتل کرنے
کا حکم دیا اور مدینہ مطہرہ کو برباد کرنے کا حکم دیا
کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے قتل
کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر اسی اشارہ میں جبکہ مکہ معظمہ
محاصرہ کی حالت میں تھا۔ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔

ص ۱۱۵ تاریخ کردہ مجلس علی و امیر (سورت) بھارت مطبوعہ مدینہ برقی پریس
بجنور ۱۳۵۵ھ

انشائے اس حالت از دنیا
بجہتم شتانت۔ دیگر احتمال
توبہ و رجوع اور خدا داند۔
حق تعالیٰ دہلئے مارا و تمام
مسلمانان را فرجبت و موالات
وے و اعوان و انصار وے و ہر کہ
اہل بیت نبوی بدبودہ و بد
اندیشیدہ و حق ایشاں را پائمال
کردہ و بایشاں براہ محبت و
صدق عقیدت نیست و نبودہ
نگاہدار و موارا و محبتان مارا
در زمرہ مبتلا ایشاں محشور
گرداند۔ و در دنیا و آخرت
بر دین و کیش ایشاں وارد،
بحرمتہ النبوی و الہ الامجاد
بمقتہ و کرمہ و ہو قریب
نجیب آمین

اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "حجۃ اللہ البالغہ" کے "مبحث فتن" میں
حدیث "ثمة ينشأ دعوة الضلال" کو پھر گرائی کی طرف دعوت دینے والے پیدا
ہوں گے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ودعاة الضلال یزید بالشام
ومختار بالعراق۔
اور ضلالت کے دائمی شام میں یزید اور
عراق میں مختار تھے۔

ص ۱۱ طبع مجتہائی دہلی

اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں۔

ومن القرون الفاضلة اور قرون فاضلہ یعنی ان صدیوں میں مجی کر جن
اتفاقاً من هو منافق أو کی فضیلت حدیث میں وارد ہے۔ بالاتفاق ایسے
فاستق ومنها الحجاج و ترک موجود تھے کہ جو منافق یا فاسق تھے اور ان ہی
یزید بن معاویہ ومختار میں تباہ اور یزید بن معاویہ اور یزید کا شمار ہے
یہ تو ہوا اجمالی جواب۔ اور اب تفصیل سے نمبر وار اپنے شبہات کے جوابات
ملاحظہ کیجئے۔

ناصبیوں کے شبہات کے تفصیلی جوابات

پہلا شبہ

جو مستفی کو پیش آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جنگ قسطنطنیہ کے سلسلہ میں
بخاری شریف میں حسب ذیل دو روایتیں مذکور ہیں۔

(الف) اول جیش من یرى امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر
اقتی یغزون مدینة قیصر حملہ آور ہوا۔ اس کی مغفرت کر دی گئی
مغفور الہم۔

(ب) قال محمود بن الربيع فحدثتها قومنا فیہم ابوالیوب الانصاری
صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوة التی
توتی فیہا یزید بن معاویہ محمد بن ربیع کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس کا
ذکر کہ لوگوں کے سامنے کیا۔ جن میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت
ابوالیوب انصاری بھی تھے۔ یہ اس غزوہ کا
واقعہ ہے کہ جس میں حضرت ابوالیوب انصاری
کی وفات ہوئی۔ اور یزید بن معاویہ، روم میں
اس وقت فوج کا امیر تھا۔

غرض یزید جس لشکر کا کمانڈر تھا۔ اس لشکر کے لئے مغفرت کی
بشارت ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر مستفی دوسری حدیث پر غور کرے۔ تو سرے سے
یہ اشکال ہی پیش نہ آتا۔ کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ قد حرم علی النار
من قال لا الہ الا اللہ یمسحی حرام کر دیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی
بذلک وجہ اللہ۔ کے لئے لا الہ الا اللہ کہا۔

اب ظاہر ہے کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے۔ کہ صدق دل سے
"لا الہ الا اللہ" کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔ یہ نہیں کہ بس
ایک مرتبہ اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ تو سونچون معاف ہو جائیں۔ اب جو چاہے
کرتا پھرے۔ تعجب ہے کہ مستفی نے یزید کی منقبت میں اس حدیث کو کہوں نہیں پیش
کیا۔ حالانکہ غزوہ قسطنطنیہ کی حدیث میں تو صرف "مغفور الہم" کے الفاظ ہیں۔
اور اس حدیث میں صراحۃً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ پس جو تاویل یا
تشریح حدیث مذکور (ب) کی ہوگی۔ وہی تشریح حدیث مذکور (الف) کی
ہونی چاہیئے۔

احادیث کے تتبع سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بہت سے اعمال خیر پر مغفرت
کی بشارت ہے۔ اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا۔
کہ بس اس عمل خیر کے بعد جتنی ہونا لازمی ہے۔ اور اب ظلم کی کھلی چھٹی ہے
جو چاہے کرے جنت اس کے لئے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کسی شخص کا نام لیکر اسے جنتی کہنا اور بات ہے۔ اور کئی عمل خیر
پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا
حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اُن کو جتنی فرمایا ہے۔ لیکن یزید کا نام لیکر اس کو جتنی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔ کسی روایت کے علوم میں داخل ہونا اور چیز ہے۔ اور کسی بشارت میں مخصوص طور پر نامزد ہونا اور بات ہے۔ بیشک اس حدیث میں خاندیان مدینہ قیصر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔ جیسا کہ خاندیان ہند کے تھے۔ لیکن اس سے ہر خاندی کا اس وقت تک جتنی ہونا لازم نہیں آتا جب تک کہ اس کی زندگی اعمال خیر پر ختم نہ ہو یہ صحیح ہے یزید غزوہ قسطنطنیہ میں شریک ہوا۔ لیکن غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہوا تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے۔

البتہ خود یزید نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا وہی مطلب سمجھا کہ جب کلمہ طیبہ پڑھ لیا گیا۔ تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے۔ اور جس طرح کفر کے بعد کوئی طاعت مقبول نہیں۔ اسی طرح ایمان کے بعد پھر کوئی معصیت مضر نہیں ہوتی۔ یہی ”موضع“ کا مذہب۔ جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چنانچہ حسان بن کثیر نے ”البدایہ والنہایہ“ میں جہاں مسند احمد کی یہ دو روایتیں نقل کی ہیں۔

(۱) یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا۔ جس کے غازیوں میں حضرت ابوالآئوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اور جب حضرت ابوالآئوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو یزید ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ ”جب میں مری جاؤں تو لوگوں کو میرا سلام کہنا۔ اور اُن کو یہ بتا دینا۔ کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ

من مات لا یشرک باللہ جس شخص کی موت اس حال میں واقع ہو کہ وہ شیخ شیعہ داخل الجنتہ کے ساتھ کسی کو شہرہ دے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضرت مدوح نے وفات کے وقت فرمایا۔

قد کنت کتممت عنکم شیخا میں نے تم سے اب تک ایک حدیث چھپائی تھی۔

سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول: جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ میں نے اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ لولا انکم تذنبون لخلق اللہ قوم ایذنبون فیغفر لہم اور اگر حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا۔

وہاں ان دونوں حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

ہذا الحدیث والذی قبلہ یہ حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث جو گزری۔ ہوالذی حمل یزید بن معاویہ علی طرف من الایماء اس کے یزید بن معاویہ کو ارجاء کی طرف ڈال دیا۔ اور اس کے باعث اس نے ایسے بہت سے کام کرائے۔ و رکب بسببہ افعال لا کثیرہ جن کی بنا پر اس پر تکبر کی گئی۔ جیسا کہ ہم اس کے انکرت علیہ کما سند کرا تذکرہ میں عنقریب ذکر کریں گے۔ لے اللہ تعالیٰ فی تدرجہ واللہ تعالیٰ اعلم یہ خوب جانتا ہے۔

اب اگر سائل بھی یزید کی طرح اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور مرتد کے مذہب میں داخل ہے۔ تو اس کو دوسری حدیث ہی یزید کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ کہ چونکہ وہ کلمہ گو تھا۔ اس لئے ایمان لانے کے بعد اب کسی گناہ پر اس کی پکڑ نہیں ہو سکتی۔ سب گناہ معاف ہیں۔ شیعان بنی امیہ کا بھی یہ مذہب تھا۔ کہ امام اور خلیفہ کے حسنات مقبول ہیں۔ اور گناہ سب معاف۔ اس کی احکامات طاعت و معصیت دونوں میں واجب ہے۔ اور اگر سائل اہل سنت میں داخل ہے تو جو تاویل اس حدیث کی ہوگی۔ وہی حدیث غزوہ قسطنطنیہ کی ہوگی۔

پھر حدیث اول میں غور کرنے کی سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد کیلئے تصحیح نیت ضروری ہے۔ یعنی جو جہاد بھی کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔ اور اپنے ذوق و شوق سے ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں اگر ناخوش دلی سے جنگ میں شریک ہو جائے۔ اور صرف

امارت کے خیال سے روانہ ہو جائے۔ یزید کے ساتھ یہی صورت ہوئی۔ کہ وہ آگ جہاد میں شریک ہونے کے لئے بالکل تیار نہ تھا۔ اور جہاں تک بن سکا۔ اس نے مال مثول کی کوشش کی۔ بلکہ جب مجاہدین کرام محاذ پر تھے۔ اور وہاں مختلف قسم کی مشقتیں برداشت کر رہے تھے۔ وہاں اور قحط میں مبتلا تھے۔ تو یہ بڑے محتاط سے اپنے عشر تکدہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ داد و بخش دے رہا تھا۔ اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو آپ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر نجبر اس کو محاذ پر روانہ کیا اس سارے واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون (ج ۳ ص ۳۰) اور کامل ابن اثیر میں موجود ہے۔ چنانچہ حافظ مورخ ابن الاثیر رحمہ اللہ کے واقعات کو ذکر کرتے کرتے ہوتے لکھتے ہیں:

فی هذه السنة وقيل سنة
خمسين سيرة معاوية جیشا
کثیفا الى بلاد الروم للغزاة
وجعل علیهم سفیان بن عوف
وامرأته یزید بالغزاة معهم
فتناقل واعتل فامسك عنده
ابو ناصب الناس فی غزاتهم
جوع ومرض شدید فانشد
یزید يقول -
ما ان ابالی بمالاکت جموعهم
بالغذ قد ونة من حمی ومن موم
اور اسی سن میں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن ۵۰ میں
حضرت معاویہ نے جہاد کیلئے ایک بڑا بھاری لشکر
بلاد روم کی طرف روانہ کیا۔ اور اس لشکر کا امیر
سفیان بن عوف کو مقرر کیا۔ اور اپنے بیٹے یزید
بھی اس غزوہ میں شرکت کا حکم دیا۔ مگر یہ سنے
تعلیل حکم میں عراقی مسیحیوں کی اور بہاد کر دیا مسیحی
اور معذرت کر دی۔ یہ دیکھ کر اس کے والد
نے بھی اس کو رہنے دیا۔ وہاں جنگ میں لوگ
بھوک اور شدید مرض کا شکار ہوئے یزید نے شعوبہ
مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ غنہ قد وند روم میں
مسلمانوں کا فوجی کیمپ (میں مسلم مجاہدین کے
دستہ تھے فوج کو بھار اور چپک کا سامان ہے

لہ قسطنطنیہ کے قریب وجہ میں ایک مقام کا نام تھا۔

إذا انکثرت علی النماط مرتفعاً
بدید مزان عندی اتم کلثوم

جبکہ میں دربر مزان میں گدوں پر اونچے اونچے
تلیوں کے سہارے بیٹھا ہوں۔ اور میرے
ساتھ اتم کلثوم ہے۔

وام کلثوم امرأته ہی ابنة
عبد الله بن عامر بنبلغ معاوية
شعرة فاقسم علیه لیل یحش
بسفیان فی ارض الروم
لیصیبه ما اصاب الناس
فصار معه جمع کثیر اضعافهم
الیہ البرہ وکان فی هذا
الجیش ابن عباس و
ابن عمر و ابن الزبیر
والبرایوب الانصارک
وغیرهم۔ وعبد العزیز
بن زمرارة الکلابی فاعلوانی
بلاد الروم حتی بلغوا
القسطنطنیة

اتم کلثوم یزید کی بیوی عبد اللہ بن عامر کی بیٹی
تھی۔ حضرت معاویہ کو جب اس کے ان اشعار
کی اطلاع ہوئی۔ تو انھوں نے اس کو قسم دیکر
بتا دیا کہ اگر اے روم میں سفیان کے پاس
پہنچنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ لوگ جس مصیبت
میں گرفتار ہیں۔ یہ بھی گرفتار ہو۔ اب جو یہ
رعاد ہوا۔ تو اس کے والد ماجد نے ایک نوکر
کا اس کے ساتھ اور اضافہ کر دیا۔ اسی لشکر
میں حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت
ابن زبیرؓ اور حضرت البرایوبؓ انصاری وغیرہ
بھی تھے۔ اور عبد العزیز بن زمرارة کلابی بھی
چنانچہ یہ لوگ بلاد روم میں گھسے گھسے گئے
تا انگریزی کے ساتھ بفکار کرتے ہوئے
قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔

یہ یزید کے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کی حقیقت، واقعہ یہ ہے کہ یزید بڑے
شکار، شعور شاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے جھنجھٹ میں نہ اپنے
والد ماجد کی زندگی میں پڑنا چاہتا تھا۔ اور نہ اپنے ایام خلافت میں۔ چنانچہ جہاد خلافت
کے سنبھالنے پر سب سے پہلا غلطی جو اس نے دیا۔ وہ یہ تھا۔

ان معاویہ کان یغزی کم فی
بیک معاویہ تم کو بحری جہاد کی ہم پر

لہ کامل ابن اثیر جلد ۳، صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲۔

البحرانی لست حاملاً احداً
من المسلمين فی البحروان
معاویة کان یشتیکم بارض
الروم ولست مشقینا احداً
بارض الروم . وان . معاویہ
کان ینخرج لکم العطاء والاشا
وانا اجمعہ لکم کلمۃ ۛ

بھیجا کرتے تھے مگر کسی مسلمان کو بھری مہم پر بھیجنا
رہا نہیں . اور جنگ معاویہؓ تم کو روک رہی تھی
سرا میں جہاد پر رواد کیا کرتے تھے مگر میں کسی کو
سرحدوں میں روم کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لئے
نہیں بھیج رہا تھا اور جنگ معاویہؓ تمہیں ہمارا وظیفہ
سال میں تین قطلوں میں دیا کرتے تھے . میں تم کو
اکٹھا کیا رنگ دیا کروں گا .

بس پھر کیا تھا . یہ خوشخبری سن کر حاضرین ، دربار یزید سے اس حال میں لوٹے
وہم لا یفضلون علیہ احداً
لہ البلاء والنہایہ ، جلد ۱۰ ، صفحہ ۳۳۱ .

یہ اس آخری جملہ ترجمات سیدنا یزیدؓ کے حوالہ سے جو ماہر جہادیا ہے . پڑھنے کے قابل ہے کہتے ہیں :
- علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ سیدنا یزیدؓ اپنے والد ماجد سیدنا معاویہؓ رضی اللہ
عنہ کی وفات کے بعد ، امیر المومنین کی حیثیت سے پہلا خطبہ دیکر فارغ ہوئے . تو
اجتماع میں موجود صحابہ اور جمہور تابعین کی پسندیدگی کا یہ عالم تھا .
فانفرت الامم عنہ وہم لا یفضلون علیہ احداً . (البلاء والنہایہ ، ۱۰ : ۳۳۱)
- لوگ تقریباً کر ان کے پاس سے گئے . تو ان کا یہ حال تھا کہ وہ سیدنا یزیدؓ پر کسی
دوسرے آدمی کو فضیلت نہیں دیتے تھے .

اسلامی خلافت کے مرکزی شہر دمشق میں اسی عظیم اجتماع کے موقع پر سیدنا یزیدؓ کے
ساتھ عوام و خواص کی جانب سے پسندیدگی و عقیدت کا یہ اظہار ، صرف اس لئے نہ تھا کہ
مرد و صل کے بیکہ سیدنا معاویہؓ رضی اللہ عنہ کی ابدی قربانی پر امام انگیز قمریہ کے الفاظ نے
انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا . بلکہ امتداد و محبت کا مظاہرہ کرنے والے یہ وہ
حضرات صحابہ و تابعین کرام تھے جنہوں نے یحییٰ سے لے کر جوئی کی موجودہ منزل
تک امیر یزیدؓ کے شہد و رفقہ کا براہ راست مشاہدہ کیا تھا . وہ اچھی طرح جانتے تھے
کہ دینی ماحول میں ہوش سنبھالنے والا یہ باصلاحیت اور صاحب کردار نوجوان مسلمانوں
کے اجتماعی معاملات میں دوسروں سے کہیں زیادہ قیادت و امارت کی ذمہ داریوں سے
(ان کی اتنی صلاحیت پر)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے . کہ یزیدؓ کی شرکت غزوہ قسطنطنیہ میں کس بنا پر
تھی . تاہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ وہ عاصیاً خاصاً اپنے شوق سے بغاوت
والد ماجد کے حکم کے اس غزوہ میں شریک ہوا . تب بھی یہ بشارت مغفرت اس

پیشہ واریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا دیکھتا ہے انہیں سیدنا یزیدؓ کی شخصیت میں
ایک ایسے قائد اور غلیظ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی . جو فاروقی حرم و ارادہ
کے ساتھ متعدد مرتبہ قائد مصلحت کے وہ طبعی فانی نقوش ثبت کر چکا تھا . جن کی
یاد اور جذبہ فکرت نے چھوٹے بڑے تمام جمہور حضرات کو اس بات پر تاملہ کیا کہ
وہ سیدنا یزیدؓ کی خدمت میں عقیدت و محبت اور اعتماد کا یہ بے مثال نذرانہ پیش
کریں . کہ لا یفضلون علیہ احداً . (ص ۳۳۱ ، شائع کردہ " مجلس عثمان غنی " کراچی)
اللہ تعالیٰ ہی سمجھے " مجلس عثمان غنی " کے ان محققین کو ، ان کی نادر تحقیق کا ایک رنگ بھی
ہے کہ جہاد کی معطلی پر بھی اپنے سید محمد و یزیدؓ کو صحابہ و تابعین کرام کی زبان سے نذرانہ عقیدت پیش
کر دیا . اناللہ وانا الیہ راجعون .

خود فرمائیے ! : تاہم یہ اپنے سیدنا یزیدؓ کی سنا شدہ شکل و صورت کو اپنی خود ساختہ خرافات کے
دبک و دروغ سے آراستہ کر کے کس طرح لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں . یزیدؓ اپنے پہلے خطبہ میں جو
کو مطلق کرنے کا اعلان کیا . سرانجامی جہاد کو موقوف کیا . سرکاری فوراً کو جو وظیفہ سال میں تین قطلوں میں دیا
تھا . اب اکٹھا دینے کا وعدہ کیا . ظاہر ہے ان انعامات پر یزیدؓ کے وفادار فوجی بھی خوشیاں مناتے کم
تھیں . صحابہ کرام اور تابعین کو توجیٹ بدنام کیا . وہ کب . ان کی معطلی پر یزیدؓ کی تعریف کر سکتے تھے .
ان کے لئے تو یہ اعلان سوائے روتا سے کم نہ ہوگا . یہ تعریف کرنے والے تو وہی لوگ تھے . جن کو دین حسینؓ
میں گئی ہاک تھا . نہ انصار مدینہ کا سر قلم کرنے میں کوئی جھجک اور نہ حسینؓ کی عزت کو خاک میں ملانے
کوئی عذر . اس یزیدؓ پر تعریف کے یہ دیگر برسانے حاصل وہی دین فسر و ش سگانہ دنیا تھے . جو سو سو ہزار
کے عوض بلکہ بعض روایات کے مطابق تو بعض چار اشرفیوں کے بدلے سترہ چری میں یزیدؓ کے حکم سے
سیدنا الرسولؐ پر چڑھ دوڑے . اور تین دن تک اس پاک سرزمین پر قتل و غارت گاہ بازار گرم کی کہ پلو بھٹ
انصار مدینہ صحابہ کرام و تابعین کی ایک خلقت نہ قلع کردی گئی . سارا شہر لوٹ کھسوٹ کر رکھ دیا . اور
ہر گرجی و عبادت گاہ کو تو کھجے پر چڑھ دوڑے اس کا محاصرہ کیا . اور منجینی سے اس پر گولہ باری کر کے
اس کی نیادیں ملاح دیں . یہ ہے اس کتاب کی تحقیق کا ایک نمونہ . یزیدؓ پلیدیہ مولیٰ کو جو لوگ " بزدل " کہتے
تھے . ان سے کچھ بڑے کی توقع ہی فضول ہے .

شروط کے ساتھ مخصوص ہوگی۔ کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوتے ہوئے کہ جن سے مغفرت کی بجائے اُنکا لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائے۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ العبرة بالخواتیم۔ یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے۔

اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تراجم ابواب بخاری میں فرمایا ہے کہ

قوله - مغفور لهم - تسك
بعض الناس بهذا الحديث
في نجاته يزيد لانه كان
من جملة هذا الجيش
الساكن بل كان رأسهم و
رئيسهم على ما يشهد
به التواريخ والصحيح
انه لا يثبت بهذا الحديث
الا كونه مغفورا له ما
تقدم من ذنبه على هذا
الغزوة لان الجهاد من
الكفارات وشأن الكفالات ازالة
اثار الذنوب السابقة عليها
لا الواقعة بعدها نعم
لو كان مع هذا الكلام انه
مغفور له الى يوم القيمة
لدل على نجاته واذ ليس
قليس بل امره منقوض الى

الله تعالى فيما ارتكبه من
القبائح بعد هذه الغزوة
من قتل الحسين عليه السلام
وتحريب المدينة والاهرام
على شرب الخمر ان شاء عفاه و
ان شاء عذبه كما هو مطرد في حق
سائر العصاة على ان
الاحاديث الواردة في
شان من استخف بالعتوة
الطاهرة والملحد في
الحرم والمبدل للثنية بتقوى
مخصصات لهذا العموم
لنورض شموله لجميع الذنوب
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے۔
وہ درج ذیل ہے۔

سنة لعنتهم ولعنهم الله
وكل نبى مجاب الزائد
في كتاب الله والمكذب
بقدر الله تعالى والمتسلط
بالجبروت فيعزب ذلك من
اذل الله - ويذل من اعز الله
والمستحل لحرم الله - والمستحل
لغيره مما جمعا بولاب البخاري (ص ۳۱، ۳۲) شائع کردہ کارخانہ تجارت کتب کلام باغ کراچی۔

من عترتی ماحرم الله
والشارک بسنتی رت، کف
عن عائشہ ک عن ابن عمر
اسے زلیل کرنا والا۔ (۳) حرم الہی کی محبت کو پامال
کرنا والا (۴) میری عزت کی جو حرمت اللہ تعالیٰ نے
رکھ رکھی ہے۔ اس کو محال کر دینا والا (۵) میری سنت کا
تارک۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے اور حکم نے مستحکم
میں حضرت عائشہ سے روایت کیا، نیز حاکم نے مستحکم
ابن عمر کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی "باب الایمان بالقدر" کی فصل ثانیہ
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کر کے لکھا ہے کہ
رواہ البیہقی فی المدخل و اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں۔ اور رزین
رزین فی کتابہ۔ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔
یہ تو نہیں معلوم کہ یزید تقدیر کا بھی منکر تھا۔ یا نہیں مگر باقی چاروں عجیب
اس میں موجود تھے۔

(۱) وہ دھونس دباؤ اور جبر و زور سے اکتب مسئلہ پر مسلط تھا۔ اہلبیت پر
صحابہ کرام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک معزز ترین
خلایق ہیں۔ ان کی توہین و تذلیل کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھانے کی تھی مفسد
اور شریہ لوگ جنہوں نے حرمین محترمین پر چڑھائی کی۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کو شہید کیا۔ جیسے عبید اللہ بن زیاد، عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن، معمر بن عبیدہ،
حسین بن نمیر وغیرہ ایسے خبیث اور ظالم افراد اس کے نزدیک معزز و محترم تھے۔
اسی اس نے حرم الہی کی حرمت کا کوئی پاس و لحاظ نہیں رکھا۔
(۲) عترت پیغمبر علیہ السلام کی عزت کو خاک میں ملایا۔ اور
(۳) تارک سنت تو تھا ہی۔

بہر حال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا۔

جو غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کے حق میں وارد ہے۔ تب بھی حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقی کے مطابق زیادہ سے زیادہ یہ ماننا
پڑے گا کہ "اس کے اب تک کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے" یہ غزوہ مخزومین
کے بیان کے مطابق مستحکم یا بعض کی تصریح کے مطابق مستحکم یا مستحکم
میں ہوا تھا۔ اس غزوہ کے بعد یزید تقریباً ۱۲-۱۳ سال تک زندہ رہا۔ اور اس
مدت میں اس نے جو جو برائیاں کیں۔ اور جن جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے۔ ان
میں اس کی بے نوشی، شہداء کے ربلا کا بے دردانہ قتل، مدینہ منورہ کی تاراجی، لو
بربادی اور وہاں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم بیت اللہ پر
اس کی فوجوں کی چڑھائی وغیرہ۔ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت
ہوگی۔ غزوہ قسطنطنیہ کے بعد یزید سے جو حرکات ناشائستہ سرزد ہوئی ہیں۔
ان کا مختصر سا جائزہ امام ابن حزم ظاہری کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔
ملاحظہ فرمائیے:-

یزید امیر المؤمنین دکان قبیح
الاشار فی الاسلام قتل اہل
المدینہ و افاضل الناس و قبیۃ
الصحابۃ رضی اللہ عنہم یوم
الحرۃ فی آخر دولۃ۔ و قتل
الحسین رضی اللہ عنہ و اہل
بیتہ فی اول دولۃ۔ و حاصر
ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فی
المسجد الحرام و استخف بحمۃ
الکعبۃ و الاسلام فاما اللہ

یزید امیر المؤمنین "یہ اسلام میں بڑے کے تونوں کا
کرنا والا ہے۔ اس نے اپنے اقتدار کے آخری
روز میں حرمت کے دن اہل مدینہ کا قتل عام کیا۔
ان کے بہترین افراد اور بقیہ صحابہ کرام کو
اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کر قتل کیا۔ اور
اپنی سلطنت کے ادا کردہ میں حضرت حسین اور
ان کے اہل بیت کو قتل کیا۔ اور مسجد حرام میں
حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا۔ کعبہ شریف کو
اسلام کی بھڑمکی کی۔ پھر حق تعالیٰ نے ان ہی
دونوں اس کو مار ڈالا۔ اس نے اپنے باپ کے
سے حق اس مقام کا نام ہے جہاں انصار مدینہ اور یزید لشکر کے درمیان معرکہ گرائی چھوٹی تھی۔

فی تلك الايام وقد كان غزاه في ايام
أبيه القسطنطينية وحاصرها
اور اپنی دوسری تصنیف "اسماء الخلفاء وانولاء و ذکر ممد و دھرمہ میں
ارکام فرمائی۔

ویزیع یزید بن معاویہ :
اذ مات ابوہ : یکنی ابا خالد
وامتنع من بیعتہ الحسین بن
علی بن ابی طالب وعبد اللہ
بن الزبیر بن العوام : فاما
الحسین علیہ السلام والرحمة
فنهض الی الکوفة فقتل قبل
دخولها، وهو ثالث مصائب
الاسلام بعد امیر المومنین
عثمان اور ابعیہا بعد عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ وغروہ
لان المسلمین استنموا فی
قتله ظلماً علانیة واما
عبد اللہ بن الزبیر فاستجار
بمكة فبقي هنالك اخی ان
اغزی یزید الجیوش الی
المدینہ حرم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والی

یزید بن معاویہ سے اس کے والد کے
انتقال ہونے پر بیعت کی گئی۔ اس کی کیت
ابو خالد تھی۔ حضرت حسین بن علیؑ ابی طالب
اور عبد اللہ بن زبیر بن العوامؑ نے اس کی
بیعت سے انکار کیا۔ پھر حضرت حسینؑ علیہ السلام
والرحمہ تو کوفہ کی طرف نہضت فرما ہو گئے اور
کوثر میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ کو شہید
کر ڈالا گیا۔ آپ کی شہادت میر المومنین حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسلام
میں تیسری مصیبت اور حضرت عمرؓ بن الخطابؓ
کی شہادت کے بعد چوتھی مصیبت اور اسلام
میں رخنہ اندازی ہے۔ کیونکہ حضرت حسینؑ کی
شہادت سے مسلمانوں پر علانیہ ظلم توڑا گیا۔
اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے
مکہ معظمہ جا کر حواریت میں پناہ ل۔ مودہ
مقیم ہو گئے۔ تا آنکہ یزید نے مدینہ نبوی حرم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ معظمہ کو
غارتہ تعاقب کر حرم ہے۔ اپنی فوجیں لڑنے کیلئے۔

مكة حرم الله تعالى . فقتل
بقايا المهاجرين والانصار
يوم الحرة وهي ايضا اكبر
مصائب الاسلام وغروہ
لان افاضل المسلمين وبقيۃ
الصحابۃ وخيار المسلمين من
جلۃ التابعین قتلوا جہراً
ظلماً فی الحرب وصبراً و
جالت الخيل فی مسجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وراشت وبالت فی الروضة
بین القبر والمنبر ولم تصل
جماعة فی مسجد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ولا کانت
فیہ أحد عاشا سعيد بن
السیب فاتہ لم یفارق
المسجد . ولولا شهادة
عمرو بن عثمان بن عفان
ومروان بن الحکم عند
مجرم بن عقبة الری بانه
مجنون لقتله . واکره
الناس علی ان یبایعوا
یزید بن معاویۃ علی انهم

بیبیں۔ چنانچہ حرہ کی جنگ میں مہاجرین اور
انصار جو باقی رہ گئے تھے۔ ان کا قتل عام کیا۔
یہ حادثہ فاجعہ بھی اسلام کے بڑے مصائب
اور اس میں رخنہ اندازی میں شمار ہوتا ہے
کیونکہ افاضل مسلمین، بقیہ صحابہؓ اور کبار تابعین
میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے رائے
ظلماً قتل کر دیے گئے اور گرفتار کر کے ان کو
شہید کر دیا گیا۔ یزیدی لشکر کے گھوڑے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جولاں دھکتے رہے۔
اور ریاض الجنتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر اور آپ کے منبر مبارک کے درمیان پید
کرتے اور پیشاپ کرتے رہے۔ ان دنوں بھڑکنا
میں کسی ایک نماز کی بھی جماعت نہ ہو سکی۔ اور
بجز حضرت سعید بن المسیبؓ کے وہاں کوئی لڑ
موجود تھا۔ انھوں نے مسجد نبوی کو بالکل بھڑکنا
اگر عمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن الحکم
(یزید کے سالار لشکر) مجرم (مسلم) بن عقبة کے
سامنے یہ شہادت دے دیتے کہ یہ تو زور بازو ہے
تو وہ ان کو بھی ضرور دغا دے گا اور اس نے اس
حادثہ میں لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ یزید بن
معاویہ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ اس
کے ظلم میں حصہ نہیں چاہے وہ ان کو بیچے چاہے ان کو
آزاد کرے اور جب اس کے سامنے ایک شخص

عبدلہ، ان شاء باع وان شاء
اعتق، و ذکرلہ بعضہما البیعة
علی حکم القرآن وسنة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فامر بقتلہ
فضرب عنقه صبرا وھتک صوف
او مجرم الاسلام ھتکا وانصب
المدينة ثلاثا واستخف باصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وعدت الایدی الیہم وانتهت
دورھم واستقلوا لایالی مکة
شرفھا اللہ تعالیٰ فخر صرت وری
البيت بحجارة المنجنيق تولى
ذالك المحصين بن نمير السكوني
فی جیوش اهل الشام وذلک
لان مجرم من عتبة الموی مات
بعد وقعة الحرة بثلاث لیل
وولی مکانہ المحصين بن نمیر
واخذ اللہ تعالیٰ یزید اخذ عزیز
مقتدر فوات بعد الحرة باقل من
ثلاثة اشهر وازید من شھدین
وانصرف الجیوش من مکة - و
مات یزید فی نصف ربيع الاول سنة
اربع وستين وله نیف وثلاثون

لے یہ بات رکھی کہ ہم قرآن و سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بیعت کرتے
ہیں تو اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور کوفہ فرستاد
کر کے فوراً قتل کر دیا گیا۔ اس صوف یا مجرم
(مسلم بن عقبہ) نے اسلام کی بڑی بے عزتی کی۔
مدینہ منورہ میں تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ
جاری رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابہ کو ذلیل کیا گیا ان پر دست درازی کی گئی۔
ان کے گھروں کو لوٹا گیا و مدینہ طیبہ کو تباہ و تاراج
کرنے کے بعد یہ فوج مکہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ
کی طرف چل پڑی وہاں جا کر مکہ معظمہ کو محاصرہ کیا
گیا اور بیت اللہ پر منجنيق سے سنگباری کی
گئی۔ یہ وہ محصين بن نمیر کی سرکردگی میں شام کے
لشکوں نے انجام دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ مجرم بن
عتیر مری کو تو جنگ حرہ کے تین دن بعد ہی موت
آدھوا تھا اور اب اس کی جگہ سالار لشکر
محصين بن نمیر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یزید کو
بھی اس طرح دھوکا دیا جس طرح وہ خالد بن ولید
کو دیا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی واقعہ حرہ کے بعد
تین ماہ سے کم اور دو ماہ سے زائد تک مدینہ میں محاصرہ
چلا گیا اور یزید کی لشکر مکہ معظمہ سے واپس چلے گئے
یزید کی موت ۵۱ ربيع الاول سنہ ہجری کو
واقع ہوئی، اس وقت اس کی عمر کہ

سنة امة ميسون بنت بحدل
الكلبية وكانت مدته ثلاث
سنين وثمانية اشهر وایام فقط
اور تیس سال تھی اس کی ماں کا نام ميسون بنت
بحدل کلبيہ تھا۔ یزید کی مدت حکمرانی کل تین
سال آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ | اول تو یزیدؒ غزوہ قسطنطنیہ میں بخوشی خاطر شریک
ہی نہیں ہوا، جو وہ اس بشارت کا مستحق ہو اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ
وہ بغیر کسی جبر و اکراہ کے خود دل سے اس غزوہ میں شریک ہوا تھا تب بھی اس
بشارت مغفرت کا تعلق اس کے اس گناہوں سے ہو گا۔ جواب تک اس سے
سرزد ہوئے تھے، اور جو معاصی اور جرائم اس غزوہ قسطنطنیہ میں شریک
ہونے کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی
تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں اور اگر کسی کچھ فہم کو اب بھی اس پر اصرار
ہو کہ حدیث میں مذکورہ مغفرت کا تعلق اس کے تمام گناہ پچھلے گناہوں سے ہے
اور اس غزوہ میں شرکت کرنے والے ہر فرد کے تمام گناہ پچھلے گناہ معاف کر دیے
گئے ہیں اور مذکورہ مغفرت سے ہر فرد کی مغفرت عام مراد ہے تو یہ محض غلط ہے
اور اس مغفرت کے عموم کی تخصیص کے لئے وہ حدیث کافی ہے جو ابھی آپ کی
نظر سے گزری ہے۔ اور اس کی روشنی میں یزید کے سپاہ کار ناموں کی تفصیل
بھی آپ پر دھچکے ہیں۔ اب ایسے نابکار کے جتنی ہوتے پر اصرار کرنا کس قدر ضعیف
غلطی ہے۔ ناصبیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مددگار یزید کو "خليفة راشد" مانیں،
اس کے جتنی ہونے کا اعتقاد رکھیں بلکہ جیسا کہ بعض جاہل ناصبیوں کا عقیدہ تھا
اس کو صحابی سمجھیں یا اس کی نبوت کا اقرار کریں۔ لیکن اہل حق میں سے کوئی شخص

جلد ۳ ص ۳۵۴، ۳۵۸ طبع مصر مطبعة الجوامع السیرة لابن حزم۔ علیہ حافظ ابن عساکر نے تفسیر
لداغیة من الجہال یظنون یزید هذا من
الاصابة وبعض فلا تصحیحہ من الانبیاء۔
ہے اور بعض قائل ناصبی اس کو بھی ملتے ہیں۔
۳ ص ۳۵۴، ۳۵۸ مطبع امیرہ بولاق مصر سنہ ہجری ۱۲۸۰۔ فہمیت ہے جس سے دور کے ناصبی ابھی اس جھگڑ
نہیں پہنچے بلکہ وہ یزید کو صرف "خليفة راشد" سمجھتے ہیں اور "میدنا" کہہ کر اس کی خدمت میں کوہ کیا کرتے ہیں۔

بجالت صحبت ہوش و حواس یزید کے ان سیاہ کارناموں کے باوجود اس کے جنتی ہونے کی کیسے شہادت دے سکتا ہے۔

یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے

ہاں علما نے اس حدیث سے پستند ضرور نکالا ہے کہ ہر فاسق کی سرکردگی میں جہاد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وفيه مشروعية الجهاد مع كل امام لتضمنة الثناء على من غزا - مدينة قيصر -
وكان امير تلك الغزوة يزيدي بن معاوية -
يؤيد بن معاوية -
فاسق وعالم ہے

اور امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں:-

وقد كان اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يغزون بعد الخلفاء الاربعة مع الامراء القساق وغزوا البواب الاصلى مع يزيد اللعين

"مدینہ قیصر" سے مراد قسطنطنینہ نہیں بلکہ حمص ہے اور یاد رہے کہ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جب کہ ہم اس حدیث میں یزید قیصر کے الفاظ آتے ہیں اس سے "قسطنطنینہ" ہی مراد لیں ورنہ اگر "مدینہ قیصر" سے وہ شہر مراد لیا جائے کہ جو اس وقت "قیصر" کا دار السلطنت تھا کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بشارت کے یہ الفاظ تھے تو ساری بحث ہی ختم ہو جاتی ہے

کیونکہ اس صورت میں "مدینہ قیصر" سے مراد "قسطنطنینہ" نہیں بلکہ حمص ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:-

وبعضه تجوز كقنده كمراد "مدینہ قیصر" اور بعض علماء کی تجویز یہ ہے کہ شہر قیصر مدینہ باشد کہ قیصر در آنجا بود روزی مراد وہی شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا کہ کہ فرمود ایں حدیث را آنحضرت، جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واکں حمص است کہ در آں وقت دار مملکت او بود۔ واللہ اعلم

اب پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ اس وقت قیصر کا دار الملک "حمص" نہیں بلکہ "قسطنطنینہ" ہی تھا اور اس عہد میں جب بھی "مدینہ قیصر" کے الفاظ استعمال ہوتے تھے اس سے مراد شہر "قسطنطنینہ" ہی لیا جاتا تھا پھر اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے لغت، عرف، اشعار عرب اور آثار و احادیث سے سند لانا ضروری ہے حمص دعویٰ سے کام نہیں چلتا۔

صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں حدیثیں | یہ بھی واضح رہے کہ صحیح بخاری میں یزید بارہا اس ہی ایک حدیث نہیں ہے کہ جس کو مستفتی نے استفتا میں درج کر دیا ہے بلکہ اور بھی متعدد روایات موجود ہیں جن میں یزید کی بدکرداری اور بد اطواری کی پوری طرح نشاندہی کر دی گئی ہے، یزید کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت ان روایات کو بھی نظر میں رکھنا چاہیے۔ یہ روایات حسب ذیل ہیں:-

پہلی حدیث | (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

حفظت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائنين فاما احد هما فبئس ثمة واما الآخر فلو بئس ثمة قطع

لعنہ شرح فارسی صحیح بخاری از شیخ الاسلام مطبوعہ برعائیر تہذیبیہ کتب - ۳۴ ص ۲۶۹ مطبع طوی کتب و نسخ

هذا البليغ عليه.

کات ذالاجلے۔

یہ دوسری نوع کا علم جس کی نشر و اشاعت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر گریز فرمایا کہ وہ اگر زبان پر لاؤں تو یہ سر قلم کر دیا جائے کیا تھا؟ اس کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:-

المراذیہ علی الصحیح من اقوال العلماء علم الفتن والواقعات التي وقعت بعد وفاته عليه السلام من شهادة عثمان وشهادة الحسين وغير ذلك وكان يخاف في انشائها وتعيين اسماء اصحابها من غلمان بنی امیة وفتیانہم۔

اقوال علماء من مرادون فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو محمد بن بکر جیسے حضرت عثمان اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات کے انشاء کرنے اور ان فتنہ گردوں کی کہانیوں کے بتانے سے اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے فتنہ اور ان کی فوجیں اس پر ہم کو مار کر قتل نہ کر دے۔

اور علامہ ابن تیمیہ، منہاج السنہ میں رقمطراز ہیں:-

وابوہریرۃ اسلم عام غیبہ فلم یصحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اقل من اربع سنین ، وذلک الجواب لم یکن فیہ شیئی من علم الدین ، علم الایمان والامور النہی وانما کان فیہ الاخبار عن الامور المستقبلة

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر کے سال اسلام لائے اس لیے ان کو چار سال سے کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس وقت تک پہلے میں علم دین، علم ایمان اور امور نبوی کی کوئی چیز نہ تھی اس میں تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کی خبریں تھیں۔ مثلاً ان فتنوں کی خبریں جو آج کل مسلمانوں میں برپا ہو سکتے ہیں جیسے

لے صحیح بخاری، باب حفظ العلم، ۱۷۸ شرح تراجم ابواب البخاری، باب مذکور۔

مثل الفتن التي اجرت

جنگ میل و جنگ صفین کا فتنہ، حضرت ابوہریرہ

بین المسلمين فتنة الجمل و

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کا فتنہ اور حضرت

صفین وفتنة ابن الزبير و قتل

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا

الحسين ونحو ذلك۔

بیان اور اسی قسم کے واقعات۔

حضرت ابوہریرہؓ کا دور یزید سے پناہ مانگنا اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

وحمل العلماء الوعاو الذي لم يثبت على الاحاديث التي فيها تبين أسامي اصراء السوء واحوالهم وزمنهم وقد كان ابوهريرة يكتفي عن بعضه ولا يصرح به خوفا على نفسه منهم كقولہ: "اعوذ بالله من رأس الستين وامامة الصبيان" يشير الى خلافة يزيد بن معاوية لانها كانت سنة ستين من الهجرة واستجاب الله دعاء ابی هريرة فمات قبلها بنه۔

اور علماء نے علم کے اس غزن کو جس کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشاعت نہ کی ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں امراء سوء (بدکردار اور ناپاک حکموں) کے ناموں کی تفصیل ان کے حالات اور زمانے کا بیان تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نالائق حکمرانوں میں سے بعض کا ذکر اشارہ کرنا پس کر دیا کرتے تھے مگر مراد ان کا نام نہیں لیتے تھے کہ کہیں وہ ان کو جان سے نہ مار ڈالیں، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اللہ کے شروع ہونے اور لوگوں کی مخلوق سے پناہ مانگتا ہوں، یہ یزید بن معاویہ کی بدشاہی کی طرف اشارہ تھا کہ وہ ستھ میں قائم ہوئی اور حق تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول بھی فرمائی چنانچہ وہ یزید کے بادشاہ سے ایک سال پہلے ہی دنیا رحلت فرما گئے۔

دوسری حدیث | امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصحیح میں ایک باب

۱۷۸ - ۱۷۹ - فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۳ طبع میرہ مصر ۱۳۸۸ھ

تاکم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں -

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم هلاك امتی

علی یدی اغیلة من قریش :

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی :

اور پھر اس باب میں یہ حدیث نقل کی ہے -

حدثنا موسى بن اسمعيل

عمر بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید کہتے ہیں کہ

حدثنا عمرو بن يحيى

مجھے میرے دادا جان نے بتلایا کہ میں مدینہ شریف میں

بن سعيد بن عمرو بن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی

سعيد قال اخبرني جدي

میں بیٹھا ہوا تھا، اس وقت مروان بھی ہمارے ساتھ

قال كنت جالساً مع ابي هريرة

تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے

في مسجد النبي

صادق و مصدق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

صلى الله عليه وسلم بالمدينة

ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے

ومعنا مروان قال ابو هريرة

چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی : اس پر مروان کی آنکھ

سمعت الصادق الصدوق

نکل اٹھا کہ ان پر لعنت ہو، لوشے بولے کہ ہا حضرت

يقول - هلكة امتی علی

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں بتانا

یدی غلعة من قریش :

چاہوں کہ فلاں فلاں کے لئے کہوں گے تو بتایا

فقال مروان لعنة الله عليهم

سکتا ہوں - زعمو کا بیان ہے کہ امیر میں

غلعة! فقال ابو هريرة

اپنے دادا جان کے ساتھ جب بنی مروان کی حکومت

لوشئت ان اقول بنی فلان و

شام پر قائم ہوئی تو ان کے یہاں جایا کرتا تھا

بنی فلان فعلت ، فكنت اخرج

اور دادا جان جب ان نوخیز لوگوں کو دیکھتے

مع جدي الى بنی مروان حين

تو فرمایا کرتے کہ غالباً یہ وہی لوگ ہیں جن

ملكوا بالشام فاذا رااهم غلعاتاً

کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

احداً قال لنا عسى هو لئلا ان

ہو کہ ہم اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے، حافظ شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال میں تحریر کیا

میری امت کی تباہی قریش کے چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی | حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب

میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مستدام اور سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہائیں الفاظ مروا ہے۔

ان فساد امتی علی یدی

میری امت کی تباہی قریش کے چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی۔

غلعة سفهاء من قریش

لوگوں کی حکومت کی کیفیت | ہلاکت اور فساد کی تشریح جس کا ذکر صحیح بخاری

کی ان حدیثوں میں آپ کی نظر سے آئے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہی کی ایک دوسری روایت میں بنی کو علی بن الجعد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً

روایت کیا ہے۔ ان الفاظ میں مذکور ہے۔

اعوذ بالله من امارة

الصبيان - قالوا وما

امارة الصبيان ؟

قال ان اطعموهم

هلكتم ، وان عصيتوهم

اهلكوكم

میں اللہ سے لوگوں کی امداد سے پناہ مانگتا

ہوں۔ حاضرین نے عرض کیا، لوگوں کی امداد

کیا معنی ہے فرمایا کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو

ہلاک ہو گئے ورنہ کھانا برباد ہوا اور اگر تم نے ان کی

نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کر کے کھادوں گے رضی

تمہیں جان سے مار ڈالیں گے یا تمہارا مال لوٹ لیں گے

یا تمہاری جان و مال دونوں تباہ کر کے رکھ دیں گے

۱۳۵ - ص ۸ - فتح الباری ج ۱۳ - ص ۸

سے آپ اب اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے، حافظ شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال میں تحریر کیا

شمر بن ذی الجوشن ابوالسابقہ النخعی

شمر بن ذی الجوشن ابوالسابقہ ضبابی، اپنے باپ

(بقیہ صفحہ ۵۰)

نیز ابن ابی شیبہ کی آیت روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ

ان اباہریرۃ کان یبشی فی السوق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں
ویقول اللہم لا تدركنی سرة جاتے جاتے یوں دعا کرتے تھے "اے اللہ مجھے
ستین ولایمارة الصبیان" مستند کا زمانہ نہ آئے ہائے اور نہ لوندوں کی لڑائی کا
امت کو تباہ کرنے والے لوندوں ابن یزید سرفہرست ہے اس روایت کو نقل
کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

وفی هذا إشارة الى أن اول اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس
الاعلیٰ کان فی سنة ستین وهو حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لوندوں

من ابیہ وعنه أبو الصاق السبعی لیس (تقریباً عیشہ)
بأهل الرواية فانه أحد تلمذ الحسین اہل اہل نہیں کہ اس سے روایت لی جاتے کیونکہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وقد قتله أعوان یحییٰ بن عمر بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کا ایک
المختار۔ روی أبو بکر بن عباس من فرعون شمر کو قتل کرنے والے قاتل کیا، ابو بکر
ابی الصق قال کان شمر یصلی معنا بن عباس، ابو الصق سے راوی ہیں کہ شمر جاریہ
ثم یقول: اللهم انک تعلم انی ساتھ نماز پڑھتا اور پھر یوں دعا کرتا کہ "اے اللہ تو
مشریف فاغفر لی قلت: کیف جاننا کہ میں ایک شمر بن آدمی ہوں اس لیے مجھے
یغفر اللہ لک وقد اعنت علی قتل بخش دے اس پر میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ
ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے کیوں بخشے گا تو نے تو ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
قال ویحک فکیف نصنع؟ ان امرؤنا علیہ وسلم قتل ہیں، اعانت کہہ کہنے لگا: تجھ پر
هو لدم امرؤنا بأمر فلم یغفرهم انسویں، پھر یہ کہیں دھما لگا یا میں تمام جہاز
دیوخوا الفناہم کما شرأ من ان مالکوں نے جنہیں ایک حکم دیا تھا میں نے اس کی
هذا المحر الشقاۃ۔ مخالفت کی، اور اگر ہم ان کو مخالفت کرتے تو ان
قلت ان هذا الحدیث بدعتی گدھوں سے بھی بدتر ہیں جاتے۔

تبع فانما الطاعة فی حافظ ہی مدد اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث
المحرف ہے، اعانت تو صرف ایک کام میں ہو کرتی ہے۔

لہ فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۸ ج ۲ ص ۳۳۹ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

کذا الک فبان یزید بن معاویۃ میں سب سے پہلا لڑا، اسلئے میں برسرِ قدار
استخلف فیہا وبتی الی سنة آیا جو بالکل واقعہ ہے، کیونکہ یزید
اربع وستین فمات ۴۰ بین معاویہ اسی سنتہ ۴۰، بادشاہ بنا اور پھر
سنتہ ۴۰ تک زندہ رہ کر مر گیا۔

اور پھر یزید افادہ یہ فرماتے ہیں کہ :-

"اس روایت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس
روایت کے عموم کی بھی تخصیص ہو جاتی ہے جس کو ابوہریرہ نے اپنے
نقل کیا ہے اور جو "باب علامات النبوة" میں یا میں الفاظ گزر چکی
کہ یهلك الناس هذا الحی من کدریش لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ
ہلاک کرے گا، کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ قریش کا پورا
قبیلہ نہیں بلکہ اس کے بعض افراد مراد ہیں یعنی ان کی نوخیز نسل کے
چند لوندے ذکہ قبیلہ کے سب افراد، غرض یہ لوندے طلبِ سلطنت
کے لیے لوگوں کو ہلاک کریں گے اور اسی کی خاطر ہنگامہ قتال برپا
کریں گے جس کی وجہ سے لوگوں کے حالات میں بگاڑ پیدا ہو گا اور
فتنوں کے مسلسل برپا ہونے کے باعث سخت گڑبڑ ہو گی، چنانچہ
جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی
تھی اسی کے مطابق ہو کر رہا :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کہ ان سے دور رہا جائے نیز اس حدیث میں
جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ: لو ان الناس اعتزلوہم وکاش لوگ ان
لوندوں سے کنارہ کشی کریں، اس میں حرف نو کا جواب "کان
اولیٰ بھم" (تو یہ ان کے حق میں اولیٰ ہے) محذوف ہے اور مراد
"اعتزال" یعنی کنارہ کش رہنے سے یہ ہے کہ نہ ان کے پاس

آمد و رفت آجہیں اور ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوں
بلکہ اپنے دین کو سلامت لے کر ان کے پاس سے راہ فرار اختیار کریں۔
صحابہ و تابعینؓ اس ہدایت پر عمل اب ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک مرق
پڑا جائیے۔ یزید کے عہد نحوست مہذب میں میدان کربلا ہو یا جنگ حرہ، جملہ لفظی
محاصرہ ہو یا ریم نبوی پر چڑھائی، ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی
حمایت میں نہ آئی صحابی تو درکنار کسی قابل ذکر تنگ نام تابعی کا نام بھی آپ کو
ڈھونڈنے میں نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر حدیث کے اس جملہ کی کہ "فادراہم غلاما نالعدائا"
ہمارے دامان جب شام کے حکمرانوں کو دیکھتے کہ وہ فوجیوں سے ہیں ان کی شرح
کرتے رہے فقط انہیں۔

والدہ، یا ظہران المذکورین اور ظاہر یہ ہے کہ اوی کے دادا نے انہیں کراڑا
من۔ عملتہم وإن اولہم کا ذکر کیلئے وہ قریش کے ان ہی لوگوں میں
یزید کا دل علیہ قول داخل ہیں اور ان میں پہلا شخص یزید ہے چنانچہ
اچھا، صریحہ "رائس الستین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منہ کے
وامارۃ الصبیان "فان یزید آقا اور لوگوں کی امانت کا ذکر کرنا اس بات کو
کان غالباً منتزع الشیوخ بتلا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یزید
من امارۃ البلدان الکبار اگرچہ بڑے شہروں کی امانت سے بڑی حرکت
ویولیعھا الا صاغر من لوگوں کو ہمارا کرنا کی جگہ اپنے رشتہ داروں پر
اقاربہ کم عمر لوگوں کو والی بنانا کرنا تھا۔

مروان کا ان منسلکوں پر لعنت کرنا نیز اس باب کے ختم پر حافظ ابن حجر عسقلانی
علیہ الرحمۃ نے جو "تنبیہ" فرمائی ہے وہ بھی پرٹھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں:
(تنبیہ) یعجب من لعن (تنبیہ) تعجب ہوتا ہے کہ مروان نے ان مذکورہ

مروان الغلمۃ المذکورین مع لوگوں پر لعنت کی حالانکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ
أن الظاہر انعم من ولده فکان اس کی اولاد ہی میں ہوتے ہیں۔ پس گویا
اللہ تعالیٰ اجرہ والک علی حق تعالیٰ شانہ نے یہ بات اس کی زبان سے
لسانہ لیکن اشد فی الحجۃ کہلواد کا تا کہ ان لوگوں پر سخت جنت قائم
علیہم لعلہم یتعظون وقد جو جائے اور شاید اس بات سے وہ کچھ نصیحت
وروث احادیث فی لعن پکڑیں۔ اور ان مروان کے باپ حکم انداز کی
الحکم والد مروان و ما اولاد پر حدیثوں میں لعنت وارد ہوئی ہے ان
ولد اخرجھا الطبرانی حدیثوں کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیلئے جن
وغیرہ غالبہافیہ مقال میں سے اکثر روایات میں گفتگو کی گنجائش ہے
وبعضہا جید ولعل المراد مگر ان میں سے بعض روایات جید بھی ہیں اور
تخصیص الغلمۃ المذکورین قابل لعنت ان ہی لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے
بذلک۔ جن کا ذکر حدیث بخاری میں آتا ہے۔

یزید کے دور میں صحابہ و تابعین پر مظالم عرض قریش کے وہ چند فوجیوں نے
جن کے ہاتھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہلاکت و بربادی
کی خبر دی ہے ان سب میں اول نمبر یزید پیدا کا ہے، چنانچہ اسکی ولی عہد کی
سلسلہ جنبا کی کے آغاز سے لے کر اس کے مرتے دم تک اس عہد کے اختیارات
صحابہ و تابعین پر مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے اور ان کی جس طرح توہین و تذلیل کی
گئی اور ان کے ساتھ قتل و غارت کا جو معاملہ ہوا۔ اس سے تاریخ اسلام کے
اور اق پر ہیں اور صحیح بخاری میں اس سلسلہ کے جو واقعات ضمناً آگئے ہیں
وہ یہ ہیں:-

(۳) حدیثنا موسیٰ بن اسماعیل یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ مروان، حجاز کا
قال حدیثنا ابو عوانۃ عن محمد بن عطاء جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ابن بشر عن يوسف بن مارك
قال كان مروان على الحجاز
استعمله معاوية فخطب
فجعل يذكر يزيد بن
معاوية لكي يبارح له بعد
ابيه فقال له عبد الرحمن
بن ابى بكر شيناً فقال
خذوه فدخل بيت عائشة
فلم يقدر وا فقال مروان
ان هذا الذي انزل
فيه - وَالَّذِي قَالَ
لِوَالِدَيْهِ اُتَبَّا لَكُمْ
اَتَعِدُ نَجْيًا فَقَالَتْ
عائشة من وراء الحجاب
ما انزل الله فينا
شيئاً من القرآن
الا ان الله انزل عذرك
امام بخاری کی اس روایت میں جو اجمال ہے اس کی تفصیل مستخرج اسماعیل
میں اسی سند کے ساتھ بایں الفاظ مذکور ہے :-

فأراد معاوية ان يستخلف يزيد
يعني ابنه فكتب الى مروان
بذلك فجمع مروان الناس
معاوية رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ اپنے
بیٹے يزيد کو خلیفہ بنائیں تو مروان کو اس کا
میں لکھا اب مروان نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ

لے صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۵۵ کتاب التہجد سورہ احقاف ۱۶

فخطبهم وذكر يزيد ودعا
الى بيعته - وقال ان الله ارى
امير المؤمنين في يزيد رأياً حسناً
وان يستخلفه فقد استخلف
اليوبكر وعمر -
دیا اس میں يزيد کا ذکر کر کے اس کی بیعت کی
دعوت دی ، اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے
امیر المؤمنین کو يزيد کے بارے میں اچھی رائے
بجھائی ہے۔ اب اگر وہ اس کو خلیفہ بنائے
میں تو ابوبکر و عمر بھی خلیفہ بنائے گئے ہیں۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کا مروان کو برسر منبر کو گنا
جواب سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہی کو
دینا چاہیے تھا، چنانچہ حسب توقع انھوں نے نہایت جرأت سے کام لے کر بڑی
بے باکی سے - سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کی ادائیگی کے فریضے کو انجام
دیتے ہوئے فرمایا :-

ما هي الا هرقلية
یہ تو ہرقل کی اتباع کے سوا کچھ نہیں۔

اور حافظ اسماعیل کی دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں :-

فقال مروان سنة ابي
بكر وعمر فقال عبد الرحمن
سنة هرقل وقيصر -
مروان کہنے لگے یہ ابوبکر و عمر کی سنت ہے۔ اب
حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (نہیں)
بلکہ ہرقل و قیصر کی رسم ہے۔

اور مسند ابی یعلیٰ اور تفسیر ابن ابی حاتم میں عبد اللہ مدنی کی زبانی اس
واقعہ کی تفصیل مروی ہے :-

كنت في المسجد حين
خطب مروان فقال ان
الله قد ارى امير المؤمنين
رأياً حسناً في يزيد ، وان
يستخلفه فقد استخلف
جس وقت مروان نے خطبہ دیا میں مسجد نبوی
میں موجود تھا کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین
(معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو يزيد کے
بارے میں عمدہ رائے سمجھائی ہے۔ اگر
وہ اس کو خلیفہ بنائے میں تو ابوبکر و عمر بھی

لے ہرقل و قیصر کی رسم فرما کر قیصر کا نام ہے۔

ابوبکر وعمر، فقال
عبد الرحمن بن قلیة
ان ابابکر واللہ ما جعلها
فی احد من ولدہ، ولد
فی اہل بیتہ، وما
جعلها معاویة الکرامة
لولدہ۔
ابوبکر ہیں۔ اس پر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہر قل کا طریقہ ہے واللہ
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد
میں کسی کو خلافت نہیں سونپی اور نہ اپنے
فائدہ میں سے کسی کو خلیفہ بنایا، مگر
معاویہ تو بس اپنے بیٹے کو اعزاز بخشنا
چاہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا مروان کو جھوٹا کہنا
مروان میں کہاں تھی، فوراً الزام تراشی پر اتر آیا اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیدیا
آخر جیسا کہ محدث اسماعیلی کی روایت میں آتا ہے حضرت ام المؤمنین عائشہؓ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنا پڑا۔

کذب واللہ ما انزلت
فیہ۔
وہ مروان جھوٹا کہتا ہے یہ کیت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ
کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی۔

مروان کی حضرت عائشہؓ سے سخت کلامی
مروان منبر سے اُتر کر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سخت کلامی
کرنے لگا اور آپ نے بھی اس کو دیسے ہی جواب دیئے آخر وہاپس چلا گیا۔
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ معاویہؓ اور ابوسفیانؓ سے فہصل ہیں

اب ذرا غور کیجئے، مروان کی یہ تقریر کہاں ہو رہی ہے، منبر نبوی سے،
مسجد نبوی میں، روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے، یزید کی ولی عہد
کی بیعت لینے کے لیے اس پر اقرار پر دازی کا یہ عالم ہے کہ اس ولی عہد کی
رسم کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت بتلا رہا ہے۔ اور حضرت
عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس کو ٹوکتے ہیں کہ یہ ابوبکر و عمر کی سنت

نہیں ہے بلکہ ہر قل اور قیصر کی رسم ولی عہد کی ہے تو بگڑ جاتا ہے الزام تراشی
کرتا ہے، کتاب اللہ کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے، ذرا نہیں سوچتا کہ کہاں ہوں،
کس مقام سے بول رہا ہوں، کس سے مخاطب ہوں یہ کس باپ کے بیٹے ہیں،
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے سگے بھائی تھے۔ یہ یزید تو کیا چیز ہے اس کے والد ماجد معاویہ اور
جدا امجد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی بنص قرآن افضل ہیں کیونکہ
جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تو مولفۃ القلوب میں تھے فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے "طلقاً" میں ان کا
شمار ہے۔ اور عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں
فتح مکہ سے بہت پہلے مشرف بہ اسلام ہو کر ہجرت فرمائے مدینہ ہو چکے تھے
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی آمد میں سے ان کے لیے
چالیس دینار سالانہ خرما کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ ابن کثیر نے ان کے بارے میں
لکھا ہے "کان من سادات المسلمین" یہ مسلمانوں کے اکابر میں سے
تھے اور "کان معظماً بین اہل الاسلام" (اہل اسلام میں عزت کی
نگاہ سے دیکھے جاتے تھے) اب جس کی ولی عہد کی کے سلسلے میں اکابر صحابہ
کی اصطلاح تو بین کی جاتے اس کی بادشاہی کے دور میں کیا کچھ نہ ہوگا؟

عبدالرحمن بن ابی بکر کا معاویہ کی رقم کو واپس کر دینا حافظ ابن کثیر نے زیرین
بجائے بسند نقل کیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ایک لاکھ درہم حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت
میں بھیجے مگر حضرت عذرا نے یہ کہہ کر ان کے لینے سے انکار کر دیا کہ اجمع دینی
بدنیای ہو کیا میں اپنی دنیا کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالوں؟

آخر کار اکابر صحابہ کے پروردار احتجاج کے باوجود ان کی مرضی کے برخلاف

یزید راج سنگھاسن پر براجمان ہو جاتا ہے، اور امت محمدیہ پر ہلاکت کا طوفان
اٹھ اٹا ہے، رجب ستھ ہجری میں یزید بادشاہ بنا، اور اسی سال ماہ رمضان
میں یزید اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عقبہ بن ابوسفیان کو مدینہ منورہ کی گورنر
سے معزول کر کے اس کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کا تقرر کرتا ہے۔
یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کرنا کہ اس نے حضرت حسینؑ و ابن زبیرؓ پر سختی کی تھی

ولید کا تصور یہ تھا کہ اس نے بیعت کے معاملہ میں حضرت حسین و حضرت
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وہ سختی نہ کی تھی جو یزید کو مطالبہ تھی۔
اس لیے یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کیے بغیر مدینہ منورہ سے بخیر وقت
مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ حالانکہ یزید کا ان کے بارے میں ولید کو یہ فرمان تھا۔
اما بعد فخذ حسینا و اما بعد حسین، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ
عبد اللہ بن عمرو و ابن زبیر کو بیعت کے لیے سختی کے ساتھ
عبد اللہ بن الزبیر بالبیعة پکڑو، اور جب تک یہ لوگ بیت نہ کریں
اخذ اشد یداً لیست فیہ رواؤ حیل نہ ہونے پاتے۔

رخصۃ حتی یبایعوا والسلام

مروان کا مشورہ کہ ان حضرات کا سر قلم کر دیا جائے | مروان کا مشورہ ان حضرات
کے بارے میں ولید کو یہ تھا کہ اگر یہ حضرات بیعت نہ کریں تو فوراً ان کا سر قلم
کر دو مگر ولید نے مروان کی بات نہ مانی اس لیے اس شاہی فرمان کی تعمیل میں
کو تاہی کا لازمی نتیجہ معزولی تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے جو اس کی معرولی کی وجہ
میں "تخریجہ" کا لفظ لکھا ہے وہ اسی حقیقت کا ترجمان ہے۔

حضرت ابو شریحؓ کا گورنر مدینہ کو حرم پر فوج کشی سے منع کرنا | چنانچہ اس کی جگہ
گورنر ہو کر عمرو بن سعید اسی ماہ میں مدینہ آ گیا یہ مزاج کا بڑا فرعون اور بڑا حکم
تھا، حافظ ابن کثیرؒ کے اس کے بارے میں یہ الفاظ ہیں۔ وکان متاعاً ممتکراً

لہ البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیرؒ ج ۸ ص ۱۳۶ و ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶

حمد الله وأثنى عليه ثم قال ان مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس فلا يميل لاميرئى يؤمن بالله واليوم الآخر ان يفتك بهادماً ولا يعصد بها شجرة فان أذن ترخص لقتال رسول الله فيها فنقولوا ان الله قد اذن لرسوله وللميادين لكم وانما اذن لي فيها ساعة من نهار ثم عادت حرمتها اليوم بحرمتها بالاسم وليبلغ الشاهد الغائب، فقيل لابي شريح ما قال عمرو قال انما انا أعلم منك يا أبا شريح لا تعيد عاصياً ولا فاسراً بدم ولا فاراً بخربة

اس کے لئے یہ ملال نہیں کہ مکہ معظمہ میں کسی کا خون بہائے اور وہاں کوئی درخت کاٹے۔ پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں قاتل کرنے کے وہرے اس امر کی نصیحت چاہے تو اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تو اس کی اجازت دی تھی مگر وہ لوگ اجازت نہیں دی۔ اور چاہے بھی مگر وہی اجازت تھی پھر آج اس کی حرمت اسی لمحہ حود کر آئی جس طرح کہ اس کی حرمت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے اس کو چاہیے کہ جو شخص قاتل ہے اس تک یہ بات پہنچا دے۔ اس پر ابو شریح سے دریافت کیا گیا کہ عمر نے پھر کیا جواب دیا۔ فرمایا: اس نے کہا اے ابو شریح میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں کہ کسی مالک کو پناہ دیتا ہے اور کسی ایسے شخص کو جو خون کر کے وہاں بھاگ جائے اور اس شخص کو جو چوری کر کے وہاں فرار ہو جائے۔

گورنر مدینہ کا صحابی رسول کے سامنے اپنی علیت بگھارنا اور کہنے: صحابی رسول حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم الہی پر فوج کشی سے روکنے کے لیے یزید کے گورنر کو حدیث رسول بیان کرتے ہیں اور یہ بد بخت ان کے سامنے اپنی علیت بگھار رہا ہے، کہتا ہے: میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں واما میں جن اپنی مشہور تصنیف المحلی کی کتاب الجنایات میں بالکل صحیح کہتے ہیں:-

لہ صیح بخاری کتاب العلم باب لیبلغ الشاهد الغائب -

لاکرامة للطییم الشیطان الشرطی الفاسق یرید ان یکون اعلم من صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم وهذا الفاسق هو العاصی لله ولرسوله، ومن والاه أو قلده - وما حاصل الخنزى فی الدنیا والآخرۃ الا هو ومن امره بے

اس لطیم الشیطان، پلیس بین فاسق کی بھی یہ وقعت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے بھی زیادہ عالم بننے کا دعویٰ کرے۔ (عاصی ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہیں بلکہ یہی فاسق اللہ اور اس کے رسول کا عاصی تھا اور وہ شخص جس نے اس کو کسی کی یا اس کے کپے پر چلا اور دنیا اور آخرت میں نولت اٹھانے والا یہی تھا اور وہ ریزید، جس نے اس کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ کی ہرزہ سرائی قابل قبول نہیں اور شیخ الاسلام محمد صدق اللہ ودلی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں۔

واین دعویٰ مجر د است و مردود بر دے، زیرا چہ عبد اللہ بن زبیر صحابی است متعبد، جامع صفات حمیدہ، و کارے نکرده کہ بدان مستحق قتل باشد بپردن حرم و نہ خروج کرده بر احدے، و نہ خواند مسردم را بہ بیعت خود با آنکہ ناخوش بودند از یزید اہل حرمین و مباہارت نکردند بہ بیعت دے جز اہل شام ہنسا بر

اور یہ (گورنر مدینہ عمرو بن سعید کا) خالی غول دعویٰ ہے جو مردود ہے کیونکہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک عابد صحابی تھے۔ صفات حمیدہ کے جامع، انھوں نے کوئی ۴۷ بار نہ کیا تھا جس کی بنا پر بیرون حرم و جنگ مستحق ٹھہرتے، اور کسی کے خلاف انھوں نے خروج کیا تھا وہ لوگوں کو (راحمہم اللہ) اپنی بیعت کی دعوت دی تھی، حالانکہ اہل حرمین یزید سے خوش نہ تھے اور یزید کی بیعت پر بجز اہل شام کے کسی نے جلد بازی سے کام نہ لیا تھا، اور اہل شام نے اس لئے جھجھکے

لہ - لطیم الشیطان کے معنی ہیں جس کو شیطان نے چیت لگا رکھا ہے۔ جو بن سعید شامی کا لقب ہے۔ محمد عماد القاری شرح صیح بخاری از علامہ صنیعی ج - ۲ ص ۱۳۷ طبع منیرہ مصر -

تولید پدرش معاویہ ،
وامتناع آورو عبداللہ
وغیرہ از بیعت آل
نا اہل کہ مسرف ورمعاصی
ومرتکب کبار بود و پناہ
گرفت از شرورے در گوشہ
حرم ، پس تعیین کرد
لشکر القتل ابن زبیر
بہمکہ یہ
بیعت کر لی کہ اس کے باپ معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنا ولی عہد بنادیا تھا
اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
دوسرے حضرات نے اس نااہل کی بیعت کرنے
سے اس لیے سختی سے انکار کر دیا کہ یہ معاویہ
میں حد سے بڑھ گیا تھا اور کبار مرتکب تھا
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
بزید کی شریعت سے بچنے کے لیے حرم حرم کے
گوشہ میں پناہ لے رکھی تھی لہذا اس نے
مکہ معظمہ میں ان سے جنگ کرنے کے لیے
فوجوں کو روانہ کیا۔

اور شیخ نورالحق محدث دہلوی "تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں

ارقام فرماتے ہیں :-

کلام ابن مسعود جنت راضی
شاید از آنکہ خلاف
مقررہ اہل دین است
در روایت امام احمد
آمدہ کہ گفت ابوشریح
گفتم عمرو را من حاضر
و تو غائب بودی و بموجب
امر آنحضرت ، رساندم ترا
و این مشعر است بآنکہ ابوشریح
اس مفید (عمرو) کی بات حجت کے لائق نہیں
کیونکہ یہ اہل دین کے دستور کے خلاف ہے ،
مسند احمد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت
ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے
عمرو کو جواہر دیا تھا کہ جب حضور ﷺ کو
یہ ارشاد فرمایا تھا میں اس وقت حاضر تھا
اور تو غائب (اس نے تو حدیث کو مطلب کیا تھا)
میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
ارشاد کے مطابق تجھے تبلیغ کر دی۔ اس سے

قبول گفتہ عمرو نکر وہ داد
را بوسے گزاشتہ از جہمت
عجز و عدم قدرت بجہمت
شوکت و غلبہ اولیہ
معلوم ہوا کہ حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عمرو کی اس بات کو نہیں مانتا، مگر چونکہ عمرو کو
شوکت اور غلبہ حاصل تھا اور آپ اس کے
مقابلہ سے عاجز تھے اور اس کی طاقت نہیں
رکھتے تھے اس لیے (زبانی تمنا کے بعد)
آپ نے اس کو اسی کے حال پر چھوڑ دیا۔

مرحمان نے جو معاملہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
سامنے کیا وہ آپ پر چڑھ چکے نہیں ، یہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
فرزند اکبر تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے نواسے
ہیں ان کے خلاف حرم مختصم پر صرف اس لیے فوج کشی کی گئی کہ انھوں نے
بزید پلید سے بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت ابن عباس کی زبانی حضرت ابن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جلالت شان کا اندازہ لگانا ہو تو حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہ الفاظ پڑھیے :-

أما أبوہ فحواری النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
یرید الزبیر۔ وأما
جدہ فصاحب الفار۔
یرید ابابکر۔ وأما
أئمہ فذات النطاق یرید
أسماء۔ وأما خالته فأم
المومنین یرید عائشہ۔
ان کے والد ماجد یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ،
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حواری تھے
اور ان کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،
عمرو آپ کے رفیق فار تھے اور ان کی والدہ ماجدہ
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذات النطاق
رک جہولہ نے ہجرت کے وقت آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زاد سفر اپنے
چنگے سے باندھا تھا اور ان کی خالہ

دأما عتته فزوج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم - یزید
خدیجہ - وأما عتہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فجدتہ
یزید صفیہ - ثم
عفیف فی الاسلام
تاسرعی للقرآن ۛ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ہیں اور ان کی پھر بھی ران کے ابا کی پھر بھی منہ
ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، اور انکی
دادی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمہ محترمہ ہیں اور پھر
وہ خود اسلام میں پاکباز اور قرآن پاک کے
بکثرت پڑھنے والے ہیں۔

مصاحف عثمانی کی کتابت میں حضرت بن زبیر کی شرکت | یہ بھی پیش نظر رہے
کہ یہ قرآن کریم جو اس وقت امت کے ہاتھوں میں ہے اور جس کو شب و روز
ہم پڑھتے ہیں اس کی نقلیں حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین رضی اللہ
عنه نے اپنی نگرانی میں کر اگر ممالک محروسہ میں روانہ کی تھیں۔ ان مصاحف کی
کتابت کے لئے حضرت امیر المؤمنین نے جن چار حضرات کو نامزد فرمایا ان میں
سے ایک یہ بھی تھے ۛ

حضرت ابن زبیر کے فضائل امارت کی روشنی میں | صحیح بخاری میں
ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
مروی ہے کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئیں تو ان دنوں یہ شکم ماریں
تھے، اور وضع حمل کی مدت قریب تھی چنانچہ قبا کے زماہ قیام ہی میں
ان کی ولادت ہوئی فرماتی ہیں۔

ثم ایت بہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ

پھر وہ بچہ کو لے کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے

ۛ صحیح بخاری باب قولہ ثانی ایتہن اذ ہن فی القایم - ۛ ملاحظہ ہو صحیح بخاری باب بیعہ النکاح
بقیہ حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں حضرت زید بن ثابت (۲) حضرت سعید بن العاص (۳) حضرت
جبرائیل بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ثم دعا بتمرة فضعها ثم نقل فی فیہ
فکان أول شیء دخل جوفہ ریق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثم جنکہ بتمرة ثم دعا لہ و
برک علیہ وکان أول مولود
ولد فی الاسلام

انکو اپنی گود میں لے لیا اور آپ نے ایک کھجور
منگوائی اور اس کو چبا کر پھر ان کے منہ میں
ڈال دی چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو داخل
ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
لعاب دہن تھا، پھر آپ نے کھجور کو ان کے
تالو پر مل دیا اور ان کیلئے برکت کی دعا کی،
اور یہ پہلے بچے تھے جو اسلام میں ہجرت کے
بعد مہاجرین میں اپیل ہوئے۔

اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ ہیں
اول مولود ولد فی الاسلام
عبد اللہ بن الزبیر اتوا بہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فأخذہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثمرة فلما کھا ثم ادخلھا فی
فیہ فأول ما دخل فی بطنہ
ریق النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا بچہ جو اسلام میں ہجرت مدینہ کے بعد
مسلمانوں میں اپیل ہوا وہ عبد اللہ بن زبیر
(رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تھے ان کو ران کے
گھر والے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے
ایک کھجور منگوا کر پہلے اس کو اپنے دہن بند
میں چبایا اور پھر ان کے منہ میں اس کو اندر دیا

چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو رہی
وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب دہن تھا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں
اتنا اضافہ اور آتا ہے،

ثم مسحہ و صلی علیہ
رسماء عبد اللہ ثم جاء
وهو ابن سبع سنین او
لہ باب بیعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اذ ہن فی المدینہ - ۛ صحیح بخاری باب بیعہ النکاح

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے دعا پڑھی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے
تو آپ بیعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اذ ہن فی المدینہ - ۛ صحیح بخاری باب بیعہ النکاح

ثمان لبایع رسول الله
عليه وسلم وامره بذلك
الزبير فتبسم رسول الله
صلى الله عليه وسلم
حين رآه مقبلا اليه
ثم بايعه ۛ

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے
کے لیے حاضر خدمت ہوئے حضرت زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم
دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تبسم فرمایا اور پھر
ان سے بیعت لے لی۔

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وفي هذا الحديث
مناقب كثيرة لعبد الله بن الزبير
رضي الله عنه منها ان النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم مسح
عليه وبارك عليه ودعاه و
أول شئ أدخل جوفه ريقه
صلى الله عليه وسلم وانه أول
من ولد في الاسلام بالمدينة
والله اعلم ۛ

اس حدیث میں حضرت عبد اللہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بہت سے مناقب
ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، (۲) ان
کے لئے برکت طلب کی (۳) ان کے حق میں دعا فرمائی
(۴) پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب رحمتی تھا۔
(۵) یہ اسلام میں پہلے بچے ہیں جو مدینہ منورہ میں
ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔

اور مستخرج اسماعیل میں "صحیح بخاری" کی اس روایت میں "فی الاسلام"

کے بعد یہ اضافہ بھی ہے۔

نفرح المسلمون فرحاً
شديداً لأن اليهود كانوا
يقولون سحرنا هم
حتى لا يولد لهم ۛ

پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو بڑی ہی خوشی ہوئی
کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں
پر جادو کر دیا ہے اب ان کے یہاں اولاد
نہیں ہوگی۔

ۛ باب استجاب تمنيك المولود عند ولادته - ۛ شرح صحيح مسلم از امام نووی باب مذکور۔

ۛ نفع الباری ج - ۛ ص ۱۹۳ -

عبرت كالمقام ہے مسلمانوں کو جس مبارک بچے کی ولادت پر بڑی خوشی
ہوئی، یزید اور اس کا گورنر و لشقر اسی کے قتل کرنے کے درپے ہوں،
اور اسی کی موت میں اپنی خوشی سمجھیں۔ عظمیٰ تغور تو اسے چرخ گردان تغور۔
یزیدی گورنر کی مذمت حدیث میں واضح رہے کہ یزیدی گورنر عربین
سعد اشقر وہی نابکار ہے جس کے بارے میں مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت آئی ہے:

سمعت رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم يقول
ليبر عفن على منبري
جبار من جبابرة بني أمية
حتى يسيل رعا فة قال
فاخبرني من راى عمرو
سعيد بن العاص رعن
على منبر رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم
حتى سال رعا فة ۛ

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
یہ فرماتے سنا کہ "یقیناً بنی امیہ کے سنگاروں
میں سے ایک سنگار کی میرے منبر پر چڑھ
نکسیر پھوٹ کر رہے گی کہ پہنے لگ جائے گی :-
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے
کہ میرے پاس اس شخص نے بیان کیا جس نے
عمرو بن سعید بن العاص کو اس حال میں
دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے منبر پر اس کی نکسیر اتاری پھوٹی کہ منبر پر
حتیٰ سال رعا فہ ۛ

کر بلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا غرض یزیدی
ولی عہدی کی ابتدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی انت
ہوئی اور اس کی بادشاہی کا آغاز ان کے نواسے پر حرم الہی میں فوج کشی سے
اور ابھی سال جلوس ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ دودمان نبوی کے گل سرسبد کو
مسل کر خاک میں ملا دیا اور اپنی دانست میں خاندان نبوت کا چرچہ گل کوکے
رکھ دیا، محرم ۱۱۰ ہجری کے یوم عاشوراء میں اہل بیت رسالت پر

ۛ البیڑ والعباء - از عاقلہ ابن کثیر ج - ۛ ص ۳۱۱ - ۛ اور اسی طرح اختتام بھی۔

یزید بن بشر کے اہل حق جو قیامت لٹی اس کے بارے میں جس نے بھی یہ کہا
سچ کہا کہ :

ضحی بنو امیہ یوم کربلا کربلا کے دن بنو امیہ نے اپنے دین کو
بالدین لے

قرابت رسول اللہ کا پاس لحاظ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب
تاکم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں : باب مناقب قرابة رسول الله صلى الله
عليه وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے
فضائل کا بیان اور پھر اس باب کے تحت حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل کیا :

اس قبوا محمداً صلى الله حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے
علیہ وسلم فی اهل بيته۔ ساتھ معاملہ کرنے آپ کا پاس دلچسپی رکھو۔

یعنی نہ تو کسی معاملہ میں ان کو اذیت پہنچے اور نہ ان حضرات کے
ساتھ کسی قسم کا جبر یا برتاؤ ہونے پاتے اور اسی باب میں حضرت ممدوح
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔

والذی نفسی یسدد قسم اس ذات عالی کی جس کے قبضہ میں میری جان
لقرابة رسول الله صلى الله ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل قرابت
علیہ وسلم أحب إلّی أن صلہ جی کرنا مجھے اپنے اہل قرابت کی صلہ جی
اُصل من قرابتی۔ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی قرابت کا اس قدر پاس دلچسپی تھا کہ جب کبھی ان کے عہد میں قحط سالی ہوتی
اور دعا استسقاء کی ضرورت پڑتی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عم محترم
حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعا کرتے،

لہ تاریخ الخلفاء الامام سیوطی، ترجمہ یزید بن عبد الملک بن مروان۔

اور خود ان سے دعا کرتے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ :-

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا تحطوا استسقی

جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمرؓ

بالعباس بن عبد المطلب کے توسل سے بارش کی دعا کرتے اور

نقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله تعالى

یوں عرض کرتے کہ الہا ہم اپنے نبی صلی اللہ

عليه وسلم کے توسل سے تجھ سے دعا مانگا کرتے تھے،

وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا، قال فيسقون لہ

پھر تو ہم پر بارش برساتا تھا اور اب اپنے نبی

صلى الله عليه وسلم کے چچا کے توسل سے تجھ

مانگتے ہیں تو ہم پر مینہ برسا دے، رزق کا

بیان ہے کہ ہر لوگوں پر مینہ برسنے لگتا تھا۔

حدیث میں قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے اس کے

بارے میں شارحین صحیح بخاری لکھتے ہیں :

مراد از قرابت پیغمبر خدا کے کہ منسوب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت سے

است بعبد المطلب ومومن است مراد وہ مومن حضرات ہیں کہ جن کا سلسلہ نسب

چنانکہ علی مرتضیٰ وابنائے او خواجہ عبد المطلب سے ملتا ہے جیسے حضرت علی رضی

رضی اللہ عنہم سے اور ان کے صاحبزادگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شیخ نور الحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری" میں جو کچھ لکھا ہے وہی

علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

"من ينسب لعبد المطلب مؤمناً كعلي وبنيه" اور شارحین نے

جو کچھ لکھا ہے وہی مطلب امام بخاری کا ہے، اسی لئے امام بخاری نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اثر کو باب مناقب الحسن والحسين
میں پھر دوبارہ روایت کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں

اور علامہ عینی نے "عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں باب مناقب قرآنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کے تحت ان تمام حضرات کو نام بہ نام گنوا یا ہے جو اس وقت خواجہ عبدالمطلب کی اولاد میں بقید حیات تھے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا شرف حاصل تھا، ان میں حضرت مسلم بن عقیل کا نام بھی ہے جو شکل و صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے عون اور محمد کا بھی۔

پھر فرمادے "قربت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ایسا دلچسپ
کیا وہ سب کو معلوم ہے۔"

عبداللہ بن زیاد جس کو یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ لے کر خبر سن کر وہاں کا گورنر بنا کر بھیجا تھا اس کی سنگدلی اور قساوت قلبی کا اندازہ کرنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس شقی کے سامنے جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو چھڑی سے آپ کے سر مبارک کو چھڑنے اور آپ کے حُسن پر طعن کرنے لگا، اس پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو تنبیہ کی کہ کیا کرتا ہے؟

كان اشبههم برسول الله
صلى الله عليه وسلم
یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہت ہی مشابہ تھے۔

اور مسند بزار میں ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ

فقلت له إني رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يلثم

میں نے اس سے کہا جہاں تو اس وقت
اپنی چھوڑی رکھ رہے وہاں میں نے

۱۰۰ صحیح بخاری باب مناقب الحسن والحسین -

حيث تضرع قضيبك قال
فانقبض !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سہ دیتے
دیکھ کر یہ سن کر وہ شقی گھٹ کر رہ گیا۔

اور معجم طبرانی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :-

فَجَعَلَ يَجْعَلُ قَضِيًّا فِي
يَدِهِ فِي عَيْنِهِ وَانْفِهِ ،

فقلت ارفع قضيبك فقد رايت فمر رسول الله
کی چشم مبارک اور بینی مبارک میں داخل
کرنے لگا تو میں نے اس سے کہا اپنی پھر دی

صلی اللہ علیہ وسلم
فی موضعہ ۛ

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربت کا پاس و لحاظ جس کے جس جگہ تیری پھڑکی اس وقت ہے۔

ہمارے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ "ارقبو محمداً فی اہل بیتہ" اور جس کا ترجمہ حضرت شیخ نورالحق بن عبدالحق محدث دہلوی

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

حضرت علیؓ کے اہل بیت سے
معاملہ ہو تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
نہاں سے کہہ دو کہ اس کو سزا دے

وہی ہے جو کہ

اور دوسری جگہ ان الفاظ میں :-

۱۔ فتح الباری باب مذکور۔ ۲۔ فتح الباری باب مذکور۔ ۳۔ تیسرے القاری * ۵۔ ۳ ص ۴۵۱

اگت ابو بکر صدیق نگہدارید
عزت و شرف محمد را صلی اللہ
علیہ وسلم در نگہداشت
حرمت و تعظیم در حق اہل بیت
آنحضرت علیہ السلام

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اہل بیت کے حق میں ان کی حرمت و تعظیم کو
مقرر کر کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مرد شرف کو ملو نہ رکھو۔

پھر یزیدی لشکر نے کربلا کے میدان میں جو تان اہل بیت پر جو ظلم و ستم
ڈھایا اس کے بارے میں شیخ نورالحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری شرح
صحیح بخاری" میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ:

در شرح این قضیہ جانگزا جگر
آب شدہ و قلم از دست افتادہ
از حوصلہ طبع مسلمانہ بیرون است
کہ اشارتے ہاں تو آں نمودی

اس قضیہ جان گسل کو بیان کرنے میں جگر
پانی پانی ہو گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا۔
کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ
اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔

یزیدی کی شقاوت اور علامہ عبد اللہ بن محمد بن عابد شیرازی شافعی
"کتاب الاتحاف بحب الاشراف" میں فرماتے ہیں۔

لاریب ان اللہ سبحانہ قضی علی
یزید بالشقاۃ فقد تعرض
لکلب البیت الشریف بالاذی فاعزل
جندہ لقتل الحسین و قتلہ و بی
حرمک و اولادہ و ہم اکرم
اہل الارض جنبذ علی اللہ
سبحانہ علیہ السلام

لا ریب حق تعالیٰ سوا نے یزید پر شقاوت
سلط کی کہ اس نے آل بیت شریف (نبوی)
کے بستلے پر کر باندھی قتل حسین کے لیے اپنی
سپاہ کو بھیجی ان شہید کیا ان کی حرم اور ان کی
اولاد کو اسیر بنایا حالانکہ حضرات اس وقت
اللہ تعالیٰ سجاد کے نزدیک روئے زمین پر
تمام بنے والوں سے زیادہ معزز تھے۔

لہ تیسیر القاری "ج ۳ ص ۳۶۳ - ج ۳ ص ۳۶۳ -

جلد ۱۸ طبع مصطفیٰ بابی علی مصر ۱۳۱۵ھ -

ابن زیاد کا طرز عمل صحابہ کے ساتھ

حضرت معقل بن یسار کا اس کو نصیحت فرمانا امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں ایک باب باندھا ہے جس کے الفاظ ہیں "باب من استرعی رعیۃ فلم یمنع" یعنی جس کو رعیت کا مال بنایا جائے اور پھر وہ رعیت کی خیر خواہی نہ کرے" اور پھر اس باب میں یہ دو حدیثیں بیان کی ہیں:

(۱) عن الحسن ان عبید اللہ
بن زیاد عاد معقل بن یسار
فی مرضہ الذی مات فیہ
فقال لہ معقل انی محدثک
حدیثاً سمعته من
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما من عبد یترعیہ
اللہ رعیۃ فلم یحطھا
بنصیحة لم یجد
رائحة الجنة۔

(۱) حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ عبید اللہ
بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے
مرض الموت میں ان کی عیادت کیلئے آیا تو حضرت
معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں
تجھ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنا ہے میں نے
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ جس کو حق تعالیٰ کسی رعیت کی
نگرانی سپرد فرمائے اور پھر وہ پوری نیکان کی
خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہ لے سکے۔

(۲) عن الحسن اثنینا
معقل بن یسار نعوذہ فدخل
عبید اللہ بن زیاد فقال لہ
معقل احدثک حدیثاً
سمعت من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما

(۲) یزید حضرت حسن بصری کا بیان ہے کہ حضرت معقل
بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کیلئے
ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اتنے میں
عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا، حضرت معقل رضی اللہ
عنہ نے اس سے فرمایا میں تجھ کو ایک حدیث سنانا
چاہتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے حافظ بن جریر عثمانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ یزید کے عہد حکومت کا واقعہ ہے۔

من وال یلی رعبۃ من
المسلمین فی موت و هو
غاش الاحرام اللہ
علیہ الجنة۔

صحیح مسلم "میں حضرت مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں
اتنا اضافہ اور ہے :-

لو علمت ان لی حیاة
ما حدتک بہ۔

اور دوسری روایت میں ہے :

لو لای فی الموت لحدتک
بہ۔

بھی ذکر کرتا۔

یہ حدیث "صحیح مسلم" میں "کتاب الایمان" میں بھی ہے اور کتاب الامارۃ میں
میں، صحیح مسلم کے ایک طریق میں اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اس
حدیث کو سن کر ابن زیاد حضرت مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا۔

اذا كنت حدتني هذا قبل اليوم، یہ حدیث آپ نے مجھ کو آج سے پہلے کیوں بیان
قال ما حدتک اؤ لم اکن
لاحدتک۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ
بیان کی ہے :-

كان يخشى بطشه فلما
نزل به الموت اُمراد

وہ ابن زیاد بنہا کی سخت گرفت ڈرتے تھے،
جب موت کا وقت آگیا تو ہوا اگر اس طرح ہی

ان يكف بذالك بعض شرو
عن المسلمين۔

ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مفضل کے ساتھ بدتمیزی | یہ حضرت مفضل بن زیاد رضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں یا در ہے کہ ان سے پہلے بھی اسی قیلے کے
ایک دوسرے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آچکا ہے جس کی تفصیل امام طبرانی کی المعجم الکبیر میں
ایک دوسری سند سے بایں الفاظ مروی ہے۔

(۲) عن الحسن قال لما قدم
علینا عبید اللہ بن زیاد

امیراً اُمرہ علینا معاویۃ
غلاماً سفیہاً یسفک

الدما سفکاً شدیداً
وفینا عبید اللہ بن مفضل

المزنی فدخل علیہ ذات
یوم فقال لہ انتہ عما

اراک تصنع فقال لہ وما
انت وذاك فقال ثم خرج

الی المسجد فقلنا لہ ما
کنت تصنع بکلام هذا السفیہ

علی رؤس الناس؟ فقال
انہ کان عندی علماً فاحببت

اُله لا اموت حتی اقول ہا
حضرت حسن بصری کا بیان ہے کہ جب ہمارے پاس
عبید اللہ بن زیاد امیر بن کر آیا، اس کو معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم پر وال بنا کر بھیجا تھا
یہ ایک بے وقوف چھوٹا تھا جو نہایت بے درجہ
لوگوں کا خون بہایا کرتا تھا اس نے ملنے میں
حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہم میں زندہ تھے، وہ ایک روز اس کے پاس
تشریف لے گئے اور اس سے فرمانے لگے کہ
"جو کچھ میں تمہیں کرتے دیکھ رہا ہوں اس سے
بائد آ جاؤ" اس نے اس نصیحت پر حضرت مفضل
یہ جواب دیا کہ تم اس سے منہ کر کے دلے کون
ہوتے ہو؟ پھر حضرت ممدوح مسجد میں تشریف
لائے تو ہم نے ان سے عرض کیا آپ بر سر عام
اس بے وقوف کے منہ لگ کر کیا کریں گے؟
فرمایا میرے پاس علم تھا سو مجھے یہ پسند آیا کہ

شیئاً قال ابو برة
نعم لا مرة ولا ثنتين
ولا ثلاثاً ولا أربعاً
ولا خمسة فمن كذب
به فلا سقاء الله منه
شع خرج مغضباً
کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، حضرت ابو برة
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہاں۔ ایک دفعہ
نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں،
چار دفعہ نہیں، پانچ دفعہ نہیں، جو عرض کا انکار کرے
اللہ تعالیٰ اس کو عرض سے کچھ نہ ملے۔ اس کے بعد
آپ غصہ کی حالت میں اس کے پاس سے چلے آئے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ بڑی الجہود فی حل ابی داؤد میں فرماتے ہیں کہ :
محبیب اللہ بن زیاد فتاحی سے تھا، اس لیے اس نے بطور تمسخر آپ کو دھتکارا یعنی ٹھکانا
مونا کہا تھا مگر آپ اپنے بارے میں تو اس کے اس لشکر القاتلہ ذفرایا بالیہ اس نے مجھ کو
کہہ کر جو آپ کا مذاق اڑایا اس پر آپ کو غصہ آیا کہ اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت
عالی کی اہانت نکلتی ہے۔

یہ تھا ابن زیاد کا طرز عمل صحابہ کرام کے ساتھ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر اس نے جو ظلم و ستم ڈھایا وہ معلوم خاص و عام ہے۔

ابن زیاد بد نہاد تھا | ان سب باتوں کے ساتھ ابن زیاد کی ایک خصوصیت
یہ بھی تھی کہ اس کا باپ زیاد بن سہیل ثابت النسب نہیں تھا، بلکہ ولد الزنا تھا جس
کے یہاں پیدا ہوا اس کی بجائے دوست کو اپنا باپ بتاتا تھا۔ بہت سے صحابہؓ
تابعین نے اس کے اس فعل پر نکیر بھی کیا۔ ان میں خود زیاد کے ماں شریک بھائی
حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
صحابی بھی ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو عثمان نہدی سے روایت ہے

لما ادعی زیاد لقیث
ابا بکرۃ فقلت له
ما هذا الذي صنعت
انی سمعت سعد بن
جب زیاد کے بارے میں دعویٰ کیا گیا (کہ وہ
ابو سفیان کی اولاد ہے) تو میں (اس کے
ماں جائے بھائی) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے آکر ملا اور ان سے کہا کہ تم لوگوں نے

أبی وقاص یقول سمع
أذنای من رسول الله
صلی الله تعالیٰ وسلم وهو یقول
من ادعی أنبانی الاسلام
غیر ابیہ یعلم أنه غیر
أبیہ فالجنته علیہ
حرامہ۔ فقال أبو بکرۃ
وأناسمعتہ من
رسول الله صلی الله تعالیٰ
علیہ وسلم
یکہا (مطلب ان کے عقائد ان والوں سے تھا)
میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میرے دونوں
کانوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام میں جو شخص اپنے
باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بتائے حالانکہ اسے
معلوم ہے کہ اس کا باپ یہ نہیں ہے تو جنت
اس پر حرام ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ
عنہ نے فرماتے ہیں کہ خود میں نے بھی آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اس سے یزید کی مردم شناسی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ظالم اپنے مظالم کا
نفاذ کرنے کے لئے کیسے کیسے بدسرشت لوگوں کا انتخاب کیا کرتا تھا، یزید کو تجربہ
ہو چکا تھا کہ اس کا خاص چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مروان کے
ترغیب دلانے کے باوجود قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آمادہ نہ ہو سکا اس لیے
اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اس شقی ازلی ابن زیاد بد نہاد کا انتخاب
کیا اور آخر اس نے ایسا کر کے بتا دیا۔ علامہ بدر الدین عینی نے ابن زیاد کی ان ہی
حرکات ناشائستہ کے سبب مدۃ القادری شرح صحیح بخاری میں اس کو لعین کہا ہے
یزید کی مدینہ منورہ یرفوج کشی | پھر یزید نے سنہ ہجری میں حرم نبوی پر فوج بھیج کر
مدینہ پاک کی حرمت کو جس طرح خاک میں ملایا اور اہل مدینہ پر جو ستم ڈھایا، وہ
تاریخ اسلام کا ایک الگ خون چکان باب ہے، جس میں مدینہ طیبہ کے گلی کوچے
صحابہ کرام اور تابعین عظام کے خون سے رنگین نظر آتے ہیں۔

شیخ الحدیث محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں :

واقعه حرہ از اشنع شائع است اور حرہ کا واقعہ یزید کے زمانے کے بہت
کہ در زمان یزید واقع شدہ ۔ ہی بڑے واقعات میں سے ایک واقعہ ہے
وقد ذکرناہ فی " تاریخ المدینۃ " جس کو ہم نے تاریخ مدینہ میں بیان کیا ہے
بیرون مدینہ منورہ مشرقی جانب جو سنگستانی علاقہ ہے، جہاں بڑے
بڑے سیاہ پتھر ہیں وہ مقام حرہ کہلاتا ہے، اس کو حرہ واقم بھی کہا جاتا ہے۔
واقم ایک شخص کا نام تھا جو زمانہ قدیم میں یہاں آکر رہا تھا، اسی مقام پر انصار مدینہ
اور یزیدی لشکر کے مابین جنگ ہوئی تھی جو جنگ حرہ کہلاتی ہے۔

واقعه حرہ کے بارے میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی
صحیح بخاری میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مروی ہے کہ :

أشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مدینہ میں
علیہ وسلم علی أطم
من أطام المدینۃ فقال
هل ترون ما أری ؟
انی لأری مواقع الفتن
خلال بیوتکم کمواقع
القطر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فتنوں کے نزول کو بارش کے
نزول سے تشبیہ دی جس سے مراد فتنوں کا کثرت عام ہونا ہے، یہ پیشین گوئی
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے جو کہ حرف بحرف پوری ہو کر رہی، چنانچہ عاتق
ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :۔

لہ ج۔ ۱ ص ۲۰۶ طبع نول کشور کھٹو ۱۹۸۳ء باب أطام المدینہ

وقد ظہر مصداق چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت
ذلت من قتل عثمان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ظاہر ہوا
وہل لہم جزا ولاستما اور پھر سلسلہ چلتا ہی رہا اور بالخصوص حرہ کا
یوم الحرہ واقعہ تو اس کا صریح مصداق ہے۔

اس حدیث میں جوہ رویت کا ذکر ہے اس سے رویت علی بھی مراد ہو سکتی ہے
یعنی آپ کے علم میں ان فتنوں کا وقوع لایا گیا تھا اور رویت یعنی بھی کر یہ تمام فتنے
عالم مثال میں آپ کو دکھلا دیے گئے ہوں۔ " فتنہ حرہ " سے کیسی تباہی مچی۔ اس کے
بارے میں حضرت سعید بن المسیب کا یہ بیان پڑھیے جو صحیح بخاری میں منقول ہے۔

وقعت الفتنۃ الأولى یعنی پہلا فتنہ جب واقع ہوا یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ
مقتل عثمان فلم یبق عنہ کی شہادت، تو اس نے بدری صحابہ میں سے
من أصحاب بدر أحدًا کسی کو باقی نہ رکھا (سب آخر ختم ہو گئے)
ثم وقعت الفتنۃ پھر دوسرا فتنہ یعنی جنگ حرہ جب واقع ہوئی
الثانیۃ یعنی الحرۃ فلم یبق تو اس نے اصحاب بیعت الرضوان میں سے کسی
من أصحاب الحدیبیۃ أحدًا کو باقی نہ چھوڑا۔

حرہ کے مظالم کی تفصیل اور امام دارمی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں :

أخبرنا مروان بن محمد عن سعید بن عبد العزیز کا بیان ہے کہ " جنگ حرہ میں
سعید بن عبد العزیز قال لما تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ اقامت
کان أيام الحرۃ لم یؤذن فی البیت حضرت سعید بن المسیب نے مسجد نبوی کو نہیں
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑا، (وہ وہیں پڑھے رہے) اور وہ بھی نماز
ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید کا وقت صرف اس ہلکی سی آواز سے پہنچتے
بن المسیب من المسجد وكان لا تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
العرف وقت الصلوة الا بصمۃ قبر مبارک سے وہ سنا کرتے تھے۔

سمعا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فتح الباری باب مذکور لہ ۲۵ - ۵۴ لہ باب ما کرہم اللہ تعالیٰ فیہ منہ

جنگ حرہ کا سبب یہ تھا کہ جب انصارِ مدینہ نے یزید کی بے خواری و بدکرداری کے سبب اس کی بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ایک فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ تین دن تک مدینہ طیبہ کو اپنی فوج کے لئے حلال کر دینا۔ ان دنوں فوج کے لئے کھلی چھٹی ہے جو چاہیں وہاں کرتے پھریں اس مدت میں کسی کی جان و مال کو امان نہیں چنانچہ جیسا کہ امام طبری نے بسند نقل کیا ہے۔

فقتل جماعۃ صبرا منهم
معتل بن سنان و محمد بن ابی
الجہم بن حذیفہ و یزید بن
عبد اللہ بن زمعہ و بائع الباقین
علیٰ انہم خول لیزید

اس مسلم نے ایک جماعت کو زندہ گرفتار کر کے قتل کر دیا جس میں حضرت معتل بن سنان، محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ اور یزید بن عبد اللہ بن زمعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی تھے اور باقی لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں

اور حافظ ابو بکر بن ابی شیمہ بسند صحیح جویریہ بن اسامہ سے ناقل ہیں :
وقتل من قتل و بائع
مسلم الناس علیٰ انہم خول
لیزید یحکم فی دمائہم و
اموالہم و اہلہم بما اشار
بارے میں یزید جو چاہے حکم کرے

اور امام طبرانی نے اپنی معجم میں بطریق محمد بن سعید بن رمانہ اس بیعت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں :

فلما کان من خلا فہم
علیہ ما کان فوجہ
فانباہا ثلاثا
لشعہ دعاہم الی
بیعة یزید و انہم

پھر جب اہل مدینہ سے یزید کی جو مخالفت نکلا ہر ہوتی تھی ظاہر ہوتی تو یزید نے مسلم کو ان کی طرف بھیجا اس نے ان کو تین دن تک مدینہ کو حلال کر دیا (کہ فوج کے لئے اہل مدینہ سے بیعت کے غلام بن کر لے لی گئی تھی) پھر لوگوں کو یزید کی بیعت کے لئے اس شرط پر دعوت دی کہ وہ یزید کے زیرِ قہر

أعبد لہ قوت فی طاعة
اللہ و معصیتہ
ہیں اور اللہ کی اطاعت ہو یا معصیت دونوں صورتوں میں اس کا حکم بجالانا ضروری ہے۔
اور امام طبرانی ہی نے حضرت عروہ بن زبیر سے یہی روایت کیا ہے کہ :

فوجد یزید مسلم بن عقبہ
فی جیش اہل الشام و امرہ
أن یبدأ بقتال اہل المدینة
شہ یسین الی ابن الزبیر
بمکة۔ قال فدخل مسلم بن
عقبہ المدینة و بہا بقایا من
الصحابۃ فاسرف فی القتل ثم
سار الی مکة فمات فی بعض
الطریق۔

پس یزید نے مسلم بن عقبہ کو شامی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ پہلے اہل مدینہ سے قتال کرنا پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لڑنے کے لئے مکہ معظمہ کا رخ کرنا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو عقبہ المدینہ و بہا بقایا من الصحابة فاسرف فی القتل ثم سار الی مکة فمات فی بعض الطريق۔

یاد رہے کہ یہی مسلم بن عقبہ ہے جس کو تاریخ میں اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے "سرف" یا "مجرم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں "حرہ و اقم" کے تحت لکھا ہے کہ فتنہ حرہ میں لشکر شام کے ہاتھوں

"موالی میں سے ساڑھے تین ہزار، انصار میں سے چودہ سو اور بعض سترہ سو جاتے ہیں اور قریش میں سے تیرہ سو حضرات تہ تیغ کر دیے گئے۔ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹے، اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا"

اور مخدرات عصمت کی جو عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے ظلم بھی شرماتا ہے۔
حرم کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری | پھر یزید کی ہدایت کے بموجب اس لشکر نے مکہ مکرمہ

کارخ کیا اور وہاں جاکر حرم النبی کا محاصرہ کر لیا، مجرم خبیث تو راستہ ہی میں مر گیا تھا اور اس کی وصیت کے مطابق حصین بن نمیر کوئی نے شکر کی گمان سنبھال لی تھی چنانچہ اسی کی زیر گمان سنجیق سے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی گئی، مجرم نے ذی الحجہ ۱۳ھ میں مدینہ میں داخل ہو کر اس کو تباہ و تاراج کیا تھا حصین بن نمیر نے سفرِ کعبہ میں کعبہ شریف پر گولہ باری کی جس سے خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت میں آگ لگ گئی اور حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنبہ کے وہ دونوں سیگ بھی جل کر خاکستر ہو گئے جواب تک خانہ کعبہ میں محفوظ چلے آ رہے تھے یہی سب کے سینک تھے جو آپ کی قربانی کے فدیہ میں جنت سے لایا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر حق تعالیٰ کی طرف سے یزید کو مزید جلت نہ ملی اور وہ بھی اسی واقعہ کے کچھ دن بعد اسی سال ۱۵ ربیع الاول کو مر گیا۔

یزید کا انتخاب بد | امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں باب باندھ ہے جس کے الفاظ میں "باب اشعر من کاد اهل المدينة" یعنی جو شخص اہل مدینہ پر داؤ لگائے اس کے گناہ کا بیان۔ اور پھر اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

لا یکید اهل المدينة أحد إلا جو شخص بھی اہل مدینہ پر داؤ چلائے گا وہ اسی طرح انعام کما ینع الملع فی الماء گھل جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص دابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ الفاظ آتے ہیں :

من أراد اهل المدينة بسوء جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا اذابہ اللہ کما یدوب الملع ارادہ کرے گا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح پگھلا کر فی الماء رکھ دے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جایا کرتا ہے۔

سہ یعقوب بن سفیان نسوی نے واقعہ عمرہ کی تاریخ ذی قعدہ ۱۳ھ بیان کی ہے (فتح الباری) سہ تاریخ الخلفاء از امام سیوطی، مذکورہ یزید بن معاویہ۔

حدث قاضی عیاض اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :
کما القفی شان من حاربها جس طرح کہ ان لوگوں کی شان (وشوکت) ختم ہو کر آیتا مر بنی امیہ مثل مسلم رو گئی جنہوں نے بنو امیہ کے عہدِ حکومت میں اہل بیت سے جنگ کی تھی جیسے سلم بن عقبہ کہ وہ اسی جنگ سے منصرفہ عنہا شمر هلك پلٹے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح اسی ہم پر اس کو یزید بن معاویہ مرسلہ بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچھے موت علی اثر ذلك کے منہ میں چلا گیا۔

اور امام نسائی نے حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعہ روایت کیا ہے

من أخاف اهل المدينة جو ظالم اہل مدینہ کو خوف میں مبتلا کرے گا، اللہ تعالیٰ ظالماً لہم أخافہ اللہ و اس پر خوف کو مسلط کر دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کانت علیہ لعنة اللہ کی لعنت ہوگی۔

صحیح ابن حبان میں بھی بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مضمون کی روایت آئی ہے

خود فیصلہ کیجئے | ہم نے یزید پلید اور اس کے عمال بد اعمال کے اعمال بد کے سلسلہ میں صحیح بخاری کی احادیث میں جو کچھ آیا ہے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اب ان احادیث کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کیجئے کہ اس کے جنتی ہونے کی شہادت دینا ضروری ہے یا اس کے اعمال بد پر نفرین کرنا، واقعی اگر وہ غزوہ قسطنطنیہ میں شہید ہو جاتا تو یہ اس کی بڑی سعادت ہوتی بسیکن اس کی قسمت میں تو یہ شقاوت لکھی تھی کہ وہ اپنی زندگی کے دن اس وقت تک پورے نہ کرے جب تک کہ اس کے ہاتھوں حرمینِ حرمین زاد ہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی حرمت پامال نہ ہو، محابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین اور ان کا قتل عام نہ ہو اور عمرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔

کے خون سے اس کے ہاتھ رنگین نہ ہوں۔ سوچیے اور خوب سوچیے کہ اس کا آخری انجام اگر لعنتی کاموں پر ہوا تو وہ لعنت کا مستحق ٹھہرے گا یا جنت کا حقدار؟
 امام سیوطی اور علامہ تفتازانی | اسی لیے امام جلال الدین سیوطی جیسے مخاطب بزرگ کا نیزید پر لعنت کرنا
 کے قلم سے تاریخ الخلفاء میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ نکل گئے ہیں :

لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد اللہ تعالیٰ قاتل حسین پر لعنت کرے اور معہ ویزید ایضاً۔ اسی کے ساتھ ابن زیاد اور نیزید پر بھی۔
 اور عالم ربانی علامہ سعد الدین تفتازانی "شرح عقائد نسفیہ" میں لکھتے ہیں
 والحق ان رضایزید بقتل اور حق یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحین واستبشارہ بذلك کے قتل پر نیزید کا راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا
 واھانتہ اھل بیت النبى اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا، ان تمام امور کی علیہ السلام مما تواتر تفصیلات کو بطریق احاد مروی ہوں لیکن معنی کے محتاہ وان کان تفاصیلھا لحاظ سے متواتر ہیں، اس لیے ہمیں تو اس کے بارے میں کیا، اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردد بل فی ایمانہ لعنہ اللہ علیہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور اس سلسلے وعلی انصارہ واعوانہ علیہ میں اس کے اعوان و انصار پر بھی۔

ناصبیوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء | اصل بات یہ ہے کہ جس طرح رافضی اپنے صاحب عذاب سے بری ہیں۔ | انہ کو معصوم سمجھتے ہیں اسی طرح یہ ناصبی بھی اپنے خلفاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ روز قیامت حساب و کتاب سے بری ہیں اور ان پر کوئی عذاب نہیں ہوگا، چنانچہ مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی نے "دول الاسلام" میں اموی خلیفہ نیزید بن عبد الملک بن مروان کے

تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب ستولی خلافت ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ عمر بن عبد العزیز کی سیرت پر چلنا چاہئے اس پر چالیس شیوخ مملکت نے اس کے سامنے آکر یہ شہادت دی کہ :

ان الخلفاء لا حساب علیہم خلفاء کا نہ حساب ہوگا نہ ان پر عذاب ہوگا ولا عذاب

حافظ ذہبی کا بیان ہے :

وطائفة من الجہال الثامین شام کے جاہلوں کی ایک جماعت کا یہی یعقدون ذلك علیہ اعتقاد ہے۔

یزید بن عبد الملک کے بڑے بھائی ولید بن عبد الملک کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابراہیم بن ابی زرعہ سے روایت کیا ہے کہ ولید نے ان سے دریافت کیا :

ایحاسب الخلیفۃ؟ کیا خلیفہ سے بھی قیامت کے دن حساب لیا جائیگا
 ابراہیم نے جواب دیا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ زیادہ مکرم ہیں یا حضرت داؤد (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت و خلافت دونوں عطا فرمانے کے بعد یہ وعید سنائی ہے کہ :

یٰ داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بکین اے داؤد ہم نے تجھ کو ملک میں خلیفہ کیا، سو تو لوگوں میں انصاف سے حکومت کر اور اپنے جی الناس بالمحق ولا تتبع الهوی کی خواہش پر نہ چل کہ وہ تجھ کو اللہ کی راہ سے فیضیلتک عن سبیل اللہ ان ہٹا دے، جو لوگ اللہ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، اس بنا پر الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید کما نسوا یوم الحساب کہ انہوں نے حساب کا دن بھلا دیا۔

اور خود یزید بھی جیسا کہ حافظ ابن کثیر کی تصریح سابق میں گزری چونکہ مرجعہ کا عقیدہ رکھتا تھا اس لئے اس کا بھی یہی عقیدہ ہوگا
موجودہ نامی جو روافض کی تقلید میں اپنے منہ پر ترقیہ کا نقاب ڈال کر اہل سنت بنے ہوئے ہیں اور مساجد میں ان کی امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں چونکہ اپنے بزرگوں کے اس عقیدہ کا برملا اظہار نہیں کر سکتے اس لیے وہ طرح طرح کی البدع فریبیوں کے ذریعہ اپنے موعود امام برحق اور خلیفہ راشد سیدنا یزید کے جنتی ہونے کی خود بھی شہادت دیتے اور دوسروں سے بھی شہادت دلوانا چاہتے ہیں لیکن کوئی سنی جس کو حق تعالیٰ نے عقل سلیم عطا کی ہے ان کے قریب میں اگر جس طرح حضرات مشرہ و مشرہ اور سادات فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنتی مانتا ہے یزید کو کیسے جنتی کہہ سکتا ہے؟ سچ پوچھئے تو اس بارے میں نامی رافضیوں سے بھی زیادہ کھوٹے ٹکے کیونکہ یہ یزید جیسے فاسق و فاجر اور شاکہ ظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے اور اس کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور رافضی جن بارہ حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں وہ تو سب اولیاء کبار اور اخبار امت ہیں، اہل سنت کے نزدیک نہ رافضیوں کا غلو اپنے امہ کے بارے میں صحیح ہے اور نہ ناقصیوں کا۔ دونوں صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے ہیں، نہ امتِ اثناعشر معصوم ہیں نہ یزید کا شمار بھلے آدمیوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

دوسرا شبہ جو مستغنی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت خلافت کی اور اس پر قائم رہے اگر یزید کا فریاد فاسق و فاجر اور شرابی اور زانی اور دشمنِ نبی ہوتا تو یہ حضرات اس کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ فرماتے اور اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان صحابہ پر کفر و فسق نوازی اور خود بددیانتی کی سرپرستی و تعاون کا بڑا بھاری الزام آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یزید کی بیعت کی گئی۔ نہ وہ کافر تھا اور نہ اس کے فسق کی اتنی شہرت تھی کہ سب کو اس کا حال معلوم ہوتا۔ پھر ایک جماعت صحابہ کا مذہب یہ تھا کہ سلطان اگر عدل کرے تو رعیت کو اس کا شکر گزارنا چاہیے اور ظلم کرے تو رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ اقتدار سے شکر لینا آسان کام نہیں اس میں سخت خونریزی ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقتدار کی منتقلی میں کامیابی نہ ہو اور مزید ظلم و تشدد بڑھ جائے چنانچہ شمس اللامہ شریؒ "شرح سیر کبیرہ" میں فرماتے ہیں:

وعدن جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے عنہم قالوا: اذا عدل السلطان منقول ہے کہ انہوں نے قسم لیا جب سلطان فعلی الرعیۃ الشکر و للسلطان الاجر عدل کرے تو رعایا کو شکر کرنا چاہیے اور سلطان و اذا لجار فعلی الرعیۃ الصبر کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ ظلم کرے تو رعایا و علی السلطان الوزر صبر کرے اور سلطان پر اس کا گناہ ہوگا۔

صحابہ یزید کے درباری نہ تھے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، یزید کے درباری تو تھے نہیں، اور نہ ان کو یزید کے ساتھ خلوت و خلوت میں رہنے کا موقع ملا تھا جو یزید کے کرتوت ان کو معلوم ہوتے۔ چنانچہ علامہ شمس اللامہ شریؒ نے ہی "شرح سیر کبیرہ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ

وقد روی انه لما ولی یزید بن معاویۃ قال ابن عمر ان یکن خیرا شکرنا وان یکن بلائاً صبرنا۔ فقرا قولہ تعالیٰ: فان سکونوا فایسأ علیہم ما حقیق و علیک ما حقیق۔ (القرآن آیت ۲۴ س ۲۳) اور یہ بھی مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: "اگر یہ بھلا ہوا تو ہم شکر کریں گے، اور اگر بلا ہوا تو ہم صبر سے کام لیں گے۔" پھر آپ نے یہ ارشاد باری نقل فرمایا (پھر اگر تم نے منہ پھرا تو اس کے ذمے ہے جو بوجھ اس پر رکھا گیا۔ اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا گیا)

کفر و فسق کی سرپرستی توجب ہوتی کہ جب یہ صحابہؓ یزید کے ساتھ اس کی بڑی حرکات میں شریک ہوتے "خلیفہ فاسق" کا حکم بھی ہے کہ اگر کسی طاعت کا حکم دے تو اس کی اطاعت کی جائے اور معصیت کا حکم دے تو اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو جو ہدایت فرمائی تھی وہ "جامع ترمذی" اور "سنن نسائی" میں بایں الفاظ

وعن كعب بن عجرة قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ، مروى ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں امارت سفہاء سے تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں حضرت کعب بن عجرہ سے بعدی امرام یسکونون من بعدی رسول اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ من دخل علیہم فصدّ قہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ امارت سفہاء کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا کچھ امرام میرے بعد بکذبہم و اعانہم علی ظلمہم فلیسوا منی ولست منہم ولن یردوا علی الحوض ومن لم یدخل علیہم ولم یصدّ قہم بکذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فادلائک منی وانا منہم واولئک یردون علی الحوض رواہ الترمذی والنسائی لہ تصدیق کی اور نہ ان کے ظلم میں ان کی اعانت کی، سو وہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور یہی لوگ ہیں جو حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حق میں مقبول ہوئی چنانچہ ان کا انتقال یزید کی امامت سے پہلے ہی منہ کے بعد ہو گیا تھا اور "سنن ابی داؤد" میں

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجہاد واجب علیکم مع کل امیر برّاً کان او فاجرّاً وان علی الکبائر والصلوة واجبة علیکم خلف کل مسلم مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد تم پر ہر امیر کی محبت میں واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد، اور خواہ مرتکب کیا ترسیل نہ ہو اور نماز بھی تم پر ہر مسلمان (امیر) کے پیچھے پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور کیا ترسیل کا مرتکب کیوں نہ ہو جب بھی، اور ہر مسلمان پر نماز کا پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور خواہ کیا ترسیل متلا ہی کیوں نہ ہو۔

یہ شبہ را فضیوں کے شبہ کی طرح ہے | یہ بالکل اسی طرح کا شبہ ہے جیسے کہ روافض کہا کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چونکہ صحابہ ناراض تھے، اس لئے کسی صحابی نے بھی ان کی طرف سے کوئی دفاع نہ کیا بلکہ سب صحابہ سببی نبوی ہیں اس شخص کے پیچھے کہ جو ان باغیوں کا سرغنہ تھا اور اس وقت میں جمعہ و جماعت کا امام بن گیا تھا بڑے اہتمام سے نمازیں پڑھتے رہے حالانکہ اس کے پیچھے نماز کا ادا کرنا خود غرض عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کے بموجب تھا جو "صحیح بخاری" میں ہے۔

وعن عبید اللہ بن جندب عن عبدی بن الحیار أنہ دخل علی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرابت بھی تھی، عثمان وہو محصور فقال مروی ہے کہ انہوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

إِنَّكَ إِمَامٌ عَامِلٌ مَحْصُورٌ تَحْتَهُ ان کی خدمت میں جا کر عرض کیا آپ
وَسُؤْلُ بَلَدٍ مَاتَرَى عَامَّةَ الْمُسْلِمِينَ کے امام ہیں اور اس وقت آپ کے
وَيَصْلِي لَنَا إِمَامٌ فَتَنَةٌ سَاقِدَةٌ جَوْعًا مَطْرًا مَوْرًا ہے آپ کے کھینچ رہے ہیں
وَنَتَحَرَّجُ فَعَالِ الصَّلَاةِ اب فتنے بڑا زوں کا امام ہماری امانت کر رہا ہے
أَحْسَنُ مَا يَجِدُ النَّاسُ جِس سے ہم دل تنگ ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا :
فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ " نماز ان تمام اعمال میں سب سے بہتر عمل ہے
فَإَحْسَنُ مَعَهُمْ وَإِذَا جَوَ لَوْ كُنَّا نَجْمٌ دِيْتِهِ هِيَ لِهَذَا جِبْ لَوْ كُنَّا نَجْمٌ دِيْتِهِ
أَسَافًا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ تَمَّ بَعْدُ لَنْ كُنَّا نَجْمٌ دِيْتِهِ شَرِيكٌ هُوَ جَابِ وَأَهْجَبُ
بُرَاتِي کے مرتکب ہوں تو ان کی برائی سے بچتے رہوں۔
کیا یزید کے ظلم و ستم میں بھی اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا حادثہ کر بلا " واقعہ حرہ " اور " حصارِ حرم مکہ " ان تینوں معرکہ بابت ظلم و ستم
کوئی صحابی شریک ہوا ہے ؟ میں کوئی صحابی یا کوئی قابل ذکر تابعی شریک ہوا ہے ؟ یا اس کی ترمیم میں کبھی
کسی بھلے مانس نے شرکت کی ہے ؟ جو یزید کی فتنہ نوازی اور فحور و بد دینی کی سرپرستی
کا ان پر الزام عائد کیا جائے، باقی رہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فرمانا کہ
إِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ ہم نے اس شخص سے اللہ اور اس کے رسول کے
علی بیع اللہ ورسوله عہد پر بیعت کی ہے

تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اللہ ورسول کے حکم کے مطابق ہم نے اس سے بیعت
کی ہے، لہذا ہم کسی امیر کی اطاعت میں جادہ شریعت سے باہر نہیں ہوں گے۔ اس میں

سنہ رواہ البخاری - مشکوٰۃ باب تعین الصلاة - فصل ثالث ص ۲۲

عہ چنانچہ علامہ احمد قسطلانی نے " ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری " میں اس کے یہی معنی لکھے ہیں
فرماتے ہیں (علی بیع اللہ ورسوله) اے علی شرط ما امرابہ من بیعة الامام - یعنی جس
شرط کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خلیفہ کی بیعت کا حکم دیا ہے، اس کے مطابق۔

یزید کے تقویٰ اور طہارت کا بیان نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں تو ابھی ان کی تصریح
گزر چکی ہے کہ :

إِنْ يَكُنْ خَيْرًا لِّشُرِّكَ فَإِنْ يَكُنْ بِلَاءٍ اِگرو بھلا ہوا تو شکر کریں گے اور اگر بلا ہوا
صبرنا۔ تو صبر کریں گے

یہ بھی خیال رہے کہ کتاب و سنت پر بیعت کرنے کی پیش کش تو بعض حضرات نے
جنگِ حرمہ کے موقع پر بھی کی تھی، پھر یزیدی لشکر کے سپہ سالار عمر بن عقبہ نے اس
پیش کش کی جس طرح پذیرائی کی اس کی تفصیل حافظ ابن حزم کے الفاظ میں آپ
پڑھ چکے ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ حضرات جب بھی موقع ملتا یزید اور اس کے کارندوں کے
ظلم و ستم پر نیکیر کرنے سے چوکتے بھی نہیں تھے، چنانچہ پہلے شبہ کے جواب میں آپ
تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے دور
پر فتن کی کس طرح نشاندہی کی اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید
کی دلی عہدی کی بیعت لینے پر مروان کو برس برس تک کس طرح ٹوکا اور حضرت ابو خریج خزاعی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو اشدق کو حرمِ الہی پر فوج کشی سے کس طرح روکا اور حضرت عقیل بن
یسار مزی نے کس حکمت سے عبید اللہ بن زیاد کو فہاشش کی اور حضرت عبداللہ بن مغزل مزی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اس کو مزی زشش کی اور حضرت مائد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کس لطف سے اس کو سمجھانے کی کوشش کی اور حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
کس طرح اس پر اپنے غصے کا اظہار فرمایا۔ اب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیانات پڑھیے صحیح بخاری میں ہے :

سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَضْرَتَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَيْفَ خُصَّ
وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحَرَّمِ نَبِيٌّ سَوَّالٌ كَيْفَ أَكْرَاهُ حَالَتِ فِي كَوْنِي
فَقَالَ شُعْبَةُ أَحْبَبَهُ يَقْتُلُ الذَّبَابَ شَخْصٌ كَمِي كَوَارِثُ لَيْتَ تَوَّاسُ كَيْ بَارِي فِي
فَقَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنْ كَيْ قَتَلُوهُ هُوَ أَرْقَى كَمِي كَيْ

قتل الذباب وقد قتلوا ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال النبي صلى الله عليه وسلم كروا لاجل حنظل على الصلوة والسلام فزاياتھا كرحم حبی بنی من انہما میری دنیا کے دو بچوں ہیں۔ ہمارا بچائے ہی من الدنیا۔

یاد رہے کہ یزید کا برادر عم زاد عبید اللہ بن زیاد (اگر زیاد کو واقعی بوسنیہ کا بیٹا تسلیم کیا جائے) یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا، اسی کے حکم سے عمر بن سعد چار ہزار کالٹ کر حرارے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے کے لیے آیا تھا اور اسی عراقی لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ابن زیاد بد نہاد نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی کی تھی اس پر حضرت انس و حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جس طرح اس پر انطباز ناراضگی کیا تھا وہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

اور حافظ ابن کثیر نے دارقطنی کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت اس سلسلہ میں نقل کی ہے، وہ درج ذیل ہے :

عن محمد وعبد الرحمن ابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابر بن عبد اللہ قتالا کے دونوں بیٹوں محمد وعبد الرحمن کا بیان خرجنا مع ابینا یوم الحرة ہے کہ حرہ کے دن ہم اپنے ابا کے ساتھ باہر وقد صفت بصرہ فقال تکلمے اس وقت آپ کی دنیا ہی زائل ہو چکی تھی نفس من اخاف رسول الله آپ نے فرمایا ہر باد ہر وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا ؟ یا اُبت وهل احد یخین ہم نے عرض کیا ابا جان ! کوئی رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرا سکتا ہے،

۱۔ صحیح بخاری ۱۵ ص ۵۳۰ مناقب الحسن والحین۔

۲۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ "شہداء اور کربلا پر افتراء"۔

فقتال سمعت رسول الله فرمایا : میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس نے اس قبیضہ انصاف من اخاف اهل هذا کو ڈرایا اس نے میرے ان دونوں پہلوؤں کو دریا الحمت من الاخصار فقد جو چیز ہے (یعنی قلب نبوی) اس کو ڈرایا ہے" اور جس اخاف ما بین ہذین و وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد ہو رہا تھا آپ اپنے وضع یدہ علی جنبیہ۔ دونوں پہلوؤں پر تھم رکھے ہوئے تھے

پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان حضرات کی بیعت کے باوجود جن کا مستغنی نے نام لیا ہے یزیدی لشکر نے حرہ کی جنگ میں انی بزرگوں کھجکے ٹکڑوں کو قتل کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت قطعاً نہیں کی تھی، اور پھر جب یزید تخت حکومت پر بیٹھا، تب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سب سے اخیر میں بیعت کی تھی بلکہ

غرض یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرام اس سے برسرِ پیکار نظر آتے ہیں، جیسے حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن الزبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرہ میں اس کے خلاف لڑے (رضی اللہ عنہم) اور یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم و ستم پر کہتے لوگ تے، جیسے (۱) حضرت عبد اللہ بن عباس (۲) حضرت عبد اللہ بن عمر (۳) حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر (۴) حضرت جابر بن عبد اللہ (۵) حضرت ابو شریح خزاعی (۶) حضرت معقل بن یسار رضی (۷) حضرت انس بن مالک (۸) حضرت زید بن ارقم (۹) حضرت عبداللہ ابن مخفل (۱۰) حضرت عائذ بن عمرو (۱۱) حضرت ابو ہریرہ سلمی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ کوئی صحابی نہیں یزید کا شناخواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

۱۔ البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۲۲۳

۲۔ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۱۳۸

اور یہ ہوتا بھی کس طرح جب کہ یزید کے عہدِ نخست مہد کا نقشہ انوری کے اس شعر کے بالکل مطابق تھا

بر بزرگان زمانہ شدہ خردان سالار
بر کر میان جهان گشتہ لثیمان بہتر

تیسرا شبہ اور اس کا جواب

تیسرا شبہ جو مستغنی کو پیش آیا ہے، یہ ہے کہ "حضرت محمد بن حنفیہ نے نہ صرف یزید کی بیعت کی بلکہ اس پر عائد کردہ الزامات کی پر زور تردید بھی کی اور "مستغنی" کا غلط حوالہ مستغنی نے اس سلسلہ میں "السبایہ والنہایہ" کا حوالہ "مستغنی ص ۲۸۱" سے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ "مستغنی" حافظ ذہبی کی تصنیف ہے جن کی وفات ۴۸۰ھ میں ہوئی ہے اور "السبایہ والنہایہ" ان کے شاگرد حافظ ابن کثیر کی۔ اور ان کا سنہ وفات ۷۴۲ھ ہے پھر لطف یہ ہے کہ "مستغنی" میں خود اس کے خلاف صاف تصریح ہے کہ :

لم نعتقد انه من الخلفاء الراشدين كما قاله بعض الجملۃ من الاكراد۔۔۔۔۔

ونحن نقول خلافة النبوة ثلاثون سنة شمر صارت ملكا كما ورد في الحديث۔۔۔۔۔

یزید کا نسلک وقتہ و صاحب السیف کا مثالہ من المروانیۃ والعباسیۃ لہ

یاد رہے کہ حافظ ذہبی، یزید کو قطعاً اچھا آدمی نہیں سمجھتے۔ اور وہ خود ان الزامات کو اپنی تصانیف میں اس پر عائد کرتے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں ان کی تصریحات آگے موقع بہ موقع آرہی ہیں۔

ائمۃ مسلمین میں کسی کا عقیقہ نہ ہیں | اور حافظ ابن تیمیہ نے "منہاج السنہ" میں جس کا خلاصہ یہی "مستغنی" ہے صاف لکھا ہے کہ :

وكذلك كونه عادلاً في كل امورہ مطيعاً لله في جميع أفعاله ليس هذا اعتقاد أحد من ائمة المسلمين۔ وكذلك وجوب طاعته في كل ما يأمرك به وان كان معصية لله تعالى ليس هو اعتقاد أحد من ائمة المسلمين۔

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خود حافظ ابن کثیر نے یزید کے فسق کے بارے میں | نے اپنی کتاب "السبایہ والنہایہ" میں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ یزید کے فسق کی تصریح کی ہے۔ مثلاً :

(۱) ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ :

كان يوزيد في حديثه صاحب شراب يأخذ مأخذ الاحداث

(۲) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں :

وكان فيه ايضا اقبال على الشهور
وترك بعض الصلوة في بعض
الافاق وامانتها في غالب
الافاق وقد قال الامام احمد
حدثنا ابو عبد الرحمن ثنا
حيوة حدثني بشير بن عمرو
الخولاني ان الوليد بن قيس حدثه
ان سمع ابا سعيد الخدري يقول
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول يكون خلف من بعد ستين
سنة ائمتنا على الصلوة واتبعوا
المفهوم فقولهم يلقون عتيا (الحديث)

(۳) اور پھر وہ حدیثیں ذکر کر کے جن میں یزید کی مذمت وارد ہے :

لکھتے ہیں :

قلت : يزيدين معاوية اكثر مما
نعم عليه في غلبه شرب الخمر واتيان
بعض الفواحش
مے نوشی اور بعض فواحش کے ارتکاب کا ہے

یاد رہے یہ سب الزامات وہ ہیں جو صحابہ نے اس پر عائد کئے تھے۔
حافظ ابن کثیر نے ان الزامات سے یزید کی کہیں برأت نہیں کی ہے اب ظاہر ہے کہ
جب حافظ ابن کثیر خود محمد بن حنفیہ کی اس روایت پر اکتفا نہیں کرتے اور جاہل اس کے
خلاف اپنے فیصلے صادر کرتے جاتے ہیں تو پھر ابن حنفیہ کی نسبت اس قول کی صحیح معلوم
اور یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن سے محمد بن حنفیہ کا یہ مکالمہ برأت یزید کے
بارے میں نقل کیا جاتا ہے) دونوں صحابی ہیں اب اگر یہ مکالمہ صحیح تسلیم کیا جائے
تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں صحابیوں نے تو یزید پر جھوٹی تہمت جوڑی
اور ابن حنفیہ جو کہ صحابی نہیں ہیں ان کی بات سچی نکلی یہ بات مستغنی کا ذہن تو قبول
کر سکتا ہے لیکن عام مسلمان کا نہیں۔

اس افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں | پھر یہ بھی واضح رہے کہ اس افسانے کا
ذکر صرف تاریخ ابن کثیر میں ملتا ہے اور انہوں نے بھی اس کی کوئی سند بیان نہیں کی
کہ اس پر کوئی علمی بحث کی جاسکے۔ اس افسانہ کو نہ امام ابن جریر طبری نے ذکر کیا ہے
نہ حافظ ابن الاثیر جزیری نے اور نہ کسی اور معتبر مؤرخ نے۔ لہذا پہلے محمد بن حنفیہ سے
اس مکالمہ کو بسند صحیح ثابت کیا جائے۔ پھر شبہ ظاہر کیا جائے اور بالآخر اس
افسانہ کو صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یزید کے بارے میں ابن حنفیہ کی تعدیل متانت
تابعین کبار کی جرح کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی صحابہ کی جرح کا تو کیا ذکر ہے کیونکہ
اصول حدیث کا متفقہ قاعدہ ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ پھر صحابہ کی جرح
کے مقابلہ میں ابن حنفیہ کی تعدیل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

فہم رجال کا متفقہ فیصلہ، یزید اس کا اہل نہیں | یاد رہے تاریخ وفی رجال کی
کہ اس کی روایت قبول کی جائے ! تمام کتابوں کا متفقہ فیصلہ ہے
کہ یزید کی عدالت مجروح و مقدور ہے اور وہ اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت
قبول کی جائے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی "تقریب التہذیب" میں فرماتے ہیں
یزید بن معاویہ بن ابی سفیان یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی ابو خالد
الاموی ابو خالد دولی الخلافۃ سنۃ ہجری میں متولی خلافت ہوا۔
سنۃ ستین ومات سنۃ أربع و
ستین و لم یکل الاربعین، لیس باہل
سال کا بھی نہ ہو سکا یہ اس کا اہل نہیں کہ
اس سے کوئی حدیث روایت کی جائے۔
ان بروی عنہ

اب ظاہر ہے کہ محمد بن حنفیہ کی طرف اگر اس قول کا انتساب صحیح ہو تو یا کسی بھی صحابی و تابعی سے یزید کی ثنا و صفت منقول ہوتی اور وہ محدثین و ائمہ رجال کے نزدیک عادل ہوتا تو فن رجال کا یہ فیصلہ ہرگز نہیں ہو سکتا خواجہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے

چوتھا شبہ اور اس کا جواب

چوتھا شبہ جو مستفی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو یزید کو ان کے خاندان کا نیک فرور قرار دیا اور اس کی بیعت اطاعت کا حکم دیا۔ اغانی کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں | اس کا جواب یہ ہے کہ یزید کا فسق تو اتر سے ثابت ہے اس لیے اس کے صالح ہونے کا ذکر اگر کسی روایت میں آئے تو وہ روایت شاذ ناقابل قبول ہوگی، علامہ ابوالفرج اصفہانی نے "الآغانی" میں اس سلسلہ میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے

ان ابن عباس أمّاه نفعي
معاوية و ولاية يزيد
وهو عشي أصحابه و يأكل
معهم و تدرفع إلي
فيه لقمة فألقاها
و أطرق هنيئة ثم
قال جبل قد كدك
ثم مال بجميعه في
البحر و اشتملت عليه

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر مرگ اور یزید کے حاکم بننے کی اطلاع پہنچی تو وہ اپنے اصحاب کو شام کا کھانا کھلا رہے تھے اور خود بھی ان کے ساتھ کھا رہے تھے۔ اس وقت آپ اپنے منہ میں لقمہ ڈالنے ہی والے تھے کہ آپ نے لقمہ رکھ دیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے پھر فرمانے لگے کہ ایک پہاڑ تھا جو ریزہ ریزہ ہو کر سارے کاسا را سمندر میں چلا گیا

الأبحر لله و ذابن هند
ما كان أجمل وجهه
و أكرم خلقه و أعظم
حلمه فقطع عليه الكلام
رجل و قال أ تقول هذا
فيه فقال: و يحاك إ لك
لا تدري من مضى عنك
و من بقى عليك و ستعلم
شمر قطع الكلام

اور اس کے کئی سمندر بن گئے۔ بلکہ ابن ہند ماکان أجمل وجهه (معاویہ) کے کیا کہنے، اس کا چہرہ کتنا و اکرم خلقه و أعظم حلمه اور اس کا حلم کتنا زیادہ تھا۔ اس پر رجل و قال أ تقول هذا ایک شخص ان کی بات کاٹ کر کہنے لگا آپ مجھ کو کہتا ہے میں ایسا کہتا ہوں، فرمایا تجھ پر انسوؤں ہے تجھے پتہ ہی نہیں کہ تجھے چھوڑ کر کون چلا گیا اور تجھے و من بقى عليك و ستعلم مسلط ہونے کے لیے کون باقی رہ گیا، سو اب تجھے معلوم ہو جائے گا۔ اتنا کہہ کر آپ نے گھٹنگو ختم کر دی۔

اور مستفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو کچھ نقل کیا ہے اس کے لیے دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک "الامامة والسياسة" کا دوسرا "بلاذری" کا "الامامة والسياسة" قابل استناد نہیں | "الامامة والسياسة" قابل استناد کتاب نہیں، معلوم نہیں اس کا مصنف کون ہے۔ مشہور ادیب ابن قتیبة کی طرف اس کی نسبت جعلی ہے۔

بلاذری کی سند صحیح نہیں | رہا بلاذری تو اس کی سند میں صحت معلوم نہیں ہوتی ایسی روایت ہر حال میں مردود ہے اور اگر کسی کو اس کی صحت پر اصرار ہو تو سند پیش کر کے اس کی صحت کا ثبوت دے جو وہ مورخ بلاذری کی "انساب الشرائع"

سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس موقع پر جو رائے ظاہر کی ہے آئندہ ہونے والے واقعات اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ تقریباً چودہ پندرہ سال تک پھر اموی حکومت کو استحکام نصیب نہیں ہو سکا اور اسلامی دنیا اس عرصہ میں خانہ جنگی میں مبتلا رہی۔

میں یزید کا تذکرہ اس کے فسق و فجور کے ذکر سے پُر ہے تاہم اس میں بعض ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن کی اہمیت کے پیش نظر یہودیوں نے مشنہ میں یروشلم سے اس کتاب کو شائع کیا تھا اور انہی یہودیوں کی اتباع میں محمود احمد عباسی جیسے ملحدین نے مسلمانوں میں انتشار فکر پیدا کرنے کے لیے اس قسم کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی۔

بالغرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس اور بالغرض تھوڑی دیر کے لیے کی آخری رائے کا اعتبار ہو گا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یزید کے بارے میں یہی اظہار خیال فرمایا تھا جو اس روایت میں مذکور ہے تو یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ یزید کا فسق ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کے والد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی زندہ تھے اور وہ سب کے سامنے نیک بنا رہتا تھا اس لیے ممکن ہے نظر بظاہر آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد اس کے بارے میں ایسا اظہار خیال فرمایا ہو۔ بعد کو جب اس کا فسق عالم آشکار ہوا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت نے اس کے ظلم وعدوان پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود یزید کو مخاطب کر کے جو کچھ فرمایا اصل اعتبار اس کا ہو گا۔

یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت | چنانچہ یزید کے نام حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خط و کتابت جو کتب تواریخ میں درج ہے وہ دیکھ لی جائے۔

اس سے سب حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظروں میں یزید کا کتنا احترام تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی بیعت خلافت کی دعوت دی تھی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا اس انکار سے یزید بھکا کہ چونکہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لیے انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیعت سے انکار کیا؟

اس بات پر خوش ہو کر اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو خط لکھا ہے وہ یہ ہے:

یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام |

اما بعد : فقد بلغنی انت اما بعد : مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن الزبیر الملحد ابن الزبیر دعاک نے آپ کو اپنی بیعت کے لیے کہا تھا اور آپ الی بیعتہ وانک لعقمت ہماری وفاداری میں ہماری بیعت پر مستقیم ہیں بیعتنا وفاء منک لنا فجزاک اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر سے بہتر اللہ من ذی رحم خیر ما جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ ان حضرات کو عطا یجزی المواصلین لا رحامہم کرتا ہے کہ جو صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے عہد پر الموفین بعہودہم فما قائم رہتے ہیں سواب میں کچھ بھی بھولوں پر آپ اُنسی من الاشیاء فلت کے اس احسان کو نہیں بھولوں گا اور نہ آپ کی بناس برك و تعجیل خدمت میں فوراً ایسے صلے کی روانگی کو جو آپ کے ملتک بالذی انت له شایان شان ہو، اب آپ ذرا اتنا خیال اور اھل فانظر من طلع رکھیں کہ جو بھی بیروتی آدمی آپ کی خدمت میں آئے علیک من الافاق من جرمم اور ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے اسے متاثر ابن الزبیر بلسانہ فاعلمہم کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر کے حال سے اسے آگاہ بحالہ فانہم منک اسمع فرمائیں کیونکہ اس جرم کعبہ کی حرمت کے ملامت المناس و لك اطيع منهم کرنے والے کی نسبت لوگ آپ کی زیادہ سنتے للمحل بلہ اور زیادہ مانتے ہیں

حضرت ابن عباس کا رنرٹش لمر یزید کے نام | یزید کے اس خط کے جواب میں حضرت

ابن زبیر مراد ہیں کہ یزید کی بیعت ذکر کرنے کے سبب یزید خاک بدیں گستاخ ان کو ملحد اور حرمت کعبہ کو ختم کرنے والا کہتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو جو سرزنش نہ تحریر کیا ہے وہ یہ ہے :
 أما بعد : فقد جاءني كتابك اباعد : تمہارا خط مجھے ملا میں نے جو ابن زبیر
 فأما تركيبيعة ابن الزبير سے بیعت نہیں کی تو واللہ اس سلسلہ میں میں تم
 فواللہ ما ارجو بذاك برك سے حسن سلوک اور تمہاری ثنا وصفت کا خواہ
 ولاحمدك ولكن الله بالذی نہیں ، بلکہ حسن نیت سے میں نے ایسا کیا ہے وہ
 أنوی علیکم وزعمت انك اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ زعم
 لست بناس بزي فاحبس ہے کہ میرے حسن سلوک کو فراموش نہ کرو گے
 أجمعها الانسان برك متي فاني تو اے انسان اپنے اس حسن سلوک کو اپنے پاس
 حابس عنك بزي وسألت اٹھا رکھ کیونکہ میں اپنے حسن سلوک کو تم سے اٹھا
 أن أحبب الناس إليك و رکھوں گا اور تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے
 أبغضهم وأخذ لهم کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا
 لابن الزبير فلا ولاسرور ولا کروں اور ابن زبیر سے ان کو نفرت لاؤں اور
 كرامة كيت وقد قلت ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے پر آمادہ کروں سو
 حيناً وفتيان عبد المطلب ایسا باطل نہیں ہو سکتا ، نہ تمہاری خوشی میں غم
 مصابيح الهدى ونجوم اور نہ تمہارا اعزاز ، اور یہ بھی مجھ کی طرح سکتا
 الاعلام غادرتهم خيولك ہے حالانکہ تم نے حسین کو اور ان جو انان المطلب
 بأمرك في صعيد واحد کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں
 موملين بالدماء مسلوبين ستارے تھے ، تمہارے سواروں نے تمہارے حکم
 بالهراد مقتولين بالظماء سے ان لوگوں کو آغشتہ بخون ایک کھلے میدان میں
 لا مكفين ولا مוסدين اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا

سہ یا در ہے اکمال لابن ابیہ کے مطبوعہ نسخہ میں یہاں "موسدين" کے بجائے "موسدين"
 اور "تنتا بهم" کی جگہ "ینشاہم" اور "عوج العنباع" کی بجائے "عرج البطاح"
 غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے اس کی تصحیح "جمع الزوائد" سے کر دی ہے

تسفی علیہم الرياح وہ چھینا جا چکا تھا ، پیاس کی حالت میں ان کو
 وتنتا بهم عوج العنباع قتل کیا گیا اور بغیر کفن بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا ،
 حتی أتاح الله بقوم ہوائیں ان پر ٹاک ڈالتی رہیں اور بھوکے کجوباری
 لم يشركوا في دما نهم بارہی سے ان کی لاشوں پر کتے جلتے رہے تا آنکہ
 كفنهم واجنواهم حق تعالیٰ نے ان کے لئے ایسی قوم کو بھیجا جن کے ہاتھ
 وبرقي بهم تعزرت ان کے خون سے رنگیں نہ تھے ، ان لوگوں نے آکر
 وجلت مجلك الذی ان کو کفن دیا اور دفن کیا حالانکہ مجھ ان ہی کے طفیل تھے یہ
 جلست فما أنسى من عزت ملی ہے اور مجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا
 الاشياء فليست بناس جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے ، اب میں خواہ سب چیزیں
 اطرادك حينئذ من حرم فراموش کر دوں ، پر اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا
 رسول الله صلى الله عليه وسلم کہ تو نے ہی حسین کو مجبور کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 إلى حرم الله وتيسيرك علیہ وسلم کے حرم سے حرم الہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے
 الخيول إليه فما زلت سواروں کو برابر ان کے پاس بھیجتا رہا اور مسلسل
 بذاك حتى أشتخته لگا رہا تا آنکہ ان کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا
 إلى الملاق فخرج خائفنا چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس کیفیت میں نکلے کہ ان کو دھرمکا
 يترقب فنزلت یہ لگا ہوا تھا اور پھر تیرے سواروں نے ان کو جالیا۔
 خيلك عداوة منك یہ سب کچھ تو نے خدا ، رسول اور ان اہل بیت کی
 لله ورسوله ولأهل بيته عداوت میں کیا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست
 الذين اذهب الله عنهم دور کر کے ان کو خوب پاک و صاف کر دیا تھا۔
 الرجس وطهرهم تطهيرا حسینؑ نے تمہارے سامنے صلح کی بھی پیش کش
 فطلب اليكم المواقعة کی اور واپس لوٹ جانے کی بھی درخواست کی
 وسألكم الرجعة مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس وقت بے یار و
 فاعنتهم قلة أنصاره مددگار ہیں اور ان کے خاندان کا استیصال کیا

واستیصال اهل بیتہ و
تعاونت علیہ کانکم
قتلت اهل بیت من الشریک
والکفر فلا شئی اُحجب عندی
من طلبتک و ذی
وقد قتلک ولد ابی و سیفک
یقطر من دمی و انت احد
شاری و لا یحبک ابن
ظفرت بنا الیوم فلنظفرت
بک یوماً و التلاکام

جاسکتا ہے، موقع کو غنیمت جانا اور تم ان کے خلاف
باہم تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا
تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو
پس میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا
تعجب کی بات ہوگی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے
حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے
اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے۔ اب تو تو
میرا انتقام کا بدھتے، اور اس خیال میں نہ رہنا کہ
آج تو نے ہم پر فتح پالی ہے ہم بھی کسی کسی دن تجھے
پر فتح پا کر رہیں گے۔ بیکہ والسلام

یزید کا یہ خط اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ جواب، مورخ
بلاذری نے بھی "انساب الاشراف" (ج ۴ ص ۱۸-۱۹ طبع بیروت ۱۳۸۱ھ) میں نقل
کیا ہے۔ لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آخری فیصلہ یزید کے حق
میں نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔

پانچواں شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی کے شاگرد قاضی ابوبکر بن العربی
نے "العواصم من القواصم" میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے "کتاب الزہد"
میں امیر یزید کا ذکر نہ کیا و صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرہ میں ذکر کیا ہے
جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

لے کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۵۱/۵۰

لے تاریخ شاہد ہے کہ حضرت کی یہ ہمیشہ گونگ پوری ہو کر رہی اور عباسیوں ہی کے
ہاتھوں امویوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

اس کا جواب

ابن العربی کی رائے | یہ صحیح ہے کہ حافظ ابوبکر بن العربی، امام غزالی کے
غزالی کے بارے میں | شاگرد تھے لیکن خود ان کے دل میں استاد کی جو
قدر تھی وہ بھی سن لیجئے۔

حافظ ابن کثیر النہایہ والنہایہ "میں ۷۴۴ ہجری کے وفیات کا
ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ومن توفي فيها من الاعيان | اور اس سنہ میں جن بڑے لوگوں کا انتقال
الفقيه ابو بكر بن العربي | ہوا ان میں فقیہ ابوبکر بن العربی مالکی
المالکی شارح الترمذی | شارح ترمذی بھی ہیں۔ یہ فقیہ عالم
كان فقيها عالما وزاهدا | اور زاہد و عابد تھے۔ انہوں نے حدیث
عابداً وسمع الحديث بعد | کا سماع فقہ میں مشغول ہونے کے بعد
اشتغاله في الفقه وصحب | کیا تھا۔ غزالی کی صحبت میں رہے ان سے
الغزالي و اخذ عنه و | علم بھی حاصل کیا اور غزالی کو فلاسفہ کی
كان يشتمه برأى الفلاسفة | رائے سے بھی متہم کیا کرتے تھے کہا کرتے
و يقول دخل في اجوافهم | تھے کہ فلاسفہ ان لوگوں کے پیٹوں میں ایسا
فلم يخرج منها | گھسا کہ پھر نکلا ہی نہیں۔

ابن العربي کا فتویٰ کہ | بجا ہے بقول شاگرد، استاد تو فلاسفہ کے چکر سے
حسین کا قتل جائز تھا | ساری عمر نہ نکل سکے۔ مگر خود بدولت کو آخر کیا ہو گیا تھا
کہ یزید جیسا شقی تو آپ کو ادیب، کبار کی صف میں نظر آیا اور ریحانۃ الرسول،
سید شاہل الجنۃ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی نظر میں ایسے
عبرم ٹھہرے کہ جناب نے جھٹ سے یہ فتویٰ صادر فرمادیا کہ :

قتل الحسین بشروع حسین کو ان کے نانا کی شرع کے مطابق
حبہ ۱۰ قتل کر ڈالا گیا۔

تازم برین فطانت - سمجھ بوجھ ہو تو ایسی ہو۔ غالی ناصیوں کا بھی یہی
عتیدہ ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ "منہاج السنہ" میں لکھتے ہیں :
علو الناصبۃ الذین ناصیوں کا غلو ہے جو یہ زعم کرتے ہیں
یرغمون ان الحسین کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ
کان خارجیا وانہ کان وقت کے خلاف خروج کیا اور (اس لیے)
يجوز قتله ان کو قتل کرنا جائز تھا۔
قاضی ابوبکر بن العربی ناصی ہیں چنانچہ اسی لیے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ
"فتاویٰ عزیزی" میں لکھتے ہیں :

نواصب فرقہ جدا است، ورتے نواصب "نواصب" - خوارج سے جدا فرقہ ہے
خوارج در مغرب و شام بیار یہ مغرب اور شام میں بہت تھے۔
بودہ اند، و متوکل عباسی و وزیر خلیفہ المتوکل عباسی اور اس کا وزیر
و علی بن جہم نیز از جملہ نواصب است علی بن جہم بھی نواصب ہیں تھے خوارج ان
خوارج جمیع متاقلین را از صحابہ تمام صحابہ کرام کو جن میں باہم جنگ
ہوئی یعنی حضرت طلحہ، حضرت زبیر، امیر المؤمنین علی مرتضیٰ، حضرت معاویہ اور
و معاویہ و عمرو بن العاص را تکفیر حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم)
می کنند۔ و نواصب محض عداوت ان سب کو کافر بتاتے ہیں اور نواصب
امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ نے صرف امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ عنہ
و جہہ و ذریت طاہرہ او شاعر خود

۱۰ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "مقدم ابن خلدون" ص ۵۲۔ طبع مطبعہ بیہر

"العواصم من القواصم" از ابن العربی ص ۲۲۲ طبع قاہرہ ۱۳۳۵ھ

۱۱ ص ۲۵۶۔ طبع امیر مصر ۱۳۳۵ھ

دارند و از دست آخرین حافظ مغربی اور ان کی ذریت طاہرہ کی عداوت کو اپنا شعار
نیز ناصی است ۱۰ بنایا ہے۔ متاخرین میں حافظ مغربی (ابوبکر بن العربی)
بھی ناصی ہے۔

کتاب الزہد میں جن صاحب کا تذکرہ ہے اسی ناصیت کی شامت سے شاید
وہ امیر یزید نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ ہیں قاضی جی کو وہم ہو گیا اور انہوں نے
"کتاب الزہد" میں یزید بن معاویہ کا نام دیکھتے ہی اس کو اپنا مدح امیر
یزید سمجھ لیا، یہ امیر یزید اموی نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ یزید بن معاویہ نخعی
کوئی ہیں جو مشہور عابد و زاہد گزرے ہیں ان کا تذکرہ "تہذیب التہذیب" وغیرہ
کتب رجال میں مذکور ہے۔ ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے حافظ ہمال الدین
مری کی "تہذیب الکمال" سے ان کا پورا ترجمہ نقل کیے دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے
وہ لکھتے ہیں :

یزید بن معاویۃ النخعی یزید بن معاویہ نخعی کوئی، ابوبکر بن ابی خیشم نے
الکوفی ذکر ابوبکر بن ابی خیشم ذکر کیا ہے کہ یہ اور عمرو بن عتبہ بن فرقہ اور ریح
انہ معدود فی العبادہ ہو و بن خثیم اور سہام بن الحارث اور موصد شیبانی
عمرو بن عتبہ بن فرقہ و ریح اور جندب بن عبد اللہ اور کسیل بن زیاد نخعی
بن خثیم و سہام بن الحارث معتمد اور اویس قرنی ان سب کا شمار عابدوں میں
الشیبانی و جندب بن عبد اللہ ہے۔ اور عبد الرحمن بن زید کوئی نخعی سے منقول
و کسیل بن زیاد النخعی و اویس ہے کہ فارس کی بہم پر ایک شکر میں ہم بھی روانہ
القرنی، و حکم عن عبد الرحمن ہوئے تھے اسی شکر میں علقمہ اور یزید بن ہلولہ
بن یزید النخعی قال خرجانی بھی تھے پھر یزید بن معاویہ اسی بہم میں شہید
جیش نحو فارس فیہ علقمہ و یزید ہو گئے۔ صحیح بخاری، کتاب الدعاء کے "باب
بن معاویہ فقتل یزید بن معاویہ الموظظہ سادۃ بعد سادۃ" میں بروایت شقیق بن
لہ ذکر فی الدعاء من صحیح سلمہ مذکور ہے کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود
البخاری فی "باب الموظظہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باہر آنے کے منتظر تھے

ساعة بعد ساعة" في
حديث شقيق بن سلمة
قال: كنا ننتظر عبد الله
اذ جاء يزيد بن معاوية
فقلنا لا تجلس - الحديث
وذكره في التامع و
ذكره ابن حبان في
كتاب الثقات وقال
قتل غازياً بفارس

کراسی اثنا میں یزید بن معاویہ بھی آگئے
ہم نے ان سے عرض کیا آپ تشریف
نہیں رکھیں گے؟ الخ
امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر
کیا ہے اور ابن حبان نے بھی "کتاب الثقات"
میں ان کا تذکرہ لکھا ہے۔ اور یہ بیان
کیا ہے کہ فارس میں جہاد کرتے ہوئے
شہید ہو گئے۔

اب یہ خدا ہی جائے قاضی ابوبکر بن العربی کو اپنی خوش فہمی کی بدولت
یہ وہم ہوا ہے یا انہوں نے قصداً ہی مغالطہ دینے کے لیے لوگوں کا ذہن یزید بن
معاویہ کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بجائے (جو طبقہ کبار تابعین میں بڑے عابد
وزاہد بزرگ گزرے ہیں) اپنے مدوح امیر یزید بن معاویہ کی طرف منتقل
کر دیا، تاکہ لوگ اس یزید طبری کو بھی حضرت یزید کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرح زہد و
عبادت میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسر سمجھنے لگیں۔

ناصبیوں کا امام طبری کو رافضی بتانا درحقیقت یہ ویسی ہی ناپاک جسارت
ہے جیسی کہ آج کل کے ناصبی حضرت امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں
کرتے ہیں جو مجتہدین اہل سنت میں بڑے نامور امام گزرے ہیں اور انہیں
صرف اس لیے رافضی بتاتے ہیں کہ اس نام کا ایک دوسرا رافضی عالم بھی گزرا ہے
ان ناصبیوں کی یہ سعی نامحود صرف اس لیے ہے کہ امام طبری کی تاریخ "ناصبیت"
کا ساتھ نہیں دیتی۔

۱۔ اس کتاب کا عکسی نسخہ "جامعہ علوم اسلامیہ" علامہ بنوری ٹاؤن میں موجود ہے۔

۲۔ ناصبیت کی طرف میلان کے سبب حافظ مغربی ابوبکر بن العربی اگرچہ تمام ائمہ صحیحی اسلام
(۱۔ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مطبوعہ کتاب الزہد اصل نہیں | واضح رہے کہ حال میں جو کتاب الزہد امام
اس کا انتخاب ہے۔ احمد بن حنبل کے نام سے مطبع ام القرنی مکہ
سے شائع ہوئی ہے، وہ پوری کتاب نہیں بلکہ اس کا انتخاب ہے، پوری
کتاب جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تعییل المنفعۃ" کے مقدمہ میں تصریح
کی ہے بڑی ضخیم کتاب ہے جو مسند احمد بن حنبل کی تقریباً ایک تہائی ہے۔
موجودہ نسخہ جو اصل کتاب کا انتخاب ہے اس میں "دونوں یزیدوں" کا تذکرہ
نہیں ہے۔ لہذا قاضی جی کی "العواصم" سے اس بارے میں استدلال کرنا
محض نادانی ہے۔

یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح | بہر حال حضرت امام احمد بن حنبل
کراس سے کوئی روایت نہ کی جائے | کی طرف اس خرافات کو منسوب
کرنا کہ "وہ یزید کو عابد و زاہد مانتے تھے" بہت بڑی جسارت ہے۔ حافظ ذہبی
نے "میزان الاعتدال" میں یزید کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل
کیا ہے کہ:

لا ینبغی أن یروی عنہ اس سے روایت نہیں کرنا چاہیے۔

اور حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) سے نالاں ہیں۔ مگر امام طبری سے ان کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ تمام
مؤرخین اسلام میں اگر ان کو کسی مؤرخ پر اعتماد ہے تو وہ صرف امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری
رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں۔ چنانچہ العواصم من القواصم میں نہایت دل سوزی کے ساتھ ان کی
تائید یہ ہے کہ ولا تسموا لمؤرخ کلاماً الا للطبری (ص ۲۶۸) طبری کے سوا کسی
مؤرخ کی کوئی بات نہ سنو۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ رافضیوں کے بارے میں حافظ ابوبکر بن العربی سے زیادہ
کون محسوس ہوگا۔ امام طبری کی تصانیف بالخصوص تاریخ میں اگر رافضی کی ترجمانی ہوتی تو وہ
اس رائے کا اظہار کس طرح کر سکتے تھے۔

قیل له أ تكتب الحديث حضرت امام احمد بن حنبل سے عرض کیا گیا کہ کیا
عن یزید بن معاویة یزید بن معاویہ سے حدیث آپ لکھیں گے
قال لا ولا کرامة فرمایا نہیں، اس کی کچھ وقعت نہیں کیا دے گی
أولیس هو الذی فعل شخص نہیں ہے کہ جس نے اہل مدینہ کے
بأهل المدينة ما فعلہ ساتھ وہ ظلم کیا جو یہاں سے باہر ہے۔
حافظ ابن حجر نے "تجلیل المنفعة" میں امام احمد کی کتاب "الزبد"
اور ان کی "مسند" کے ان تمام رجال کا ذکر کیا ہے جن سے صحاح ستہ میں
روایتیں نہیں ہیں اس میں یزید بن معاویہ کے بارے میں یہ مذکور ہے
ولم یقع له فی المسند وایة مسند میں اس کی کوئی روایت مذکور نہیں
وإنما له مجتہد ذکر۔ مسند اس کا ذکر آیا ہے

پھر فرماتے ہیں :

وقد وقع لیزید بن معاویة ذکر فی یزید بن معاویہ کا "مصحح بخاری" میں بھی
الصحيح وفي السنن ايضا وظفرت ذکر آیا ہے اور سنن میں بھی ہے مجھے اس کی
له فی المراسيل لأبي داود بروایة ایک روایت مراسیل ابی داود میں ملی ہے
ذکرت له من أجلها تذکرہ فی جس کی بنا پر میں نے "تہذیب التہذیب"
تہذیب التہذیب۔ میں اس کا تذکرہ لکھا ہے

اور اسی کے ساتھ ساتھ "تہذیب التہذیب" میں یہ بھی تصریح کر دی
ہے ولیست له روایة تعتمد (اس کی کوئی روایت ایسی نہیں جو قابل
اعتماد ہو) واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تجلیل المنفعة"، "تہذیب التہذیب"

۱۔ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳/ ۲۰۰، طبع ریاض۔

۲۔ ذکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کی تعریف و توصیف کی گئی ہے بلکہ سلسلہ کلام میں
کہیں اس کا ذکر آ گیا ہے۔

اور سان المیزان، ان تینوں کتابوں میں اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کی سان المیزان ہم سان المیزان سے یزید کا ترجمہ
سے یزید کا مکمل ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، فرماتے ہیں :

یزید بن معاویة بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی اس
أبى سفیان الاموی روى نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور اس سے اس
عن أبیه . وعنه ابنہ کے بیٹے خالد اور عبدالملک بن مروان نے
خالد وعبد الملك بن اس کی عدالت مجروح ہے اور یہ اس کا اہل
مروان ، مقدوح فہدالت نہیں کہ اس کی کوئی روایت ملی جلتے۔ امام
ولیس بأهل أن یروی احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس سے روایت
عنه ، وقال احمد بن حنبل نہ کرنا چاہیے (یہاں ذہبی کی عبارت جو
لا ینبغی أن یروی عنه "میزان الاعتدال" میں ہے تمام ہوئی)

انتهی وقد وجدت له مجھے اس کی ایک روایت "مراسیل ابی داود"
روایة فی مراسیل ابی داود میں ملی، جس پر میں نے "الکت علی الاطراف"
ونہت علیہا فی الکت علی میں تنبیہ کر دی ہے۔ یزید کے حالات تاریخ
الاطراف و اخبار ابن عساکر میں تمام و کمال مذکور ہیں جس کا
مستوفاة فی "تاسیخ اربعہ" خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ
ومخلصها أنه ولد فی خلافة عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوا، اور اس
عثمان وقد أبطل من زعم نے غلطی کی جس نے یہ کہا کہ اس کی ولادت
أنه ولد فی عہد النبوی عہد نبوی میں ہوئی تھی۔ اس کی کنیت
وکنیتہ أبو خالد ولما ابو خالد ہے۔ سنہ ہجری میں اپنے والد
مات أبوه بوجہ له بالخلافة کے انتقال پر اس سے بیعت خلافت

سنة ستین ، وامتنع من ہوئی، حضرت حسین بن علی، عبداللہ
بیعتہ الحسین بن علی و بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ

عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ
ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم و عاذ بحرم مکہ
فستی عاخذ البيت و اما
ابن عمر رضی اللہ عنہما
فقال اذا اجتمع الناس
بایعت ثم بايع و اما الحسين
رضی اللہ عنہ فصار إلى
مكة فوافق بيعة أهل
الكوفة فصار إلىهم بعد
أن أرسل ابن عمه مسلم بن
عقيل لأخذ البيعة فظفر
بہ عبید اللہ بن زیاد
أميرها فقتله و جهز
الجيش إلى الحسين فقتل في
يوم عاشوراء سنة إحدى
و ستين ثم إن أهل المدينة
خلعوا يزيد في سنة
ثلاث و ستين فجهز إليهم
مسلم بن عقبة المري في جيش خافل
فقاتلهم فھزمهم و قتل
منھم خلق كثير من الصحابة
و ابناءھم و سبق اکابر

عنہم نے اس سے بیعت نہ کی۔ اور حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حرم مکہ میں
پناہ گزیں ہو گئے اور اس بنا پر ان
کو "عاخذ البيت" کہا جانے لگا۔ اور
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا
کہ "جب سب لوگ اس کی بیعت پر
مجمع ہو جائیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا"
بعد کو آپ نے بھی بیعت کر لی۔ رہے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ کے معظرت سے
لے گئے اور پھر اہل کوفہ کے بیعت کرنے پر آپ
ان کی طرف روانہ ہو گئے اس سے پہلے آپ
اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بیعت لینے کی
غرض سے بجانب کوفہ روانہ کر چکے تھے وہاں
امیر کوفہ عبید اللہ بن زیاد کا ان پر قابو ہو گیا
اور اس نے ان کو قتل کر ڈالا اور حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف فوج بھیجی۔
چنانچہ آپ کو بروز عاشوراء رات کو قتل
کر دیا گیا اس کے بعد اہل مدینہ نے سلام
میں یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید نے ان
لوگوں کی سرکوبی کے لئے مسلم بن عقبہ مری
کی سرکردگی میں ایک بھاری لشکر روانہ کیا،
جس نے اہل مدینہ سے جنگ کر کے ان کو ہزیمت
دی، اس جنگ میں صحابہ، اولاد صحابہ اور

التابعین و فضلا منھم و
استباحھا ثلاثة ایتام
نھبھا و قتلھا ثم بايع
من بقى على أنھم
عبید لیزید و من امتنع
قتل ثم توجه إلى مكة
لحرب ابن الزبیر فسان
في الطريق و عهد إلى
الحسين بن مسير فصار
بالجيش إلى مكة فحاصر
ابن الزبیر و نصبوا
المنجنيق على الكعبة فوهت
امرکافھا ثم احترقت و في
اشاء ذلك ورد الخبر بموت
يزيد ثم مات ابنه
معاوية بن يزيد بعد قليل
وصفا الجور لابن الزبیر
فندعنا إلى نفسه فبايعه
أهل الأفاق و اکثر أهل
الشام ثم خرج عليه
مروان بن الحكم فكان ما
كان۔ قال أبو يعلى في
"مسندہ" حدثنا حکم

اکابر تابعین میں سربراہ و درہ حضرات اور فضلا
کی ایک کثیر خلقت قتل کر دی گئی، مسلم بن عقبہ
نے تین یتیم تانک مدینہ شریف کو لوٹ مارا اور قتل
و غارت کے لیے حلال کر دیا۔ پھر جو زندہ بچ
گئے ان سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے
غلام ہیں اور جس نے بھی بیعت سے انکار کیا
اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ اس کے بعد مسلم نے مکہ
معظہ کا رخ کیا تاکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے جنگ کی جائے مگر اسے راہ میں ہی موت
آیا، مسلم نے حسین بن نمیر کو سالار لشکر کیا تھا
چنانچہ یہ لشکر لے کر مکہ معظہ پہنچا اور حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا اس لشکر
نے مکہ کے بالمقابل منجنيق نصب کر کے اس پر گولہ
باری شروع کر دی جس سے مکہ کی بنیادیں کمزور
ہو گئیں اور پھر اس میں آگ لگ گئی۔ اسی اشار
میں یزید کے مرنے کی خبر آئی اور پھر تھوڑی ہی مدت
میں اس کا بیٹا معاویہ بن یزید بھی مر گیا۔ اب حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فضا من
ہو چکی تھی چنانچہ آپ اپنے بیعت کی دعوت دی
اور تمام آفاق اور اہل شام کی اکثریت نے آپ سے
خلافت پر بیعت کر لی پھر مروان نے آپ کے خلاف
خروج کیا اور جو ہونا تھا ہو کر رہا۔ امام ابو یعلیٰ
اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن

بن موسیٰ قال حدثنا
الولید عن الاوزاعی عن
مکحول عن ابي عبیدہ بن
الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال:
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم، "لا یزال امرأتی
فتا لثما بالسوی حتی یكون
اول من یشلمہ رجل
من بنی أمیہ یقال له
یزید، وقال أبو زرعة
الدمشقی حدثنا أبو نعیم
حدثنا شیبان عن
ابن المنکدر قال لما
جاءت بیعة یزید قال
ابن عمر رضی اللہ عنہما
إن کان خیرا رضینا و
ان کان بلاء صبرنا وقال
ابن شوذب سمعت ابراہیم بن
ابی عبد یقول سمعت عمر بن
عبد العزیز یقول تم علی یرید بن
معاویة۔ وقال یحییٰ بن
عبد الملک بن ابي عتبہ

موسیٰ نے حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں
کہ ہم سے ولید نے اوزاعی سے حدیث
نقل کی، اوزاعی، مکحول سے راوی ہیں اور
مکحول حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار ثا
فرمایا: میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا
رہے گا تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک
شخص جس کا نام یزید ہے سب سے پہلے
اس میں رخنہ ڈالے گا۔ ابو زرعة دمشقی
کہتے ہیں کہ ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا
کہ ہم سے شیبان نے ابن المنکدر سے
روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس
یزید کی بیعت کی اطلاع آئی تو آپ نے
فرمایا اگر یزید بھلا ہو تو ہم اسے
پسند کریں گے اور بلا ہو تو صبر
کریں گے۔ ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں
نے ابراہیم بن ابی عبد سے سنا وہ کہتے
تھے کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ
تعالیٰ علیہ کو یزید پر رحم کھاتے ہوئے سنا
اور یحییٰ بن عبد الملک بن ابی عتبہ
کا بیان ہے کہ ہم سے نوفل بن ابی مقر

حدثنا نوفل بن ابی مقر
قال کنت عند عمر بن عبد العزیز
فذكر رجلا یزید بن
معاویة فقال امیر المؤمنین
یزید، فقال له عمر
نقول امیر المؤمنین ہ
وامر بہ فصر بہ عشرين
سوطا۔
قال ابو بکر بن عیاش: بايع
الناس له فی رجب سنة
ستین ومات فی ربيع الاول
سنة ثلاث وستین کذا
قال، والصواب فی نصف
ربیع الاول سنة اربع و
کان سنہ یوم مات ثمانیا
وثلاثین سنة یلہ

نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی
خدمت میں حاضر تھا کہ کسی شخص کی زبان سے
یزید بن معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے امیر المؤمنین
یزید کے الفاظ نکل گئے تو اس پر حضرت عمر
بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس کو
"امیر المؤمنین" کہتا ہے! اور پھر آپ نے
حکم دیا کہ اس کو بیس کوڑے لگائے جائیں
چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔
ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ: یزید سے
لوگوں نے رجب سترہ ہجری میں بیعت
کی اور ربیع الاول سترہ ہجری میں وہ
مر گیا، ان کا یہی بیان ہے۔ لیکن
صحیح یہ ہے کہ یزید ۱۵ ربیع الاول
ہجری کو مرا ہے جس دن اسے موت
آئی اس دن اس کی عمر اڑتیس سال
کی تھی

امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے | ظاہر ہے کہ اگر یزید کا ذکر امام احمد کی
"کتاب الزہد" میں ہوتا تو حافظ ابن حجر عسقلانی جنہوں نے "کتاب الزہد" کے
تمام رجال پر کام کیا ہے یزید کے ترجمے میں اس کا ضرور ذکر کرتے یزید سے رفاقت

۱۔ اس نے یزید کو احتراماً ایسا کہا ہو گا اس لیے اس کو یہ سزا دی گئی کیونکہ فاسق کی
تقسیم اور اس کا احترام ممنوع ہے۔

۲۔ لسان المیزان ص ۲۹۳، ۲۹۴ ج ۶ ترجمہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الاموی

طبع حیدرآباد دکن (انڈیا) مکتبہ ہجری

۳۔ یعنی ابنی رحمہ اللہ کی بنا پر اس پر ترس آتا تھا کہ خدا جانے اپنے اعمال بد کی پاداش میں اس کا کیا

کے بارے میں تو امام احمد رحمہ اللہ نے جو رائے ظاہر کی وہ آپ کی نظر کے سامنے ہے اب وہ مستحق لعنت تھا یا نہیں اس کے بارے میں بھی امام ممدوح کی یہ تصریح پڑھ لیجئے۔ حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں :

قال صالح بن احمد بن حنبل صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے قلت لأبي إن قومًا يقولون: والد ماجد سے عرض کیا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو انہم يحبون يزيد قال: یہ کہتے ہیں کہ وہ یزید سے محبت رکھتے ہیں، یا بنی: وهل يحب يزيد أحد یہ سن کر آپ نے فرمایا: بیٹے کوئی شخص بھی جو یؤمن بالله واليوم الآخر؟ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ میں نے پھر عرض کیا ابا جان! قللت: یا أبت فلماذا لا تلعنه؟ قال یا بنی: ومثی پھر آپس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے، آپ نے رأیت أباك يلعن أحداً یہ جواب دیا بیٹا! تم نے اپنے باپ کو کسی پر لعنت کرتے ہوئے کب دیکھا ہے

اس روایت میں امام ممدوح نے یہ نہیں فرمایا کہ اس پر لعنت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنے عمل کو بتلادیا کہ کسی پر لعنت نہیں کیا کرتا۔ مگر دوسری روایت میں جس کو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی تی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں نقل فرمایا ہے اس کے مستحق لعنت ہونے کی صاف تصریح فرمادی ہے۔ یہ روایت حسب ذیل ہے:

قال ابن الجوزی انه روى ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابویعلیٰ نے اپنی القاضی أبو یعلیٰ فی کتابہ "المعتقد فی الاموال" میں بسند صالح "المعتقد فی الاموال" بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں بسندہ عن صالح بن احمد نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ بن حنبل انه قال: قلت ابا جان! بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں لأبي یا أبت يزعم بعض الناس کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں

انا نحب يزيد بن معاوية آپ نے فرمایا: بیٹا! بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ فقال احمد: یا بنی هل یسوغ لمن یؤمن بالله أن یحب يزيد و لم یلعن رجل لعنه الله فی کتابہ؟ قلت یا أبت! این لعن الله یزید فی کتابہ؟ قال: حیث قال: فہل عینکم ان تولىتم ان لفسدوا فی الارض ولتقطعوا أرحامکم أولئک الذین لعنہم الله فأصغہم وأغصی أبصارہم بلہ

واضح رہے کہ علماء حنابلہ میں بہت سے اکابر ائمہ کا عمل بھی اسی قول پر ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر نے "السبایہ والنہایہ" (ص ۲۲۳ ج ۸) میں جہاں واقعہ حرہ کے سلسلہ میں ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن میں یہ مضمون آتا ہے کہ "ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے جو اہل مدینہ کو ظلم و خون میں مبتلا کریں۔" وہاں ان کو بیان کر کے فرماتے ہیں :

وقد استدلل بهذا الحديث اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری وامثالہ من ذهب إلى حدیثوں سے ان حضرات نے استدلال الترخیص فی لعنة یزید بن کیلئے جن کی رائے یہ ہے کہ یزید بن معاویہ معاویہ و ہوسروایۃ عن پر لعنت کرنے کی اجازت ہے۔ اور امام احمد بن حنبل، اختارہا احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت میں

الحلال و ابو بکر عبد العزیز یہی واراد ہے اور اسی کو خلل، ابو بکر عبد العزیز
و القاضی ابو یعلیٰ و ابنہ قاضی ابو یعلیٰ، اور ان کے صاحبزادے قاضی ابو الحسن نے
القاضی ابو الحسین و انتصر اختیار فرمایا ہے اور حافظ ابو الفرج ابن الجوزی نے
لذلك ابو الفرج ابن الجوزی ایک مستقل تصنیف اس بار میں لکھ کر اسی روایت کی
فی مصنف مفرد و جواز لعنتہ تائید کی ہے اور یزید پر لعنت کرنے کو جائز بتایا ہے۔

اب سوچیے امام احمد بن حنبل کی "کتاب الزہد" میں اگر اس خلیفہ فاسق
یزید بن معاویہ کا ذکر زیادہ و عباد میں ہوتا تو اس سے ائمہ خاندانہ امام خلل،
ابو بکر عبد العزیز، قاضی ابو یعلیٰ، ان کے فرزند قاضی ابو الحسن، حافظ ابو الجوزی
اور علامہ ابن تیمیہ جیسے اکابر ائمہ خاندانہ واقف ہوتے یا قاضی ابو بکر بن العربی ناصبی؟
قاضی ابو بکر بن العربی کی ہجو | قاضی ابن العربی کی اس حرکت پر ہمیں بے اختیار
وہ اشعار یاد آگئے جو ان کی زبان میں خلف بن حراویب نے کچھ ہی فرطتے ہیں

یا اهل حمص ومن بها اوصیکم
بالبر والتقویٰ وصیة مشفق

اے حمص کے رہنے والو اور جو بھی وہاں ہوں تم کو ایک مشفق کی طرح نیکی اور
تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

فخذوا عن العربی اسماء الذبحی

وخذوا الروایة عن امام متقی

اس ابو بکر بن العربی سے انسا نہائے شب تو سن لو! مگر حدیث کی روایت کسی
مستقی امام سے ہی کرو۔

ان الفتی حلوا الکلام مہذب

ان لہ یجد خبراً صحیحاً یخلق

یہ نوجوان بڑا شیریں کلام اور بہذب ہے اسے اگر صحیح حدیث نہ ملے تو اپنی طرف
سے گڑھ لیتا ہے۔

خلف کو ان اشعار کے کہنے کی نوبت اس لیے پیش آئی کہ اشبیلیہ (واقع اندلس)
میں نقباء کی ایک مجلس جمی ہوئی تھی۔ ابو بکر بن العربی اور دوسرے حضرات بھی وہاں موجود
تھے ابن العربی بھی شریک مجلس تھے مجلس میں ملی مذاکرہ جاری تھا۔ "حدیث مخفرہ"
کا ذکر چھڑا تو ابن العربی نے کہا کہ یہ حدیث صرف بروایت "مالک عن الزہری" منقول
ہے اس پر ہمارے قاضی جی ابن العربی فرماتے تھے

قد رویتہ من ثلاثة عشر طریقاً میں نے امام مالک کے علاوہ تیرہ سندوں سے
غیر طریق مالک۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

یہ دعویٰ سن کر حاضرین دنگ رہ گئے اور انہوں نے ان کی خدمت میں
درخواست کی کہ براہ کرم ہم کو اس سلسلے میں استفادہ کا موقع عنایت فرمایا جائے۔
چنانچہ ابن العربی نے حاضرین سے روایت کو بیان کرنے کا وعدہ تو کر لیا مگر بعد کو کچھ
نہ بتا سکے۔ ادیب مذکور نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر ان کی ہجو میں یہ اشعار نظم کر دیئے۔
حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں اس سارے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

قلت هذه حکایة ساذجة لا تدل میں کہتا ہوں یہ ایک سادہ سا واقعہ ہے جو
على جرح صحيح، ولعل القاضی صحیح جرح پر دلالت نہیں کرتا اور شاید قاضی
وهم وسری فکرہ الی حدیث جی کو وہم ہوا اور ان کا خیال کسی اور حدیث
فظتہ هذا والشعراء کی طرف چلا گیا جس کو وہ یہی حدیث گمان
یخلقون الافک بنہ کر بیٹھے اور شعراء تو غلط بیانی کرتے ہی رہتے ہیں

ہمیں بھی حافظ ذہبی سے ان کے بارے میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں جس طرح اس
واقعہ میں ان کا خیال اس حدیث میں دوسری حدیث کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ اسی
حدیث کو تیسرے سندوں سے روایت کرنے کے مدعی بن بیٹھے۔ ایسے ہی نامصیت کی
نحوست نے حضرت یزید بن معاویہ غمی کو فی کے نام کو دیکھ کر ان کے دماغ کو اپنے
مدوح یزید کی طرف جو ایک سفاک ظالم بادشاہ تھا پھیر دیا اور یہ لے اپنے خیال
میں عابد و زاہد سمجھ بیٹھے۔

چھٹا شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی فرماتے ہیں "یزید نے نہ تو ستیذہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر رضا مند تھا اور یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے | اس کا جواب یہ ہے کہ یزید پر صرف قتل حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کا الزام نہیں بلکہ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے۔ وہ مے نوش بھی تھا اور تارکِ صلوٰۃ بھی۔ اُس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو قتل نہیں کیا بلکہ مدینہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام کر لیا، حرم نبوی کی بھرتی کی، بیت اللہ کی حرمت کو پا مال کیا۔ منجھتی سے میں حرم کعبہ میں گولہ باری کی جس سے کعبہ شریف کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔

امام غزالی کے فتویٰ کی تنقیح | امام غزالی نے اپنے فتویٰ میں ان جرائم کے ارتکاب سے یزید کی برأت نہیں کی ہے، نہ اس کی اس سلسلہ میں کوئی معافی پیش کی ہے۔ بالفرض مان لیا جائے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا نہ وہ ان کے قتل پر راضی تھا مگر یہ تو ایک حقیقت ہے کہ حضرت حسینؑ کی شہادت اس کے ہاتھوں نہیں تو اس کے عمال بد اعمال کے ہاتھوں قیام عمل میں آئی ہے۔ پھر جب اس نے نان کے قتل کا حکم دیا تھا نہ وہ اس پر راضی تھا تو آخر اپنے عمال سے اس سلسلہ میں اُس نے کیا باز پرس کی؟ اس کے بارے میں بھی امام غزالی خاموش ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ غور طلب ہے کہ تاریخ اسی ملک ان کا تھا کہ ان کے اس فتویٰ کو اول سے آخر تک پڑھ لیجئے اس میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ یزید متقی اور پرہیزگار آدمی تھا۔ اور نہ یہ ذکر ہے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں حق بجانب تھا۔ اس فتویٰ میں تو صرف دو مسئلوں پر کلام ہے ایک تو یہ کہ اس پر لعنت کرنا مناسب نہیں کیونکہ امام غزالی کسی شخصِ متقی پر اس کا نام لے کر لعنت کرنے

کے روادار نہیں خواہ وہ کافر ہو یا فاسق کچھ یزید ہی کی اس مسئلہ میں تخصیص نہیں۔
دوسرے یہ کہ اس حقیقت کا معلوم کرنا کہ فی الواقع یزید قتل حسینؑ سے راضی تھا، سخت دشوار ہے۔ امام غزالیؒ کے اس شبہ کا جواب حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یامانی نے "الرومن الباقی فی الذب عن شیعۃ ابی القاسم" میں اجمالی طور پر حسب فیہل الفاظ میں دیا ہے فرماتے ہیں:
ولما حکى ابن خلکان کلام اور جب ابن خلکان نے حافظ عماد الدین کیا ہے
للحافظ عماد الدین هذا اور کے اس فتویٰ کو نقل کیا (کہ جس میں یزید پر لعنت
بعده کلاماً رواہ عن الغزالی کی اجازت دی گئی ہے) تو اس کے بعد غزالی کا
وکلامه ذلك شاهد براءۃ ایک فتویٰ بھی نقل کیا جو اس امر کا شہادہ ہے کہ غزالی
الغزالی من القول بتقصيب قتل حسین کے حق بجانب ہونے میں یزید کی حمایت
یزید و قتل للصين وانما نکلم سے بری ہیں۔ انہوں نے تو صرف دو مسئلوں پر
فمستلین غیر ذلك احدهما بحث کی ہے جس کا اس بات سے کوئی تعلق ہی
تخویر اللعن ولم يخص یزید نہیں ہے ایک یہ کہ کسی پر لعنت کرنا حرام ہے اس
فہو مذهبہ فكل فاسق و میں یزید کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ہر فاسق اور کافر
کافر۔ کما رواہ عنہ النورۃ کے بارے میں ان کی یہی رائے ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ
فی الاذکار و قد ذکر النورۃ نے بھی اپنی کتاب الاذکار میں ان کا یہی مذہب
ظاہر الاخبار خلاف ذلك نقل کیا ہے اور امام نووی کا بیان ہے کہ ظاہر
وقد أفردت الکلام علی احادیث اس مذہب کے خلاف ہیں اور میں نے
ذلك في كتابي وثانیهما ایک مسئلہ متعلّق جزئاً اس مسئلہ پر تحریر کیا ہے۔
القول بأن العلم برضا یزید اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس بات کا یقینی علم
یزید بقتل الحسين متعذر کہ واقعی یزید قتل حسینؑ سے راضی تھا، محال ہے
ولیس فہلۃ النزاع ولو أفتر اور ہمیں بھی اس میں نزاع نہیں۔ بالفرض اگر یزید
یزید بلفظ صریح و صحتاً صاف اور صریح الفاظ میں بھی قتل حسینؑ کا مقرر
ذلك منه لم يعلم أن باطنہ ہوتا اور خود بھی اس کی زبان اس کے اس اقرار
کما اظهر وقد جہل کو ہم سُن لیتے تب بھی اس کا یقین نہیں ہو سکتا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بواطن المنافقین وکل علم
ذلك إلى الله تعالى ولكن
الحكم للظاهر وقد روى
البخاری فی صحیحہ عن عمر
بن الخطاب أنه قال إن
أناسا كانوا يؤخذون بالوحي
على عهد رسول الله صلی اللہ
عليه وسلم وإن الوحي
قد انقطع فمن أظهر لنا
خيلا اقتناه وقد بناه وليس
لنا من سريره شيء ومن
أظهر لنا سوءا لم نأمنه
ولم نصدقه وإن قال
إن سريره حسنة

کراس کا ظاہر و باطن ایک ہے (کیونکہ اس امر کا امکان
بہر حال تھا کہ اس شخص کو اقرار کیا ہو) خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کا باطنی حالات سے بخبر تھے
اور آپ حقیقت حال کا علم حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا
تھا لیکن شریع کا حکم یہ ہے کہ فیصلہ ظاہر حالات
پر کیا جاتا ہے چنانچہ امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں
نے ارشاد فرمایا: "عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
وحی کی بنا پر لوگوں کی گرفت مڑتی تھی اور آپ ہی قسم
ہو گئی لہذا جو شخص مجھے ہمارے سامنے خیر کا اظہار
کرے گا ہم اسے ایسے سمجھیں گے اور اپنے پاس لے لیں گے
اور اس کے باطن کے کچھ خیرات نہیں اور جو سارے
سامنے بدی کا اظہار کرے گا اس کو نہ ہم میں سمجھیں گے
اور نہ اس کی بات کی تصدیق کریں گے اگرچہ
وہ یہ کہے جائے کہ میرا باطن باطل ٹھیک ہے۔"

امام غزالی بزرگ آدمی ہیں وہ تو ابلیس پر بھی لعنت کرنے کو نہیں بچتے۔ اور
نہ کسی کافر معین پر لعنت کو روا رکھتے ہیں۔ پھر یزید پر لعنت کرنے کو کیوں کہیں گے؟
ان کے نزدیک ہر حال میں مومن کا ذکر الہی ہی مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ ہمارے نزدیک
بھی یزید پر لعنت کرنا کوئی کارِ ثواب نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ آدمی اس کا نام لے کر اپنی
زبان کو گتہ کرے۔ ظاہر ہے کہ اس پر لعنت کی بجائے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تسبیح
و تحمید میں مشغول ہو تو اس میں بالاتفاق ثواب زیادہ ہوگا۔ مگر یزید پر لعنت نہ کرنے
سے اس کا سنی ہونا اور صالح ہونا کہاں سے ثابت ہو گیا۔ ۹

میدان کر بلا میں حضرت حسین کا آخری خطبہ | خود امام غزالی نے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری خطبہ جو میدان کر بلا میں آپ نے دیا تھا
نقل کیا ہے۔ اس سے صورت واقعہ کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ امام غزالی لکھتے ہیں:
لما نزل القوم بالحسین حب یزیدی فوج حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وأیقن کے مقابل آ کر اتری اور آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ
أنهم قاتلوه قاتلوه قام فی آپ کو ضرورت قتل کر کے رہے گی تو آپ نے
أصحابه خطيباً فحمد الله اپنے اصحاب کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔
وأثنى عليه ثم قال نزل جس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر
من الأمور ما ترون وأن الدنيا قد تغيرت وتنكرت فرمایا: جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ تمہارے
وأدبر معروفها وانشمرت آنکھوں کے سامنے ہے، دنیا بدل گئی اور مہجی
حتى لم يبق منها إلا بن گئی، اس کی خوبی نے پیٹھ پھری اور جلدی سے
كصابة الأبناء الأختیس کھسک گئی۔ اب تو اس میں سے بس صرف اتنا
من عيش كالمرعى سا باقی رہا ہے جتنا کہ برتن میں سے پی لینے کے
الوسيل ألا ترون أن بعد اس میں کچھ لگا رہ جاتا ہے اور بس
الحق لا يعمل به اتنی سی نکمی زندگی جو اس حیرانگاہ کی طرح
والباطل لا يتناهى ہے کہ جس میں چمرنے سے بدھنمی ہو جاتی ہے
عنه ليرغب المؤمن فی دیکھتے نہیں کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل
لواء الله تعالى ولأن لا سے باز نہیں رہا جاتا۔ اب مومن کو چاہئے کہ
أرى الموت لإعادة الحياة حق تعالیٰ کے ملاقات کی رغبت کرے اور میں تو
مع الظالمين إلا جرمائے مرنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں
کے ساتھ جینے کو مجرم۔

یہ ہے یزید کے دور حکومت کا نقشہ جس کی تصویر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں کھینچ کر رکھ دی ہے۔ اب یہ غصتی غزالی یا ان کے پرستار خود حل کریں کہ جس قوم نے حضرت حسین کا محاصرہ کیا تھا وہ یزیدی فوج نہیں بلکہ جنات و شیاطین تھے۔ اور ابن خلکان قاتل سے نہیں بلکہ کاف ہے۔ ابن خلکان مہ

امام کیا ہر اسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے | اسی تاریخ ابن خلکان میں امام غزالی کے فتوے کے ساتھ ان کے استاد بھائی شمس الاسلام امام ابو الحسن علی بن محمد طبری الملقب عماد الدین المعروف بالکلیا ہر اسی (جن کے بارے میں خود مورخ ابن خلکان نے حافظ عبد الغافر فارسی سے نقل کیا ہے کہ وہ کان ثانی الغزالی (یہ غزالی ثانی تھے) کا یہ فتویٰ بھی نقل ہے کہ :

وسئل الکلیا ایضا عن یزید الکلیا سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں فتویٰ بن معاویہ فقال انه پوچھا گیا تھا انہوں نے فرمایا کہ یزید صحابی نہیں لہٰذا لیکن من الصحابة لانه تھا کیونکہ وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ایام خلافت ولد فی ایام عمر بن الخطاب میں پیدا ہوا تھا۔ رہا سلف کا قول اس پر لعنت رضی اللہ عنہ واما قول السلف کے بارے میں تو امام احمد کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف قولان تلویح و تصریح و اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور لما لث قولان تلویح و تصریح امام مالک کے بھی دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا ولا فی حنیفة قولان اشارہ دوسرے میں تصریح ہے اولاً ابو حنیفہ کے ملہ ہمارے پاس مستطاب آیا اس میں قاتل ہی مرقوم ہے۔

سے تاریخ ابن خلکان اب تک چار بار طبع ہو چکی ہے ایک فہرستان میں اور تین دفعہ مصر میں اس کے تمام مطلوبہ نسخوں میں "عمر بن الخطاب" ہی مذکور ہے لیکن مکرکمال الدین میری نے "حیوة الحیوان" میں زیر عنوان "فہد" اور مورخ ابوالعباس کرمانی نے "أخبار الدول" (ص ۱۲۰) میں اس فتویٰ کے جو الفاظ ذکر کیے ہیں ان میں "عمر بن الخطاب" کی بجائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مذکور ہے اور یہی صحیح ہے

تلویح و تصریح و بھی اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک میں اس پر لنا قول واحد التصريح لعنت کا اشارہ ہے، دوسرے میں اس کی تصریح ہے۔ دون التلویح و کیف اور ہمارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی لا یكون كذلك وهو تصریح ہے، اشارہ کنایہ کی بات نہیں اور وہ اللعاب بالنزد والمتصيد کیوں ملعون نہ ہو گا حالانکہ وہ نزد کھیلتا تھا، بالفہود و مد من الخمر چیتوں سے شکار کرتا تھا۔ شراب کا رسیا تھا، شراب و شرعہ فی الخمر معلوم، کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم ہیں۔ ومنہ قوله : منجملہ ان کے یہ اشعار بھی ہیں :

أقول لصحب نعت الکاس شلہم وداعی صبا بات الہوی بہتر شعر میں اپنے ان ماحیوں کہتا ہوں کہ جن کو ہمارا شراب کیجی کر دیا ہے اور شوق محبت کا داعی ترنم دینے ہے خذوا بنصيب من نعيم ولذة فکل وان طال المدی يتصمر نعمت ولذت میں اپنا حصہ لے لو کیونکہ ہر ایک کو خواہ اس کی مدت کتنی ہی دراز کیوں ہو آخر ختم ہوتا ہے ولا تتركوا يوم السرور الى غدا قربت غدا یاتی بما لیس یعلم اور آج کے یوم مسرت کو کل پر نہ ٹالو کیونکہ بہت سے آنے والے کل ایسی کیفیت لے کر آج آتے ہیں جس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

وکتب فصلاً طویلاً ثم قلب اس کے بعد الکلیا نے ایک طویل فصل اسی موضوع پر الورقة وکتب لومئذ دت لکھ ڈالی۔ اور پھر ورق الٹ کر اس پر یہ لکھ دیا کہ اگر بیاض لمدة العنان مزید اور اراق مجھے دیئے جاتے تو میں اس شخص کی فی محازی هذا الرجل رشوائیوں کے بیان میں عنانِ قلم کو مزید تیز کر دیتا۔ غزالی اور کیا ہر اسی دونوں شافعی مذہب کے فقیہ ہیں، ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں غزالی مورخ محدث نہیں، کیا ہر اسی محدث بھی ہیں اور تاریخ سے واقف بھی، پھر ان کا فتویٰ کیوں قابل قبول نہیں ؟

ملہ وہی بات ہوئی ع بابہ پیش کوشش کہ عالم دوبارہ نیست سے تاریخ ابن خلکان ص ۱۳۷ طبع لولاق مصر

حافظ ابن الوزیری مانی نے غزالی کے فتویٰ کا تفصیلی رد لکھا ہے

حافظ محمد بن ابراہیم ابن الوزیری مانی نے جن کو قاضی شوکانی "البدیع الطالع" میں حافظ ابن تیمیہ کا ہمسرد ہم پلہ بتاتے ہیں اپنی مشہور مؤلفہ "تفتیح العوامم والقوامم فی الذب عن مستہ الی القام" میں جو "شیعہ زیدیہ" کے رد میں ان کی بے نظیر کتاب ہے امام غزالی کے اس فتویٰ کی خوب پوست کنندہ تردید کی ہے اور ان کے استدلال کے ایک ایک جزو کا تار پود کھیر کر رکھ دیا ہے۔

یزید پر لعنت کے بارے میں | اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی "تکلیل الایمان" شیخ عبدالحق کی رائے میں فرماتے ہیں :

در اصل عادت و شیعہ اہل سنت ترک سب و لعن ہست کہ المؤمنین بسب لبتان لعنت برخصوص شیعہ اگرچہ کافر بود، جہا نزد اند چہ دانی کہ عاقبت کار او بایمان و سعادت بود مگر آنکہ بیقین معلوم شد کہ موت و سے برکفر و شقاوت است، تا آنکہ بعض دریزید شقی نیستہ توقف کنند و بعض براہ غلو و افراط درشان و سے و موالات و سے روند و گویند کہ و سے بعد از آن کہ بر اتفاق مسلمانان امیر شدہ اعلیٰ و سے بر امام حسین واجب شد نفوذ بانہ من ہذا القول ومن هذا الاعتقاد کہ و سے باوجود امام حسین امام المیر شود و اتفاق مسلمانان بر و سے

در اصل دہل سنت کا وطیرہ اور عادت یہ ہے کہ وہ لعنت اور سب و شتم سے بچتے ہیں کیونکہ مؤمن کا کام لعنت کرنا نہیں، وہ کسی بھی مخصوص شخص پر اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت کو روا نہیں رکھتے۔ کیا پتہ کہ اس کا انجام ایمان و سعادت پر ہو الایہ کہ یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ اس کی موت کفر و شقاوت ہی پر ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات یزید شقی کے بارے میں بھی توقف کرتے ہیں اور بعض اس کی شان میں غلو اور افراط کرتے ہیں اور اس کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ چونکہ مسلمانوں کے اتفاق سے لیر ہوا تھا لہذا اس کی اطاعت امام حسین رضی اللہ عنہ پر واجب تھی۔ ہم ایسی بات اور ایسے اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسین

شد جسے از صلیبہ کہ در زمان او بودند و اولاد اصحاب ہم منکر و خارج از اطاعت او بودند نعم جماعہ از مدینہ مطہرہ بشام نبرد و سے کر ہا و جبراً رفتند و او جاذبہ ہستہ سنی و مائدہ ہستہ سنی نزد ایشان نہادہ، بعد از ان کہ حال قباحت مآل او را دیدند بمدینہ باز آمدند و خلج بیعت او کردند و گفتند کہ و سے عدوان و شاپ خمر و تارک صلوٰۃ و زانی و فاسق و متحل محرم است و بعضے دیگر گویند کہ و سے امر بقتل آنحضرت نکردہ و بدان راضی نہ بود و بعد از قتل شے و اہل بیت و سے مسرور و مستبشر شدہ و این سخن نیز مردود و باطل است چہ عدوت آن بے سعادت با اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و استبشار و سے بقتل ایشان و اذلال و اہانت او مرایشان را بدرجہ تو اتر معنوی رسیدہ است و انکار آن تکلف و مکارہ است و بعضے دیگر گویند کہ قتل امام حسین کبیرہ است چہ قتل نفس مؤمن بناحق کبیرہ است

کہے ہوتے ہوتے وہ امام اور امیر ہو اس کے امیر ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق کب ہوا؟ صحابہ کی ایک جماعت جو اس کے زمانہ میں تھی اور صحابہ زادے بھی اس کی اطاعت سے خارج اور اس کی خلافت سے منکر تھے۔ ہاں مدینہ مطہرہ کی ایک طاقت جبراً کر ہا اس کے پاس شام گئی تھی اور یزید نے ان کو بڑے بڑے انعام اور لذت و عوتوں سے نوازا بھی، لیکن یہ حضرات جب اس کا حال قباحت مآل دیکھ کر مدینہ منورہ واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور صاف بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو ہے نوش، تارک صلوٰۃ، زانی، فاسق اور محرمات الہی کا حلال کرنے والا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُس نے آنحضرت کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا اور نہ وہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کی اور اہل بیت کی شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر اس نے کچھ خوشی کا اظہار کیا اور یہ بات بھی مردود و باطل ہے کیونکہ اہل بیت نبوی سے اس بد بخت کی عدوت اور ان حضرات کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور خاص طور سے ان حضرات کی تذلیل و اہانت کرنا تو اتر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکا ہے اور ان امور کا انکار محض بناوٹ اور زبردستی ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ امام حسین کا قتل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ کسی مؤمن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہی ہے

و کفر و لعنت مخصوص بکافران است
و لیت شخری کہ ارباب این اقوال
با احادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ
بعض وعداوت و ایذا و اہانت ظاہر
و اولاد او موجب بغض و ایذا و اہانت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است
چہ گویند قآن سبب کفر و موجب
لعن خلودنا چہ ہم است بلا شک
موجب آیت **إِنَّ الْكَذِبَ**
يُؤْذِنُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لِكُفِّهِمْ
اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ
أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۱۰
و بعض دیگر گویند کہ خاتمہ وے
معلوم نیست شاید کہ او بعد از ارتکاب
آن کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و
در نفس اخیر بر توبہ رفتہ باشد و
سید امام محمد غزالی در احیاء العلوم
باین حکایت است و بعض از علماء
سلف و اعلام امت شیل امام احمد بن
حنبل و امثال او بر دے لعنت
کردہ اند و ابن جوزی کہ کمال شدت
و عصبیت در حفظ سنت و شریعت ارد
پاسداری میں پوری شدت و سرگرمی دکھاتے ہیں

در کتاب خود لعنت دے را از
سلف نقل کردہ است۔ و بعضے
من کردہ اند و بعضے متوقف ماندہ اند
لعن یزید میں اختلاف علماء کی بابت
شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیزی میں یہ بیان فرمائی ہے
و در لعن یزید توقف از ان جہت
است کہ روایات متعارضہ و متخالفہ
از ان پلید در مقدمہ شہادت امام
حسین وارد شدہ۔ از بعض
روایات رضا و استبشار و اہانت
اہل بیت و خاندان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مفہوم میگرد
و کسانیکہ این روایات در نظر آنہما
مرج واقع شدہ حکم لعن و نمودند
چنانکہ احمد بن حنبل و کیا ہر سی از فقہائے
شافعیہ و دیگر علمائے کثیر۔ و از بعضے
روایات کراہت ابن امر و عتاب بر
ابن زیاد و اعوان او و نہ امت برین
کار کرد دست تو اب و بوقوع آمد
معلوم می شود کسانیکہ این روایات
نزد ایشان مرجع شد از لعن او
اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کرنے کو سلف سے
نقل کرتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں اور بعض
اس سلسلہ میں توقف سے کام لیتے ہیں۔
یزید پر لعنت کرنے نہ کرنے کے بارے میں
علماء میں جو اختلاف ہے اُس کی وجہ
یزید پر لعنت میں توقف کی وجہ یہ ہے کہ امام
حسین کی شہادت کے بارے میں اس پلید
کے متعلق متضاد و مخالف روایتیں ملی ہیں
بعض روایات تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یزید،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ
کے اہل بیت کی اہانت پر شادان و فرحان تھا
جن حضرات کی نظر میں یہ روایات الجمع قرار پائیں
انہوں نے اس پر لعنت کا حکم دیا چنانچہ امام احمد
بن حنبل اور فقہائے شافعیہ میں سے کئی ہر اسی
اور دوسرے بہت سے علماء کی یہی رائے ہے
اور بعض روایات سے اس امر کی کراہت اور
ابن زیاد اور اس کے اعوان و انصار پر عتاب
اور اس کام پر نہ امت کہ جو اس کے ناجوں کے
ہاتھوں و قوع میں آیا معلوم ہوتا ہے۔ سو جن
لوگوں کے نزدیک یہ روایتیں قابل ترجیح ہوتیں
انہوں نے اس پر لعنت کرنے سے منع کیا۔

منع نمودند چنانچہ امام مجتہد الاسلام
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ دو دیگر علمائے
شافعیہ و اکثر علمائے حنفیہ، و جاعتے
از علماء کہ نزد آنہا ہر دور روایت
متعارض شدہ و ترجیح یک طرفہ
دیگر حاصل نہ بنا بر احتیاط توقف
نمودند ہمین است واجب بر علماء
عند التعارض و هو قول ابی حنیفہ
آرے در بعض شروا بن زیاد کہ
رضا و استبشار آنہا بایں فعل شنیع
قطعی است من غیر التعارض بچکس
و اذ ان توقف نیست بل

یزید پر جب لوگوں نے چٹکار کی تو
قتل حسین پر اظہار ندامت کیا۔

مذکور ہیں سر سے کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ پہلے
یزید قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت خوش تھا۔ بعد کو جب علمائے ہر طرف
سے اس پر لعنت اور چٹکار شروع کی اور اہل اسلام کی نظر میں وہ حقیر ہونے لگا
تو پھر اس نے اظہار ندامت شروع کر دیا چنانچہ حافظ سیوطی تاریخ الخلفاء میں
لکھتے ہیں :

ولما قتل الحسين وبنو ابيه جب حضرت حسین اور ان کے بھائی شہید
بعث ابن زیاد برومہم کر دیئے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے
سے غلط کہی نہ ہو امام ابوحنیفہ سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ
ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قائل ہے۔ یزید کے بارے میں خود ان کی
تصریح آگے آرہی ہے کہ اس پر لعن جائز ہے۔ ۱۰۰ ص ۱ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مکتبہ دہلی

الیزید فقتلہم سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ وہ اول تو اس پر
اولاً شہ مندم لما مقتہ بہت ہی خوش ہوا پھر حسب انوں نے اس جیسے اس
المسلمون علی ذلک پر چٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے
و ابغضہ الناس و حق اظہار ندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت
لہم ان یبغضوہ کرنا ہی چاہیے تھی۔

خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں بھی یزید ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا قاتل ہے۔ چنانچہ "تحفہ اشاعہ" میں فرماتے ہیں :

و بعض قتل انبیاء و پیغمبر زادہ ہا اور بعض انبیاء اور پیغمبر زادوں تک کو قتل
مینا بند مشہل یزید و اخوان اولہ کر دیتے ہیں جیسے کہ یزید اور اس کے معنوی
بھائی ہوئے ہیں۔

یزید پر لعنت کے بارے میں اور یزید پر لعنت کے بارے میں بھی خود حضرت
شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ شاہ صاحب ممدوح کی جو رائے ہے وہ ان کے
مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی نے "تحریر الشہادتین" میں نقل
کر دی ہے فرماتے ہیں :

درین شک نیست کہ یزید پلید اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت
آمر و راضی و مستبشران قتل حسین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دینے والا
بود و ہمین است مذہب مختار اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت
جمہور اہل سنت و جماعت۔ چنانچہ و جماعت کا پندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتزلیہ
در کتب معتبرہ مثل مفتح النجا "مرزا کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد بخش کی "مفتح النجا"
محمد بخش و "مناقب السادات" اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی
ملک العلماء قاضی شہاب الدین کی "مناقب السادات" اور ملا سعد الدین کراچی
دولت آبادی و "شرح عقائد نسفی کی "شرح عقائد نسفیہ" اور شیخ عبدالحق محدث

فی رد کشف الغطاء " میں لکھتے ہیں :

وظا ہر است کہ گفتن لعن و طعن موجب اور ظاہر ہے کہ لعن طعن کرنے سے اس کے سقوط و زور از مطعون میگردد لہذا وبال میں کمی آتی ہے جس کے بارے میں لعن طعن کیا جاتا ہے ۔ لہذا زبان کو لعنت سے زبرد پلید و بتخفیف و زور شادمان نمی سازند بلکہ می خواهند بچکان حاصل و زور گراں بود مقصود المستند باشد طبع

بعض کے پیش نظر مصلحت ہے کہ کہیں سلسلہ آج تک بڑھ جائے لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں ان کے پیش نظر یہ مصلحت بھی ہے کہ کہیں عوام یزید پر لعنت کرتے کرتے بزرگوں تک نہ پہنچ جائیں جیسا کہ رافضیوں کا شعار ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

فان قيل فمن علماء المذهب پھر اگر یہ کہا جائے کہ بعض علماء مذہب شافعی من لم یجوز اللعن علی یزید میں ایسے بھی ہیں کہ جو یزید پر لعنت کرنے کی اجازت مع علمہم باندہ یستحق ما نہیں دیتے حالانکہ ان کو یہ علم ہے کہ وہ لعنت یربو علی ذلک و یزید سے بھی بڑھ کر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو قلنا تحامیاً عن ان یرتقی الی ہم کہیں گے کہ یہ منع کرنا اس احتیاط کی بنا پر الاعلیٰ فالاعلیٰ کما ہو شعار ہے کہ کہیں یہ سلسلہ ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ تک الی روافض نہ پہنچ جائے جیسا کہ روافض کا شعار ہے ۔

لہ من ۲۵ - ۲۶ طبع مطبع محب کشور ہند میرٹھ ۱۳۸۱ھ

لکھ من ۲۵۳۰ طبع قسطنطنیہ

مگر جیسا کہ ہم نے سابق میں تحریر کیا ہے یزید کی فرد جرم میں صرف قتل حسین ہی کا اندراج نہیں بلکہ اس کے گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے آخر اس کے کس کس گناہ کا انکار کیا جائے گا۔ پہلے شبہ کے جواب میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسے ایک بار پھر پڑھ لیجیے جعلوم ہو جائے گا کہ اس امت کے ہلاکوؤں میں اس کا نام سرفہرست ہے۔

قرب ہے یار و روز محشر تجھے گنا گشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رہے گی زبانِ خجرو لہو پکاے گا آستین کا

یہ تو بات ہوئی اس کے جرائم اور قبائح کی ، رہا اس پر لعن کا مسئلہ تو اس تفصیلی بحث سے آپ نے بخوبی اندازہ لگالیا ہو گا کہ جن علماء نے بھی یزید پر لعن سے روکا ہے وہ اس لیے نہیں کہ یزید کوئی بھلا آدمی تھا بلکہ دوسرے مصلح کے پیش نظر اس کو مناسب نہیں سمجھا۔

یزید پر لعن کے بارے میں ائمہ اہل سنت میں امام احمد بن حنبل کا جو مقام امام احمد کی تصریح ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اسلامی دنیا میں جن چار اماموں کی فقہ کو قبولیت عام اور شہرت دوام نصیب ہوئی اور جن کے مذہب پر آج تک مسلمانوں کا جھلکاؤں ہے ، ان میں ایک یہ بھی ہیں۔ یزید کے بارے میں ان کی تصریح آپ پانچویں شبہ کے جواب میں پڑھ چکے ہیں۔

(۱) لا ینبغی أن یروی عنه اس سے کوئی روایت نہیں کرنا چاہیے ۔
(۲) وھل یحب یزید احد کوئی بھی شخص جس کا ایمان اللہ اور روز آخرت پر ہے بھلا یؤمن باللہ والیومہ الآخر وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے ؟
(۳) لھ لا یلعن رجل لعنہ آخر اس شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے کہ جس پر حق تعالیٰ اللہ فی کتابہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے ؟

پھر یزید کے ملعون ہونے کی دو وجہیں بیان کیں (۱) ایک فساد فی الارض ۔

(۲) دوسرے قطع رحمی ، پھر فساد فی الارض کی تفصیل میں فرمایا :

اولیس هو الذی فعل باھل کیا یہ وہی نابکار نہیں جس نے اہل مدینہ پر وہ المدینۃ مافعل ۔ ظلم توڑا جو بیان سے باہر ہے ۔

اور قطع رحمی کے بارے میں تو سب کو معلوم ہے کہ میدانِ کربلا میں اہل بیت لعنوا اللہ علیہم اجمعین پر کیا جتی ذرا بھی قرابت کا پاس و لحاظ نہیں کیا گیا۔

یزید پر لعن کے بارے میں امام اعظمؒ اور دوسرا ائمہ حنفیہ کی تصریحات
 یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مطالبہ ہوئی ہے۔
 میں منقول ہے: اکابر حنفیہ میں امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی رحمہ اللہ المتوفی ۳۲۸ھ نے "احکام القرآن" میں یزید کو لعین ہی لکھا ہے چنانچہ ان کی تصریح پہلے شبہ کے جواب میں گزر چکی ہے۔

امام جصاص | امام جصاص کا شمار مجتہدین فقہاء حنفیہ میں ہے۔ صاحب ہدایہ ان کی تحریجات کو اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں اور صاحب الاختیار تعلیل المختار نے "کتاب الشہادت" میں امام مدوح کے متعلق لکھا ہے :

ولقد تصفحت کثیراً من کتب میں نے ابو بکر رازی کی کتابوں کو بہت کھنگالا ہے
 ابی بکر الرازی فماریتہ رجح علی مگر سوائے اس ایک مسئلہ کے میں نے کبھی
 قول ابی حنیفہ قول غیرہ الا نہیں دیکھا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کے قول پر
 فی ہذہ المسئلۃ دوسرے کے قول کو ترجیح دی ہوگی

ائمہ بخاری کا فتویٰ | بعد کے اکابر علماء حنفیہ میں امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری المتوفی ۵۸۵ھ خلافت الفتاویٰ میں رقمطراز ہیں :

اللعن علی یزید بن معاویۃ لا یزید بن معاویہ اور اسی طرح حجاج پر لعن نہ کرنا چاہئے
 ینبغی ان یفعل وکذا علی (مصنف کتاب) امام طاہر بخاری رحمہ اللہ نقلے
 المحتاج قال رحمہ اللہ سمعت فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین
 لہ ملاحظہ ہو ترجمہ الشبان والشیب من ارتکاب النبیۃ مولانا عبدالحی فرنگی علی ص ۲۰ طبع ۱۳۸۵ھ
 شائع کردہ مکتبہ فاروقین کراچی۔ لکھ اوقیتار ۲۵ ص ۱۴۲

لکھ یعنی یہاں صاحبیہ کے قول پر فتویٰ دے دیا کہ شہود کا ترکہ تمام حقوق میں ہونا چاہئے صاحب
 امام صاحب کے مذہب میں صرف حدود قصاص میں ترکیف ضروری ہے۔

عن الشیخ الامام الزاہد صفاری سے سلسلہ وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل
 قوام الدین الصفاری اندکان کرتے ہیں کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے فرماتے
 یحکم من ابیہ اذہ یجوز ذلک و تھے : یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔
 یقول ... لا بأس باللعن علی یزید

امام قوام الدین صفاری کا تعارف علامہ کفوی نے ان لغتوں میں کیا ہے :
 "شیخ الاسلام و امام الائمۃ اؤحد عصرہ فی العلوم الدینیۃ اصولاً و فروعاً مجتہد زمانہ" شیخ الاسلام، امام الائمہ اپنے زمانہ میں علم دینی میں
 خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے یکتا اور مجتہد عصر تھے۔ والد ماجد
 رکن الاسلام ابراہیم بن اسماعیل زاہد صفار امام غزالی کے معاصر ہیں۔ ان کے بارے میں
 حافظ سمعانی نے "کتاب الانساب" میں لکھا ہے کہ "کان اماماً ورعاً زاہداً"
 (یہ امام تھے اور زہد و ورع سے موصوف) فقہ میں امامت کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ
 کے محدث بھی تھے۔ قاضی خان کے استاد ہیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم انہی سے حاصل
 کی، ان کی وفات ۳۵۵ھ میں ہوئی۔ نسلاً انصاری و اُمی ہیں۔ ان کا پورا خاندان ہن علم و
 فضل کا خاندان ہے۔ چنانچہ حافظ عبد القادر قرشی نے "الجوہر المصنیع" میں ان کے
 ترجمہ میں لکھا ہے : اہل بیت علماء و فضلاء

چونکہ صاحب خلاصہ نے ان کے فتویٰ کو آخر میں نقل کیا ہے اور اس سے اپنے
 اختلاف کا اظہار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان تینوں ائمہ بخاری (۱)، امام طاہر
 اتحاد الدین بخاری رحمہ اللہ خلاصہ المتوفی ۵۳۲ھ (۲) امام قوام الدین ماد بن ابراہیم صفار
 بخاری المتوفی ۵۴۹ھ (۳) امام رکن الدین ابراہیم صفار بخاری المتوفی ۵۳۲ھ

لکھ ج ۳ ص ۳۹۰ طبع نول کشور۔

لکھ ملاحظہ ہو "الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ" از مولانا عبدالحی فرنگی علی
 لکھ کتاب الانساب نسبت صفار

کے نزدیک یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بالکل جائز ہے لیکن چاہئے نہیں کیونکہ ایسا کرنا فرض واجب یا مستحب نہیں محض مباح ہے۔

امام کردری کا فتویٰ اور امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البراز کردری حنفی المتوفی ۸۲۴ھ فتاویٰ بزازیہ میں رقمطراز ہیں :

اللعن علی یزید یجوز ولكن ينبغي ان لا يفعل وكذا على الحاجب ويحكي عن الامام قوام الدين الصقاري انه قال لا بأس باللعن على يزيد... والحق أن يلعن يزيد بناء على اشتهاؤ كفرة وتواتر فظاعة شره على ما عرفت تفصيلاً

یزید اور اسی طرح عجمان پر لعنت کرنا جائز ہے مگر کرنا چاہئے۔ اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں... کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گستاخی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں، لعنت ہی کی جائے گی۔

خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ بزازیہ کا شمار فقہ حنفیہ کی مشہر کتابوں میں ہے معتبر کتابوں میں شمار ہے صاحب "كشف الظنون" نے لکھا ہے کہ علامہ ابوالسعود مفتی روم سے جب یہ فرمائش کی گئی کہ ہم مسائل کے بارے میں آپ کوئی کتاب کیوں تالیف نہیں فرماتے؟ تو جواب دیا کہ

أنا أستحي من صاحب البرازية مجھے "فتاویٰ بزازیہ" کے مصنف شرم آتی ہے کہ مع وجود کتابہ لانہ مجموعۃ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے یہ جرات کروں کیونکہ شریفۃ جامعۃ اللہ مات کما یہ فتاویٰ کا ثبات قابل قدر مجموعہ ہے جس میں بہتات ینبغی۔ مسائل کو جیسا کہ چاہئے قلمبند کر دیا ہے۔

لعن کے باب میں کتاب العالم متاخرین علمائے حنفیہ میں سے جن حضرات نے بھی لعن والمعتزم کی عبارت یزید سے روکا ہے وہ امام غزالی کی رائے سے متاثر ہیں

ورنہ اصل مذہب میں مرتکب کبیرہ کے حق میں اگرچہ استغفار افضل ہے مگر اس پر بدعا اور لعنت کی جا سکتی ہے چنانچہ امام اعظم کتاب العالم والمتعلم میں فرماتے ہیں متعلم سیال کرتا ہے :

أخبرني عن الاستغفار لصاحب الكبيرة أفضل أو الدعاء عليه أو انت بالخيار فيما بين الدعاء عليه باللعنة والاستغفار فبين لم يهذأ كله

یہ تو فرمائیے کہ جو شخص کسی بزرگ گناہ کا مرتکب ہو اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا افضل ہے یا اس کے حق میں بددعا کرنا یا اختیار کے فیما بین الدعاء علیہ باللعنة والاسْتِغْفَار فَبَيْنَ لَمْ يَهْذَأْ كُلَّهُ۔ صاف بتائیے۔

امام صاحب جواب دیتے ہیں :

الذنب على منزلتين غير الاشرار بالله تعالى فأتى الذنوبين ركب هذا العبد فان الدعاء له بالاستغفار أفضل وإن دعوت عليه باللعنة لمر تأثم وذلك بانه إذا ركب ذنباً منك وعفوت عنه ولم تدع عليه كان أفضل وإن ركب ذنباً فيما بينه وبين خالفه بعد أن كان لم يشرك بالله فرحمته ودعوت له

شُرک کے علاوہ گناہ کے دو درجے ہیں جس درجہ کے گناہ کا بھی یہ بندہ مرتکب ہوگا اس کے حق میں استغفار کرنا افضل ہے اور اگر اس پر لعنت کی بددعا کر دے جب بھی تمہیں گناہ نہیں ہوگا۔

کیونکہ اگر اس نے تمہارے ساتھ گناہ کا معاملہ کیا اور تم نے اس کو معاف کر دیا اور اس پر بددعا نہ کی تو یہ افضل ہے اور اگر اس نے اللہ میاں کا گناہ کیا مگر شرک کا مرتکب نہیں ہوا اور پھر تم نے اس کے کلمہ گو ہونے کی وجہ سے اس کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعا کی تو یہ بھی افضل اور اگر اس کے لیے بربادی و ہلاکت کی دعا کی تب بھی گنہگار نہ ہوگے

بالمغفرة لحرمة الشهادة كان
هذا أفضل وان دعوت عليه
بالصلوات لم تأت و ذلك
بانك تقول يارب خذ بذنبه
وانما تكون آثما اذا انت قلت
يارب خذ بغير ذنب

مسلمان کے حق میں لعنت کرنے کا مطلب | جو مسلمان مرتکب کبیرہ ہو اس کے
حق میں لعنت کرنے کا یہی مطلب ہے جو امام صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ انا نووی
نے بھی شرح صحیح مسلم میں حدیث
من أحدث فيها حدثا فلعنة الله والملائكة والناس
أجمعين
کے تحت یہی لکھا ہے۔

قالوا ان المراد باللعن
هنا العذاب الذي يستحقه
على ذنبه والطرد عن
الجنة أو من المنة وليس
هي كلعنة الكفار الذين يبعدون
من رحمة الله كل الابداع
علماء نے بیان کیا ہے کہ لعنت سے مراد
یہاں وہ عذاب ہے جس کا وہ اس گناہ کے سبب
مستحق ہے اور بتدار میں جنت سے محرومی
ہے یہ لعنت کفار پر لعنت کی طرح نہیں کہ جو
بالکلیہ حق تعالیٰ کی رحمت دور کر دیئے گئے
ہیں کہ کبھی جنت میں جائیں گے ہی نہیں۔

یزید پر بھی لعنت کرنے کے یہی معنی ہیں کہ حق تعالیٰ اس کے ان بڑے کرتوتوں
پر اس کو سزا دے جس کا وہ مستحق ہے۔ اور اس کے حق میں ایسا کہنا خواہ افضل
نہ ہو لیکن اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ یزید کا صلح اور سستی ہونا تو کیا اس کی جو حیثیت علماء کی نظر میں

لد م ۱۰ طبع مصر ۱۳۵۵ ۱۴ ص ۱۴۱ طبع بمبائی دہلی ۱۳۵۵

ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ان میں باہم اس امر پر اختلاف ہے کہ اس کی موت اسلام
پر ہوئی یا کفر پر اور آیا اس پر لعنت کی جاسکتی ہے یا نہیں بس اتنی ہی بات اس
کی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے

ساتواں اور آٹھواں شبہ

یہ ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تایا زاد بھائی حضرت عبداللہ
بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مامی زاد کھام محمد اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی
ام مسکین سے نکاح کیا تھا۔

ان شبہوں کا منشا کیا ہے؟ کیا یہ کہ ان دونوں بیبیوں کا نکاح یزید سے کیوں ہوا؟
تو یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ ام محمد اور ام مسکین سے یزید نے کب نکاح کیا تھا؟
اس کے فسق و فجور کے الم نشرح ہو جانے کے بعد اپنی ابتدائی عمر میں جبکہ اس کا
فسق ظاہر نہ ہوا تھا اس لیے پہلے تاریخ سے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ دونوں خواتین
شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کے حوالہ عقد میں آئیں تب کچھ بات سننے ورنہ
ظاہر ہے کہ اگر یزید نے ان سے نکاح اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں اس وقت کیا
جبکہ اس کی بری شہرت نہ تھی اور اس وقت تک اس سے ان مطالب کا ظہور بھی نہ ہوا
تھا کہ جس پر امت اس کو آج تک لعنت ملامت کرتی چلی آتی ہے تو پھر اس سے نکاح
میں کیا قباح تھی؟ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یزید اپنے والد ماجد کی وفات کے
بعد ہی کھلی کھیلا ہے ورنہ اگر ان کی زندگی ہی میں اس کا فسق اس طرح عالم شکار
ہو جاتا تو ظاہر ہے کہ وہ اس کو ولی عہد ہی کیوں بناتے؟

اور اگر شبہ کا منشا یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تایا زاد بھائی
کی لڑکی چونکہ اس کے حوالہ عقد میں تھی اس لیے وہ بھیج داما دہونے کی بنا پر اپنے
سسر کو کس طرح قتل کر سکتا تھا؟ تو اس شبہ کا پوچھ ہونا بالکل ظاہر ہے۔ آئے دن
اخبارات میں سسر اور داماد کے قتل کے واقعات آتے رہتے ہیں اور یزید تو حضرت حسینؑ

کا حقیقی داماد بھی نہ تھا۔ برادرانِ یوسف علیہ السلام کا قصہ تو ہر شخص کو معلوم ہی ہے۔

نواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت زین العابدین نے یزید سے بیعت کی اور واقعہ حرہ کے موقع پر اس کا حسن سلوک دیکھ کر اس کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔

اس شبہ کا جواب | اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ سیدنا علی بن حسین المعروف بہ زین العابدین، دمشق اپنی خوشی سے نہیں گئے ان کو تو پابہ زنجیر اسیرانِ کربلا کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد نے دمشق بھیجا تھا۔ وہاں یزید نے ان سے سخت کلامی کی اور انہوں نے بھی اس کو ویسے ہی سخت جواب دیئے یزید سے بطحہ و رغبت ان کا بیعت کرنا اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا، خصوصاً واقعہ حرہ کے بعد ان سے ثابت نہیں۔ طبقات ابن سعد میں جو کچھ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ مسروق (مسلم بن عقبہ) نے حضرت زین العابدین سے یہ کہا تھا کہ امیر المؤمنین نے مجھے آپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے (ابن امیر المؤمنین اوصافی بک خیرا) اور اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ وصل اللہ امیر المؤمنین (اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو اس کا صلہ دے) لیکن اس کی اسناد یہ ہے: أخبرنا محمد بن عوف قال حدثني أبو بكر بن عبد الله بن أبي سبرة عن يحيى بن شبيل عن أبي جعفر عليه السلام اس کا پہلا راوی محمد بن عوف اقدی ہے جو مشہور ضعیف الروایہ ہے، دوسرا ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ ہے جو وضع حد میں متہم ہے۔ یزید کی منقبت ایسے ہی ناکارہ لوگوں کی روایت سے ثابت کی جاسکتی ہے صحیح روایت کہاں مل سکتی ہے اور اتنی بات کسی کافر کے بارے میں بھی جملنے تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ یزید کے اس سلوک کا یہی بہتر جواب ہو سکتا تھا

اور یہ کہ الفاظ کا ترجمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔ بلا ذری اور طبقات ابن سعد کی اہل عبارت پیش کی جائے کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا باعثِ شرم ہے۔

یزید کے کمانڈر کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی | واقعہ حرہ میں حضرت زین العابدین اگرچہ بالکل الگ رہے کیونکہ کربلا میں خاندانِ اہل بیت پر یزیدی لشکر نے جو قیامت ڈھائی تھی وہ یا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے مگر پھر بھی یزیدی فوج کے کمانڈر مسلم بن عقبہ نے (جس کو بنو عیینہ صلف "محرم یا مسروق بن عقبہ کے برے نام سے یاد کرتے ہیں ان کے ساتھ جس بے بودگی کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل حافظ ابن کثیر کی زبانی سنئے۔ وہ لکھتے ہیں:

واستدعى بعلی بن الحسین مسلم بن عقبہ نے حضرت علی بن حسین (زین العابدین) نجاہ یسعی بین مروان بن الحکم کو طلب کیا وہ مروان اور اس کے بیٹے عبد الملک وابنه عبد الملك لیاخذ له کے درمیان پاپیادہ چل کر اس کے پاس پہنچے تاکہ ان بھاعندہ امانا ولم يشعرا ت دونوں کے ذریعہ اس سے امان لے سکیں انکا یزید اوصی بہ فلتا جلس بین علم میں یہ بات دہنی کر خریدنے ان کا خیال رکھنے ید یہ استدعی مروان بشراب کے بارے میں مسلم کو تاکید سے کہہ دیا تھا چنانچہ رقد کان مسلم بن عقبہ حمل آپ اُس کے سامنے آکر بیٹھ گئے تو مروان کچھ پینے معہ من الشارب فلجنا الى المدينة کے لیے مانگا مسلم بن عقبہ جب شام سے مدینہ کی طرف لکان یشاب له بشرابہ فلما چلا تھا تو اپنے ساتھ وہاں سے برف لیکر آیا تھا اور وہ برف اس کے معروب میں ڈال دی جاتی تھی۔ جئت بالشراب شرب مروان چنانچہ جب پینے کے لیے لایا گیا تو مروان نے اس میں سے قلیلاً ثم اعطی الباقي لعلی تھوڑا سا پی کر باقی حضرت علی بن حسین کو دے دیا بن الحسین لیاخذ له بذلت تاکہ اس ذریعہ سے ان کے لیے امان حاصل کر لی امانا وكان مروان مولی العلی جائے۔ مروان حضرت علی بن حسین کا دوست بن الحسین فلما نظر اليه بنا ہوا تھا۔ مسلم بن عقبہ کی جیسے ہی اس پر نظر مسلوم بن عقبہ قد أخذ

الاناء في يده قال له : لا
تشرّب من شرابنا ثم قال
له : انما جئت مع هذين
لئلا من بھا فارعدت يد علی
بن الحسین وجعل لا یضع الاناء
من یدہ ولا یشربه ثم قال
له : لولا امیر المؤمنین أو صافی
بلک لضربت عنقک ثم قال
له : ان شئت أن تشرّب فاشرب
وان شئت دعونا لک بنیرھا
فقال : هذا الذی فی کف
أرید فشرّب ثم قال له مسلم
بن عقیل : قم الی ههنا فاجلس
فاجلسه معه علی التریب وقال
له : ان امیر المؤمنین أو صافی
بلک وان هؤلاء یشغلونی
عنک ثم قال لعلی بن
الحسین لعل اهلك فزعوا
فقال ای والله فامر بدابته
فاسرجت ثم حمل علیھا حتی
رقدہ الی منزله مکرماً

ٹری کر حضرت زین العابدین نے برتن اپنے ہاتھ
میں اٹھالیا تو کہنے لگا چار پانی نہ پینا اور پھر کہا
تو ان دونوں کے ساتھ اس لیے آیا ہے کہ ان کے
ذریعہ امان حاصل کر سکے ! یہ سکر آپ کا ہاتھ کانپنے
لگا اور نہ برتن ہی ہاتھ سے رکھا جاسکتا تھا اور
نہ ہی اسے پی سکتے تھے۔ تب اس شقی نے آپ کو بتلایا
کہ اگر امیر المؤمنین تمہارا خیال رکھنے کی محنت نہ کرے
تو تمہاری گردن مار دیتا۔ اس کے
بعد کہنے لگا : اچھا اب تم پینا چاہتے ہو تو پی لو اور
چاہو تو ہم تمہارے لیے اور سنگا دیں، حضرت
نے فرمایا : بس میرے ہاتھ میں ہے وہی پینا چاہتا
ہوں چنانچہ آپ نے وہ پی لیا۔ پھر مسلم بن عقیل ان سے
کہنے لگا اور حاکم کو بیٹھ باؤ اور آپ کو اپنے پاس
تحت پر بٹھالیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین نے تو مجھے
تمہارے بارے میں تاکید کر دی تھی مگر ان لوگوں نے
مجھے اتنا مشغول رکھا کہ تمہاری طرف توجہ ہی نہ کر سکی
پھر حضرت سے کہنے لگا شاید تمہارے گھر کے تمہاری طرف
سے پریشان ہوں حضرت نے فرمایا : بخدا ایسا
ہی ہے۔ چنانچہ مسلم نے اپنی سواری پر زین کسے کا
حکم دیا اور پھر اس پر سوار کر کے باعزت طور پر ان
کو اپنے گھر پہنچا دیا۔

اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا اور طبقات ابن سعد میں ہے :
أخبرنا الفضل بن دکین قال : حضرت علی بن حسین شکر یاں مارنے کے لیے
أخبرنا نصر بن جعفر عن أبیہ أن علی پیدل جایا کرتے ہیں میں آپ کا ایک مکان تھا۔
بن حسین کان بئشی الی الجمارکان اہل شام آپ کو ستایا کرتے تھے اس لیے آپ
لہ منزل بمنی وکان اهل الشام اپنے مکان سے قرین الثالب یا اس کے قریب
یؤذونہ فتقول الی قرین الثالب أو اٹھ کر آگئے اب آپ سواری پر کئے گئے اور جب اپنے
قریب من قرین الثالب وکان یرکب گھر پہنچتے تو پھر شکریاں مارنے کے لیے پاسبان
فاذا آتی منزله مشی الی الجمارکے جایا کرتے۔
اہل بیت کی حق تلفی اور اسی میں ہے :

أخبرنا مالک بن اسمعیل قال : سہل بن شعیب نہیں جو بنی نہم میں امامت کرنے
حدثنا سہل بن شعیب النهمی کان کی وجہ سے رہا کرتے تھے اپنے باپ شعیب اور
نازل فیہم یوقمہم عن أبیہ عن شعیب منہال بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں
المنہال، یعنی ابن عمرو قال دخلت نے حضرت علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہو کر
علی بن حسین فقلت کیف عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے رکھے صبح کس
أصبحت اصحک الله؟ فقال ما حال میں ہوئی، فرمایا میں نہ جھٹا تھا کہ شہر میں آپ
کت أری شیخاً من اهل المصر مثلاً جیسا بزرگ بھی یہ نہیں جانتا کہ ہم نے صبح کس حال
لا یدری کیف أصبحنا فأما إذا لم میں کی۔ اور جب آپ یہ نہیں جانتے یا اس کا علم
ندرا أو قلنا فساخبرک أصبحنا آپ کو نہیں تو پھر میں اب بتائے دیتا ہوں کہ ہم
فی قومنا بمنزلة بنی اسرائیل نے اپنی قوم کے ساتھ اس حال میں صبح کی جس طرح
بنی اسرائیل نے قوم فرعون کے ساتھ کی تھی کہ وہ
اھل الکوکون کو تودع کر دیتے تھے اور ان کی عورتوں
نساھم وأصبح شیخنا وسیدنا کو جینے دیتے تھے۔ اور ہمارے شیخ اور ہمارے سردار
یتقرب الی عدونا ببشتمہ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے

اوستبه علی المنابر وأصبحت
قریش تعد أن لها الفضل علی
العرب لأن محمدًا أصل الله
عليه وسلم منها لا یعد لها
فضل إلا به وأصبحت العرب
مقترة لهم بذلك وأصبحت
العرب تعد أن لها الفضل علی العجم
لأن محمدًا أصل الله عليه وسلم
منها لا یعد لها فضل إلا
به وأصبحت العجم مقترة
لهم بذلك فلئن كانت
العرب صدقت أن لها الفضل
علی العجم وصدقت قریش
أن لها الفضل علی العرب
لأن محمدًا أصل الله عليه وسلم
منها أن لنا أهل البيت الفضل
علی قریش لأن محمدًا أصل الله عليه وسلم
منها فلیصحو یا أخذون
بحقنا ولا یعرفون لنا حقًا
فهدکذا أصبحنا اذ لم تعلم
کیف أصبحنا قال فظننت انه
اراد ان یسمع من فی البيت
که بر سر منبر من پرست و شتم کر کے چارے و شتم
کا تقریب حاصل کیا جاتا ہے اور قریش نے اس
حال میں صبح کی کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو عرب پر
اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قریشی ہیں اور ان کے بغیر ان کی فضیلت ثابت نہیں
ہوتی اور اہل عرب نے اس حال میں صبح کی کہ وہ بھی قریش
کی اس فضیلت کے معترف ہیں نیز اہل عرب نے اس حال
میں صبح کی کہ وہ بھی اہل عجم پر اپنی فضیلت کو اسی لیے
شمار کرتے ہیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے اور
آپ کے بغیر عرب کی فضیلت شمار نہیں ہو سکتی اور اہل
عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ انہیں بھی عرب کی اس فضیلت
کا اعتراف ہے پس اگر عرب اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ ان
کو عجم پر فضیلت ہے اور قریش بھی سچے ہیں کہ ان کو عرب
پر فضیلت حاصل ہے کیوں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عرب بھی تھے اور قریشی بھی تو ہم اہل بیت کو بھی
قریش پر اسی لیے فضیلت ہے کہ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تھے اب قریش (وقت
کے حکمران بنی امیہ مراد ہیں) نے اس حال میں صبح کی ہے
کہ خود تو یہ ارا حق لے چکے ہیں مگر اپنے اوپر ہمارا کوئی
حق نہیں سمجھتے۔ اب جو جب ہمیں میل ہے یہی کہہ رہے ہیں
صبح کی حال یہ کہ تو اس حال میں کہتی ہے میں ہاں کا بیان ہے
کہ مجھے خیال یہ پڑتا ہے کہ حضرت ان لوگوں کو سننا
تھے جو اس وقت گھر میں آئے ہوئے تھے۔

دسواں شبہ

یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات سے
ہوتی رہی ہیں۔

اس شبہ کا جواب

واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید | یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید
کی اولاد میں کوئی رشتہ نہیں ہوا | کی اولاد کے درمیان کوئی رشتہ مناکحت قائم
نہیں ہوا، کتب تواریخ و انساب کا پڑھنا تو بڑی بات ہے اس سلسلہ میں ایک قرابت کا
ذکر بھی کتب تاریخ و انساب سے ثابت نہیں۔ محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب خلافت
معاویہ و یزید " میں بنی امیہ اور بنی امیہ کی بہت سی قرابتوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس
سلسلہ میں ایک نظیر بھی پیش کر سکے اور امویوں کو سادات میں شامل کرنا نامصبت
ہے، امویہ کا شمار اہل بیت میں نہیں ہے۔

عبدالملک کا زوال یزید سے عبرت پکڑنا | یہ بھی واضح رہے کہ بنو امیہ اور بنی ہاشم
کے بہت سے خاندان تھے۔ عبدالملک مروانی جب تخت حکومت پر براجمان ہوا تو
اس نے یزید کے زوال سے عبرت پکڑ کر حجاج بن یوسف کو یہ تاکید کر دی تھی کہ بنو ہاشم
سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے کیونکہ آل ابی سفیان نے جب ان پر زیادتی کی تو ان پر
زوال آگیا چنانچہ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

فان المحتاج مع کونه مہیڑا | بلاشبہ محتاج نے باوجودیکہ وہ بڑا ہلکا اور
سفاکا لاء ہوا قتل خفا کثیرا | سخت خونریز تھا اور اس نے ایک نئی کثیر کو قتل
لم یقتل من اشراف بنی ہاشم | کر دیا تھا تاہم اشراف بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل
أحدًا قط بل سلطانہ عبدالملک | نہ کیا بلکہ اس کو اس کے سلطان عبدالملک بنی ہاشم سے
بن مروان نہاہ عن التعرض | جو اشراف کہلاتے ہیں کسی قسم کا بھی تعرض کرنے
لبنی ہاشم و ہم الاشراف | سے منع کر دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ بنو ہاشم کے

و ذکر انه اُتٰ اِلٰی بنی
الحرب لما قهرنوا للهو یعنی یہ ہے کہ حضرت حسین کو قتل کیا تو ان پر
لما قتل المحسن اذہار آگیا۔

اس لیے بنو ہاشم اور بنو مویان میں اگر تعلقات قرابت بعد میں بھی قائم رہے اور ایک دوسرے رشتہ
مناکحت کا سلسلہ چلتا رہا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یزید کے مظالم کے موافق بھی اقاری تھے
گیا رہواں شبہ

یہ ہے کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد کوفہ کے شریر النفس لوگوں نے سیدنا
حسین کو یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا اور جب آپ نے یہ جان لیا کہ یزید کی ہجت
پر تمام امت متفق ہے تو آپ اپنے ارادہ سے دستبردار ہو گئے۔

اس کا جواب

یہ ہے کہ یہ محض ہرزہ سرائی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ تاریخ طبری،
البدایہ والنہایہ، ابن الاثیر، الاصابہ لابن حجر اور تاریخ الخلفاء یہ سب کتابیں
ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان میں کہیں یہ مذکور نہیں جو مستغنی نے سوال میں ذکر کیا ہے۔
کیا العیاذ باللہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض نے نادان عقل سے
کورے، احکام شرع سے بالکل ناواقف اور دینی تقاضوں سے سرے سے نا آشنا
تھے کہ سب مل کر تو اس حقیقت کا پتہ چل گیا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور ان شریر النفس
لوگوں کے بہکانے میں آ کر جن کے

”نامبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے اور کبھی جنگ
جمل و صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے حتیٰ کہ حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور حسنؓ کی توہین و تحقیر سے بھی انہیں

کے نامہ اعمال سیاہ اور دامن داغدار ہیں۔

آپ نے یہ یاد کر لیا کہ امیر یزید امت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں اور پھر ان کے خلاف خروج پر

آمادہ ہو گئے۔ سبحان اللہ! اس سے زیادہ اور کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیر
و تجہیل میں کہا جاسکتا ہے۔ اور پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ نہ صرف حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بلکہ ان کے بعد ساری امت اسلامیہ پر آج تک یہ حقیقت مشکف ہی نہ ہو سکی جو مستغنی پر واضح
ہوئی ہے نمودار شد من ائذہ الخرافات، جھوٹ بولنے کی حد ہو گئی۔

فان روق اعظم کی شہادت میں کسی کو فی کا ہاتھ نہ تھا | حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت
میں کسی کو فی کا ہاتھ نہ تھا یہ محض جھوٹ ہے، نہ ان کی شہادت کسی سازش کے تحت عمل میں
آئی ان کی شہادت کے بارے میں سادھش کا افسانہ موجودہ دور کے ملحد نامیہوں کے
ذہن کا ساختہ و پروا خستہ ہے۔

بقیہ غلط باتوں پر تنبیہ | حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین میں بھی کسی کو فی کا نام
نہیں لیا جاتا۔ محاصرین میں بھی اکثریت اہل مصر کی تھی۔ جنگ جمل و صفین میں کیا طرفین سے
سارے صحابہ کرام (نمودار شد) دیوالیے ہو گئے تھے کہ وہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرح ان شریر النفس لوگوں کی شرارت کو بالکل نہ سمجھ سکے اور قتل و قتال کا ہنگامہ کارزار
جاری رکھا۔ ایک ملحد تو ایسی بات سمجھ سکتا ہے لیکن کبھی سلطان کا ذہن اس خرافات کو
باور نہیں کر سکتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قاتل عبدالرحمن بن ملجم مرادی پکا خارجی تھا، خارجیوں
کا گروہ کوفہ نہیں نہروان تھا۔ ابن ملجم قاتل علی کو فی نہیں مصری تھا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی توہین و تحقیر میں خوارج اور ذوالصیبت پیش رہے ہیں۔

یزید کے خلاف حضرت حسین کا اقدام اللہ تعالیٰ نے | حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام
یزید کے خلاف اس کی تاہلی کی بنا پر دوسروں کے کہنے سے نہیں بلکہ دینی بصیرت کے مطابق
محض اللہ تعالیٰ نے اعلان کلامہ اللہ تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر مزیح الباری لکھتے ہیں:

قسم خرجوا غضبا للدين من | ایک قسم ان حضرات کی ہے جو حکام کے ظلم و ستم اور
اجل بخور الوکاة وترك عملهم | سنت نبوی پر ان کے عمل نہ کرنے کی بنا پر دینی غیرت
بالسنة النبوية فلهؤلاء اهل | وحمیت میں نکلے یہ سب اہل حق ہیں اور حضرت حسین بن
الحق ومنهم الحسين بن علي و | علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل مدینہ جنہوں نے شہادت

أهل المدينة في الحرة والعتاة
الذين خرجوا على المحتاج^{عليه}
جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف
اقدام کیا ان سے جنگ کرنا ناجائز تھا
قلعاً جائز نہیں تھا چنانچہ حافظ ابن حجر مشیح الباری میں رقمطراز ہیں :

من خرج عن طاعة امام جائز
أراد الغلبة على ماله أو نفسه
أو أهله فهو معذور ولا يحمل
قتاله، وله أن يدفع عن
نفسه وماله وأهله
بقدر طاقتة -

جو کسی ایسے حکمران کی اطاعت سے نکلے کہ جو ظالم ہو
اور اس شخص کے جان یا مال یا اہل و عیال پر غلبہ
کرنا چاہتا ہو تو ایسا شخص معذور ہے اور اس سے
قتال حلال نہیں اور اس شخص کو اپنی طاقت کے مطابق
اپنی جان مال اور اپنی اہل و عیال کی طرف سے دفاع
کا حق حاصل ہے -

وقد أخرج الطبري بسند
صحيح عن عبد الله بن الحارث
عن رجل من بني معمر عن
علي، وقد ذكر الخوانسار
إن خالفوا إماماً عدلاً فقاتلوه
وإن خالفوا إماماً جائراً
فقاتلوه فأن لهم
مقالات -

چنانچہ امام طبری نے بسند صحیح عبد اللہ بن حارث
سے روایت کیا ہے اور وہ بنی معمر کے ایک شخص کے
ذریعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ
آپ نے ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جو خلیفہ کے خلاف
خروج کرتے ہیں نہ رہا یا اگر یہ لوگ امام عادل کے خلاف
خروج کریں تو ان سے قتال کرو اور اگر ظالم حکمران کی قیادت
کریں تو ان سے قتل و قتال نہ کرو کیونکہ ان کو کہنے کا حق
محاصل ہے (اس لیے معذور ہیں)

اس روایت کو منقول کرنے کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وعلى ذلك يعمل ما وقع للحسين
بن علي ثم لعبد الله بن الزبير
في الحرة

اور اسی صورت پر محمول ہوگا جو حضرت حسین بن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آیا اور پھر معاویہ
میں اہل مدینہ کے ساتھ پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ

ثم للقراء الذين خرجوا
على المحتاج في قصة عبد الرحمن
بن محمد بن الأشعث
والله أعلم له

عندہا کے ساتھ اور ان علماء کے ساتھ کہ جنہوں نے
عبد الرحمن بن محمد بن الأشعث کے واقعہ میں حجاج
کے خلاف خروج کیا تھا کان سب حضرات سے قتال
ناجائز تھا - واللہ اعلم -

حرمین میں یزید اور اس کے عمال نے
حضرت حسینؑ کو مہینے سے نہ بیٹھنے دیا -
کیا چاہیچکہ اس کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو یزید کے عمال نے حرمین میں ہیں سے بیٹھنے ہی نہ دیا۔ مدینہ میں تھے تو بیعت یزید پر اصرار
تھا، مگر معتزلہ آگئے تو وہاں بھی یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام خط
لکھ کر اپنے قلعہ اشعار میں حضرت حسینؑ کو قتل کی دھمکی دی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی وجہ سے حرم مکہ میں خونریزی ہو اور حرم کی عزت خاک میں ملے بلکہ
اس لیے آپؑ کو کوفہ کا رخ کیا کہ وہاں آپ کے اعوان و انصار تھے -

جن حضرات نے کوفہ جانے سے حضرت حسینؑ
کو روکا برہنہ شہادت روکا -
اور جن حضرات نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا
وہ بھی برہنہ شہادت تھا اس بنا پر کہ آپ
کا یہ اقدام نفوذ باللہ خلاف شرع تھا۔ ورنہ روکنے والے آپ سے صاف صاف کہہ دیتے کہ آپ
مرتب معصیت ہو رہے ہیں یزید جیسے خلیفہ برحق کے خلاف خروج کرنے سے آپ شرعاً کے رد
سے باقی سباح الدم اور واجب القتل ہوں گے۔ اس لیے خلیفہ برحق سے بغاوت کرنا آپ کے
شایان شان نہیں۔ نور فرمائیے یہ حضرات کوفیوں کی ہوفانی کا اندیشہ تو ظاہر کرتے ہیں مگر
آپ کے اس اقدام کو گناہ قرار نہیں دیتے -

کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے | کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے، ان میں غلصین کی

نا المنصورین شمل ناھشامین بن مالک منی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ
 حسان عن حفصة بنت سیرین میں ابن زیاد کے پاس تھا اتنے میں حضرت
 قالت ثقی النس بن مالک قال حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے
 صکت عند ابن زیاد فجیء سلسلے لایا گیا تو وہ پھڑکی سے آپ کی ناک کو
 برأس الحسین فجعل يقول بقضیب جھیر کر (بطور طنز) کہنے لگا میں نے تو ایسا حسین
 فی أفقه ویقول ما رأیت مثل ہی نہیں دیکھا پھر اس کے صحن کا کیوں چرچا ہے
 هذا احسنأ لم یذکر قال قلت میں نے کہا خبردار یہ رسول اللہ صلی اللہ
 اما أنه کان اشبهہ برسول اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی مشابہ تھے۔
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ هذا حدیث حسن صحیح غریب۔

عمر بن سعد کا حشر | عمر بن سعد کا جو حشر ہوا وہ ابھی تاریخ بخاری کے حوالہ سے
 آپ پڑھ چکے کہ وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد ہی قتل کر دیا گیا اور پھر اس کے لاشے کو آگ میں
 جلا دیا گیا۔ یہ واقعہ ۳۶ء کا ہے۔

ابن زیاد کے سر کے ساتھ | اور ۳۶ء میں بروز عاشوراء ہی ابن زیاد بد نہاد بھی
 کیا غیرتناک معاملہ ہوا | ابراہیم بن الاشتر کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی قصر میں
 جہاں ۳۵ء میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا
 اس کا سرنا مبارک بھی رکھا گیا پھر اس کے سر پر جو جیتی وہ سننے کے لائق ہے۔ اما ترمذی
 اپنی جامع میں فرماتے ہیں :

عن عمار بن عمیر قال لتاجی برأس عمارہ بن عمیر بیان ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد
 عبید اللہ بن زیاد واصحابہ نضدہ اور اس کے ساتھیوں کے سر لاکر چوک کی مسجد
 فی المسجد فی الرحبة فانتهیت الیہم میں بالترتیب رکھے گئے تو میں بھی وہاں پہنچا
 وھم یقولون قد جاءت قد جاءت اس وقت لوگوں کی زبان پر تھا وہ آیا وہ آیا

فاذا حیث قد جاءت تخلل دیکھا تو ایک سانپ سروں میں سے گھستا ہوا
 الرأس حتی دخلت فی مخزوی ابن زیاد کے نقصوں میں داخل ہوا پھر ذرا دیر
 عبید اللہ بن زیاد فمکثت رہ کر باہر غائب ہو گیا اب پھر لوگوں نے
 هینة ثم خرجت فذهبت کہنا شروع کیا وہ آیا وہ آیا۔ غرض اس سانپ
 حتی تعیتت شعره فالو اقد نے دو تین بار ایسا ہی کیا۔
 جاءت قد جاءت ففعلت ذلك مرتین أو ثلاثا۔ هذا حدیث حسن صحیح

یزید کا دنیا سے ناکام و نامراد جانا | اور یزید کا جو حشر ہوا وہ حافظ ابن کثیر کے
 الفاظ میں یہ ہے :

وقد اخطأ یزید خطاً فاحشاً یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہہ کر کہ وہ تین دن تک
 فی قوله لمسلم بن عقبہ أن مدینہ نبوی میں قتل و غارت گری جاری رکھے
 تبیح المدینة ثلاثة أیام بڑی خطا فاحش کی، یہ بڑی سخت اور خوش غلی
 وهذا خطا کبیر فاحش مع ہے اور اس کے ساتھ صحابہ اور صحابہ زادوں
 ما انضم إلہ ذلک من قتل کی ایک خلقت کا قتل عام اور شامل ہو گیا۔ اور
 خلق من الصحابة وابناءهم سابق میں گزر چکا کہ حضرت حسین اور ان کے
 وقد تقدم أنه قتل اصحاب عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کر ڈالے
 الحسین واصحابہ علی یدی گئے مدینہ منورہ میں ان تین دنوں میں ، وہ
 عبید اللہ بن زیاد وقع مفاسد عظیمہ واقع ہوئے کہ جو حد و حساب سے باہر
 فی هذه الثلاثة آیام من ہیں اور بیان کیے ہی نہیں جاسکتے۔ بس اللہ
 المفاسد العظیمہ فی المدینة عزوجل ہی کو ان کا علم ہے۔ یزید نے تو مسلم بن
 السبویة ما لا یجحد ولا یؤصف عقبہ کو بھیج کر یہ چاہا تھا کہ اس کی سلطنت و
 ما لا یصلہ إلا اللہ عزوجل اقتدار کی جڑیں مضبوط ہوں اور اس کے

وقد اراد بار سال مسلمون ایام حکمرانی کو بلا نزاع دوام حاصل ہو
عقبہ تو طید سلطانہ و مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف مراد اس
ملکہ و دوام آتامہ من کو سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے
غیر منافع فعاقبہ اللہ درمیان آڑے آگیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے
بنقیض قصده و حال بینه جو سب ظالموں کی کمر توڑ دیتا ہے اس کی بھی مکر
وبین مایشتمیہ فقصمہ اللہ توڑ کر رکھی اور اسے اسی طرح دھوکہ دیا جس طرح
قاصم الجبارہ و اخذہ اخذ کہ غالب اور باقتدار پکڑا کرتا ہے اور اسی
عزیز مقتدر و کذلک اخذ طرح ہے تیرے رب کی پکڑ جبکہ وہ پکڑ تمہارے جتنوں
رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْفَرْسِيُّ وَهِيَ ظَالِمَةٌ کو اور وہ ظلم کرتے ہوئے ہیں بے شک اس کی پکڑ
إِنْ أَخَذَهُ أَلَيْسَ بِشَدِيدٍ کہ دردناک ہے شدت کی

اس کی نسل کا منقطع ہو جانا اور خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فصل الخطاب میں فرماتے ہیں :

روز طغ باقی ماند از اولاد وے مگر کر بلا کے دن حضرت حسین کی اولاد نیز نہیں
زین العابدینؑ، پس حق تعالیٰ از صلب بجز حضرت زین العابدینؑ کے کوئی مرد باقی نہ بچا
وے آفتد رک خواست از اہل بیت نبوت پھر حق تعالیٰ نے آپ کی پشت سے خاندان نبوت
بیسرون آورد و در شرق و غرب منتشر کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور
گردانیہ چنانچہ پنج ناجیہ و پنج شہرہ اور ان کو شرق و غرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی نواح
از وجودشان غالی نیست و نباشد اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود سے
و از یزید و اخلاش یک تنی نگذاشت خالی ہو اور نہ کبھی غالی ہو گا اور یزید اور اس کی
کہ خاندان آبادان کنند و آتش اندوز نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو مگر
واللہ تعالیٰ راست ترین گویند گاہت آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے (نہ کوئی نام لیا
بر حبیب خود کہ فرمود : اِنِّی رَاٰنِی و رَاٰنِی پانی دیا) اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جتنے

شَايِنَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ
بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رو گیا و م کنا۔

یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسینؑ اور ہمارے نزدیک یہ بات بھی محل نظر ہے کہ
یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر وقت
میں عمر بن سعد کے سامنے جو تین شرطیں رکھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھے دمشق بھیج دیا جائے
تاکہ میں اپنے ابن عم (پچا زاد بھائی امیر یزید) کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر معاملہ اس طریقے طے کر لوں
جس طرح میرے بھائی حسن نے امیر معاویہؓ کے ساتھ کیا تھا۔ سائل نے فاضل یدی فی یدہ
کے الفاظ تو فضل کیے بقیہ الفاظ تاریخ کی کس کتاب میں منقول ہیں۔

اس پر روایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث یہاں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے
کہ کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے کسی دور میں بھی یزید کی خلافت
منعقد ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی؟

سب سے پہلے جب یزید کی ولید عہدی کی تقریب عمل میں آئی تو کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اس کی ولی عہدی کی بیعت کی اور اس کو درست بتایا؟ پھر جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی وفات پر یزید کے عامل مدینہ ولید بن عتبہ نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو کیا آپ نے
اس مطالبہ کو منظور فرمایا؟ کیا آپ نے مدینہ طیبہ کو صرف اسی بنا پر خیر باد نہیں کہا کہ یزید کے مقرر
کردہ عامل مدینہ کی طرف سے اس سلسلہ میں آپ پر ناجائز دباؤ والا جبار ہاتھ آیا؟ کیا آپ
اسی وجہ سے وہاں سے چل کر حرم مکہ میں نہیں آ گئے تھے؟ حرم مکہ میں بھی آپ نے یزید کی بیعت
پر کبھی ایک لمحے کے لیے بھی اظہار رضامندی کیا تھا؟ پھر اخیر وقت میں حضرت حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر کس طرح راضی ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت ضلالت بھی
سمجھتے تھے چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری "الفصل فی الملل والایہام والنحل" میں رقمطراز ہیں :
إِذ رَأَى أَنَّهُمَا بَيْعَةٌ ضَلَالَةٌ حضرت کی رائے یہ تھی کہ اس کی بیعت

بیعت ضلالت ہے۔

آپ کا اخیر خطبہ جو آپ نے میدانِ کربلا میں دیا، آپ کے موقف کو صاف صاف بتا رہا ہے یہ خطبہ احیاء العلوم امام غزالی کے حوالے سے نقل کیا جا چکا۔ حضرت ابن عباس کا وہ خط بھی پڑھ لیجئے جو آپ نے یزید کے نام لکھا تھا اور جو سابق میں تاریخ الکامل ابن اثیر کے حوالے سے ہم نقل کر چکے ہیں ان میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے موقف سے رجوع کر کے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے راضی ہو گئے تھے حالانکہ یہ دونوں مواقع ایسے تھے کہ جہاں ایسی اہم بات کا ذکر ضروری تھا۔ پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے رفقاء یا حضرات انصارِ مدینہ میں سے کسی ایک فرد نے بھی جب سے وہ یزید کے خلاف کھڑے ہوئے کبھی اپنے موقف سے رجوع کیا جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے۔ حضرت تو عزم و ہمت اور عزیمت کے اعتبار سے ان سب حضرات سے برتر اور بڑھ کر تھے۔ اور کمالات و فضائل کے اعتبار سے اپنے تمام معاصرین میں اس وقت کوئی ان کا ہمسرہ تھا وہ بھلا کس طرح اپنے صحیح موقف سے رجوع فرما سکتے تھے وجہ یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ و تابعین کے نزدیک یزید کی شخصیت ناپسندیدہ تھی۔ چنانچہ حافظ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں انما ائکرم من ائکرم الصحابة صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن رضی اللہ تعالیٰ عنہم ومن التابعین حضرت نے بھی یزید بن معاویہ، ولید اور بیعة یزید بن معاویہ والولید و سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا وہ صرف لافہم کا فواغیر مرضیینؑ اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ شخصیتیں تھیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ نہ یزید نے اپنی حرکات سے توبہ کی، نہ ان حضرات میں سے کسی نے اس سے بیعت کا ارادہ منہ رمایا، بہر حال اگر اہل سنت کی کتابوں میں یہ روایت معاصرین واقف سے پسند صحیح مذکور ہو تو ضرور پیش کی جائے ہم بعد شکر یہ اس تحقیق کو قبول کریں گے۔

حضرت حسین کا شمار نجباء صحابہ میں ہے | حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار صحابہ کرام کے اس اعلیٰ طبقے میں ہے جن کو حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے "نجباء" (خاص برگزیدہ اصحاب، اور "رقبہ" (جو آپ کے احوال کے نگراں ہوں) میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے :

عن علی قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان لكل نبي سبعة نجباء و رقباء نبي کے سات نجباء اور رقباء ہوئے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ عنایت فرمائے ہیں قلنا من هم ؟ قال انا و ابناي وجعفر و حمزة و أبو بكر و عمر و مصعب بن عمير و بلال و سلمان و عمار و عبد الله بن مسعود و ابوذر و المقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

"نجیب" کے معنی برگزیدہ اور "رقیب" کے معنی نگراں احوال کے ہیں، شیخ اہل عبدالحق محدث دہلوی "اشعۃ اللغات" میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں :

ازین معلوم میشود کہ درین چہارہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ بحسب نجابت و رقبابت خصوصیت ہست کہ در دیگران نیست۔ اعتبار سے وہ امتیاز و خصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ علیؑ حسینؑ اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے۔
اب غور فرمائیے کہ جو حضرات شریف نجابت
سے ممتاز ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تمام حالات کے سچا ہوں ان کے مزاج مثلاً نبوت ہونے میں کیا شبہ
ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات کا جو اقدام بھی ایسے مواقع پر ہوگا وہ
جادو شریعت سے ذرا بھی ادا ہوا دھڑ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ
اور حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے وقت میں مخالفین کے ساتھ جنگ
وسلح کا جو اقدام بھی کیا وہ امت کے عین مفاد میں تھا اور تمام اہل سنت کا اس پر
اتفاق ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے اور حضرت حسینؑ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف بالکل صحیح تھا۔ چنانچہ علامہ عبدالحی بن محمد حبشی رحمہ اللہ
”شذرات الذہب“ میں لکھتے ہیں

والعلماء مجمعون علی تصویب
قتال علیؑ لمخالفیہ لائمہ
الامام الحق ونقل الاتفاق
ایضاً علی تحسین خروج الحسین
علی یزید وخروج ابن الزبیر
وأهل الحرمین علی بنی امیہ
وخروج ابن الأشعث ومن
معه من كبار النبیۃ وخیار المسلمین
علی الحجاج ثم الجہور رأوا
جواز الخروج علی من کان مثل
یزید والحجاج ومنهم من
جوز الخروج علی من کان ظالم بلہ

اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علیؑ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے
کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے۔ نیز اس پر بھی اتفاق
منقول ہے کہ حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
خروج یزید کے خلاف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف
اور ابن الاشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین
اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن
تھا۔ پھر جہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج
جیسے (ظالم اور فاسق) حکمرانوں کے خلاف اٹھ
کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو
یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جاسکتا ہے۔

حسینؑ اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے
تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟
یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر حضرت حسینؑ
رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت پر آخر وقت میں راضی ہو گئے

تھے تو پھر ان کو عمر بن سعد یا عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کر لینے سے آخر
کو نسا امر مانع تھا کیا وہ بھی (نہو ذبا اللہ) سخت جاہ میں گرفتار تھے کہ صرن بادشاہ وقت
ہی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اس کے عمال کے ہاتھ پر بیعت کرنا ان کی کسر شان ہے
اسی طرح اسی صورت میں خود یزیدی عمال کو انہیں دشمن پہنچانے میں آخر کیا عذر تھا؟
اور جب یہ اطاعت کے لیے تیار تھے تو پھر انہیں ناحق قتل کرنے سے کیا فائدہ تھا؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بیعت پر آمادہ تھے مگر
عبید اللہ بن زیاد نے زبردستی آپ کو قتل کر دیا تو سوال یہ ہے کہ عبید اللہ بن زیاد اور
عمر بن سعد کو آخر حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی کونسی ذاتی عداوت تھی جس نے ان
لوگوں کو آپ کے قتل پر مجبور کیا تھا؟

اور اگر یہ لوگ اس قدر خود مسرور تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یزید کی بیعت پر آمادہ تھے مگر پھر بھی وہ ان کے قتل سے باز نہ رہے تو یزید کیا برائے نام
خلیفہ تھا کہ جو عضو معطل بنا بیٹھا تھا اور جو کچھ کرتے تھے اس کے عمال بدلہ عمل ہی کرتے
تھے۔ اور اگر واقع میں یزید با اقتدار خلیفہ تھا اور اس کے مشاکے بغیر شہرہ دلے کر بلا کو قتل
کیا گیا تو پھر اس نے اس بارے میں اپنے عمال بد سے باز پرس کیوں نہ کی؟

اتنی بحث و درایت کے اعتبار سے اس روایت کے ناقابل قبول ہونے کے لیے کافی
ہے جو مستفتی نے منقل کی ہے کہ ”فاضل یدی فی یدہ“ اور یہ کسی قابل وثوق
سند سے ثابت بھی نہیں ہے۔

مزید یہ کہ اس کے برخلاف عقبہ بن سمان کی صاف تصریح کتب تواریخ میں
موجود ہے۔ چنانچہ حافظ عزالدین ابن الاثیر جزیری اپنی تاریخ الکامل میں فرماتے ہیں:
وقد روی عن عقبہ
بن سمان انه قال صحبت
اور بلاشبہ عقبہ بن سمان سے مروی ہے کہ انہوں نے
بیان کیا میں حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ

الحسين من المدينة إلى مكة ومن مكة إلى العراق ولم أفرقه حتى قتل و سمعت جميع مخاطباته الناس إلى يوم مقتله فوالله ما أعطاه ما يتذكر به الناس من أنه يضع يده في يدي يزيد

مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کبھی جدا نہ ہوا۔ میں نے یوم شہادت تک آپ کی وہ تمام گفتگوئیں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے فرمائی ہیں۔ سو بخدا یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے اور اس سے بیعت کر لیں گے۔

یہ عقبہ بن سمان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ باب کے غلام تھے عمر بن سعد نے غلام ہونے کے باعث ان کو زندہ چھوڑ دیا تھا۔
خضریٰ کی تحقیق "محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ" کے مصنف محمد خضریٰ کی تحقیق بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں:

ولیس بصحیح أنه عرض عليهم أن يضع يده في يدي يزيد فلم يقبلوا منه تلك العود و عرضوا عليه أن ينزل على حكم ابن زياد

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی شکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کے لیے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لیے تیار ہیں مگر ان لوگوں نے آپ کی یہ پیشکش قبول نہ کی اور آپ کے سامنے یہ بات رکھی کہ ابن زیاد کے فیصلہ پر تسلیم فرم کریں۔

غرض یہ دعویٰ کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر وقت میں یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے۔ نہ درایت کے اعتبار سے صحیح ہے نہ روایت کے اعتبار سے۔ اور جو اس

امریکی صحت کا مدعی ہو اس کو چاہئے کہ وہ اس بارے میں صحیح سند کے ساتھ کوئی روایت پیش کرے تاکہ اس کا مدعا ثابت ہو۔

بارہواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خروج بغاوت نہیں بلکہ ایک اجتہادی سیاسی خطا تھی جس کا اصل سبب صرف سبائی کوفیوں کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا

اس شبہ کا جواب

یہ شبہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلوائیوں کے خلاف کوئی اقدام نہ کر کے سیاسی غلطی کی تھی اور یہ خطا آپ کی اجتہادی تھی۔ بہر حال بغاوت ہو یا "اجتہادی سیاسی خطا" جب بقول مستغنی حضرت نے اپنے پہلے موقف سے رجوع فرمایا تھا تو اب ان کو شہید کرنے کا کیا جواز تھا؟ اور خیر حضرت کو تو خاک بدھن گستاخ بقول مستغنی شریہ النفس لوگوں نے امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا تھا اور اس کا سبب صرف سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی اور ان کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا مگر ان ناصبی قاتلان حسین کو خاندان نبوت کا چرغ گل کرنے کے لیے کس شیطان نے کہا تھا اور انہوں نے اپنا دین و ایمان کس خبیث کے کہنے میں آکر برباد کیا؟ اس پر مستغنی نے کچھ روشنی نہ ڈالی۔

سبائی کون تھے اور یہ ابج بھی خوب ہے کہ "اس کا اصل سبب سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی ہے" سبائیوں کو تو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلایا تھا۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ

أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
بِزَنَادِقَةٍ فَأُحْرِقَ هُمْ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ زندا دے لائے گئے آپ نے ان کو زندہ آتش کر دیا۔

یہ زنادق کون تھے ان کے بارے میں علامہ محمد بن یوسف کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 "الکوکب الدراری شرح بخاری" میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام
 ابوالمظفر الاسفہانی کی کتاب "التبصرہ" سے ناقل ہیں :
 هم طائفة من الروافض تدعی یہ روافض کا وہ گروہ تھا جس کو سبائی کہا جاتا
 السبائیة ادعوا ان علیاً الہ و ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ حضرت علی خدایں ان کا
 کان رئیسہم عبد اللہ بن سبا و سربراہ عبد اللہ بن سبا تھا جو اصل میں
 کان أصلہ یہودیاً ۱؎ یہودی تھا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں :

وأخبار عبد اللہ بن سبا شہيرة في عبد اللہ بن سبا کے واقعات تواریخ میں مشہور
 التواریخ و ليست له رواية والله الحمد ہیں بکھ اللہ اس سے کوئی روایت نہیں ہے۔
 وله أتباع يقال لهم السبائیة اس کے متبعین کو "سبائیہ" کہا جاتا ہے۔ یہ
 يعتقدون إلهية علي بن أبي طالب لوگ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 وقد أحرقہم علی بالنادی کی الوہیت کے قاتل تھے۔ ان کو حضرت علی
 خلافتہ ۱؎ کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلادیا تھا۔

اب ذرا غور فرمائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سبائیوں کے ساتھ جو
 عبرت انگیز معاملہ کیا وہ سب کچھ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کے سامنے
 ہوا پھر کیسی لغو بات ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنے اور جاننے کے بعد بھی ان سے دھوکھا
 کے لیے خود حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو تجویز کیا جائے اس سے زیادہ حضرت حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور کیا غلط بیانی ہو سکتی ہے۔ ناصبی اور رافضی دونوں
 کا شمار خلق خدا میں بدترین جھوٹ بولنے والوں میں ہے۔

یہ افتراء ہے کہ کوئی سبائیوں نے لڑائی اور یہ قطعاً افتراء ہے کہ یہ "کوئی سبائیوں کی
 میں پہلے کر کے ضلع نہ ہونے دی کی محض سوچی سمجھی سیم تھی کہ لڑائی میں پہلے کر کے

صلح کو پورا نہ ہونے دیا جائے، جنگ میں پہلے کرنے والے ناصبی تھے سبائی نہیں۔
 مستفتی نے ابن زیاد اور ابن سعد کے سبائی ہونے پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ بل
 اس دور کے ناصبی محدثوں نے ایک سوچی سمجھی سیم کے تحت اب یہ جھوٹا من گھڑت افسانہ
 تیار کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف یزید کی بیعت پر بالکل تیار ہو گئے
 تھے بلکہ اس سے بیعت کرنے کے لیے دمشق کی طرف بھی چل پڑے تھے اور عمر بن سعد،
 حمر بن یزید اور شمر ذی الجوشن اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ قافلہ حسینی کی نگرانی کے لیے ان کے
 ساتھ تھے جو مخدرات حرم کے احترام کی وجہ سے قافلہ سے پیچھے رہتے تھے کہ اسی اثناء
 میں ان ساتھ کو فیوں نے جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ سے کر بلا تک
 ساتھ رہے تھے ایک روز عصر کی نماز کے بعد موقع پا کر پھٹنے کے وقت حضرت حسین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے کیمپ پر حملہ کر کے ان کو مع ان کے رفقاء کے اچانک شہید کر ڈالا۔ اور پھر شمر
 اور عمر بن سعد کے دستہ فرج نے ان قاتلوں کو کپڑے پر قتل کر دیا۔ یہ وہ فسانہ ہے جو
 "مجلس عثمان غنی" کے اراکین نے اپنے دل سے گڑھ کر "داستان کر بلا" اور "حادیہ کر بلا"
 نامی دو کتابوں میں کچھ کر شائع کیا ہے اور پھر ان کو بار بار طبع کر کر ہزاروں کی تعداد میں
 مفت تقسیم کیا ہے حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس کا ذکر صحیح تو درکنار کسی جھوٹی اور موضوع
 روایت میں بھی موجود نہیں، اس سے پہلے محمود احمد عباسی نے اس سلسلہ میں یہ داستان
 لکھی تھی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن سعد کے درمیان صلح کی گفتگو جاری
 تھی اور معاملہ باہمی طے ہونے کو تھا کہ جب مزید امتیاط کی غرض سے قافلہ حسینی سے تنہیاً
 لینے کا مطالبہ کیا گیا تو ان کو فیوں نے اور مسلم بن عقیل کی اولاد نے اچانک عمر بن سعد کی فوج
 پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کی بنا پر عمر بن سعد کی فوج کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنا پڑا یہ دونوں
 باتیں محض جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔ خدا تعالیٰ ان جھوٹوں کا منہ کالا کرے۔ اس جھوٹ کی
 تفصیل معلوم کرنا ہو تو ہمارے رسالہ "شہدائے کر بلا پر افتراء" کا مطالعہ کرنا چاہیے

صحاب کی جماعت حضرت حسین کے موقف کی حامی تھی اور یہ کہنا کہ "کسی صحابی نے اس

خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا حالانکہ اس وقت خاصی تعداد صحابہ کرام کی موجود تھی باہل غلط ہے صحابہ کرام کی جو تعداد بہت تعداد اس وقت باقی رہ گئی تھی وہ آپ کے موقف کی حامی تھی چنانچہ حافظ ذہبیؒ "سیر اعلام النبلاء" میں جہاں یہ لکھتے ہیں کہ "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرزدق شاعر کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت کے لیے ترغیب دے کر روانہ کیا تھا" وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں :

قلت : هذا يدل على
تصويب عبد الله بن عمرو
الحسين في ميده وهو
رأى ابن الزبير وجماعة
من الصحابة شهدوا
الحزبة

میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرزدق شاعر کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ کی مہم پر جانے کو بھیج دیا تھا اور وہی رائے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحابہ کرام کی اس جماعت کی تھی جو واقعہ حرہ میں شریک ہوئے۔

علامہ ابن حزم غامری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصریحات اس بارے میں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور حافظ ابن کثیرؒ "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں :

بل الناس إنما ملحوا للحسين
لانه السيد الكبير وابن بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس
علو وجه الأرض يومئذ أحدياميه
ولا يساويه ولكن الدولة اليزيدية
كانت كلها تناوويه

بلکہ سب لوگوں کا میلان حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف تھا کیونکہ وہ سید کبیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور ان دنوں روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو ان کے مماثل و مساوی ہو لیکن یزیدی حکومت سب کی سب آپ کی عداوت پر تھی ہوئی تھی۔

یہاں "الناس" کا لفظ قابل غور ہے کہ جس میں یزیدی ارکان سلطنت کے علاوہ اس محمد کے سارے ہی حضرات آجاتے ہیں اس لیے یہ شبہ باہل ایسا ہی ہے جیسا کہ رافضی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پیش کیا کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ اس وقت صحابہ کرامؓ سے بھرا ہوا تھا مگر کسی ایک صحابی نے بھی اس وقت ان کا ساتھ نہ دیا۔

آخر نہایت بے کسی کی حالت میں عین حرم نبوی میں گھر کے اندر گھس کر ان کو قتل کر ڈالا گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکہ معظمہ سے نکلنے وقت یہ کسی کو معلوم تھا کہ اسی سفر میں آپ کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی راہ میں شہید کر ڈالا جائے گا۔

صحابی رسول کا معرکہ کربلا میں شہید ہونا | پھر بھی حضرت انس بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ ہی کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں چنانچہ امام بخاری "السنن الکبریٰ" میں فرماتے ہیں :

انس بن الحارث قتل مع الحسين
بن علي سمع النبي صلى الله
عليه وسلم

انس بن الحارث یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے

احادیث کی رو سے حضرت حسینؓ کے موقف کی صحت | حضرت انس بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کا متن یہ ہے :

ان ابني يعني الحسين - يقتل بارض
يقال لها كربلاء فمن شهد منكم
ذلك فلينصره -

میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا جائے گا یہ تم میں سے جو کوئی اس موقع پر موجود ہو اس کی مدد کرے۔

اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی معرکہ کربلا میں آپ کے ساتھ رہے۔ اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ "البدایہ والنہایہ" میں امام بغویؒ کی "معجم الصحابہ" کے حوالہ سے بسند نقل کیا ہے :

اس روایت سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی صحت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی اور جیسا کہ سابق میں بھی گزرا حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امت کے نخباء و رقباء میں سے تھے اور اس منصب کی ذمہ داری تھی کہ امت میں جب بھی کوئی خرابی پیدا ہو یا اس کا بد وقت تدارک کریں خواہ اس

سلسلہ میں جاہ کی قربانی دینی پڑے یا جان کی یا جان و مال دونوں کی۔ اس لیے ان تینوں بزرگوں نے اپنے اپنے وقت میں اصلاح امت کے سلسلہ میں جو بھی قدم اٹھایا وہ عین رضائے الہی اور شریعت کے مطابق تھا اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ ان ہر سہ حضرات کا جنگ و صلح کے بارے میں جو اقدام بھی ہوگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے عین مطابق ہوگا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے :

عن زید بن أرقم أن حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قال لعلي وفاطمة والحسن والحسين رضي الله عنهم وأئمتهم وأباہم وأما حرب لمن کے بارے میں فرمایا "جوان سے لڑے میری اُن سے لڑائی ہے اور جوان سے صلح کرے میری اُن سے صلح ہے" سالمہم ینہ

اور سنن ابن ماجہ میں یہ روایت حضرت زید بن ارقم سے "باب فضائل الحسن والحسين بن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم" کے تحت ان الفاظ سے مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي وفاطمة والحسن والحسين أئمتهم وأباہم وأما حرب لمن سے فرمایا جن سے تم صلح کرو میری ان سے صلح ہے اور جن سے تمہاری لڑائی ہو ان سے میری لڑائی ہے۔

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے علاوہ مسیح ابن حبان میں بھی حضرت زید بن ارقم کی یہ روایت موجود ہے اور مسند احمد میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں آئی ہے :

عن أبي هريرة قال نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات علی و النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین وفاطمة کی طرف دیکھ کر فرمایا

إلى علي والحسن والحسين وفاطمة فقال أنا "جو تم سے جنگ کرے ان سے میری جنگ حرب بن حارثہ و سلم لمن سالمکم ینہ ہے اور جو تم سے صلح کرے ان سے میری صلح ہے" اس لیے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کو خطا کہنا بہت بڑی خطا ہے۔

اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع امت مذموم ہے | اہل بیت سے جنگ کرنا ایسی مذموم حرکت ہے کہ جس کی مذمت پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے چنانچہ محدث ملا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح "مرقاۃ" میں لکھتے ہیں :

ففضل أهل البيت و ذم من حاربهم أمر مجمع عليه عند علماء والوں کی مذمت علماء اہل سنت اور اکابر ائمہ اہل السنة و اکابر ائمہ الامۃ امت کے نزدیک متفق علیہ ہے

یزید کے بارے میں اُس کے بیٹے کی شہادت | یزید کے بارے میں سب بڑی شہادت محمد اُس کے گھر والوں کی موجود ہے۔ حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صلح ہو۔ اب دیکھئے معاویہ بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ عداوت نہ بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسہا برس برا اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے :

قلند ابی الامر و کان غیر اھله و سیرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل نافع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہ تھا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ وسلم فقط عمرہ و انبت عقبہ نواسے سے نزاع کی آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور وصاد فی قبرہ وھینا بذنوبہ نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے لپٹے گناہوں ثم بکی وقال ان من اعظم الامور کی ذمہ داری لے کر دفن ہو گیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے

علینا علنا السوء مصرعه وبس
منقلبه وقد قتل عترۃ رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم وأباح الخمر
وخرب الکعبة ولم أذف
حلاوة الخلافة فلا أنقلد من ارتقا
فشانکم وأمرکم والله لن کانت
الدینا خیرا فقد نلنا منها حظا
ولن کانت شرأ تکفی ذریۃ
ابی سفیان ما أصابوا منها
یخرج کتبہ لکے جو بات ہم پر سے زیادہ گراں ہے
وہ یہ ہے کہ اس کا بڑا انجام اور بری عاقبت
ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ اس نے
واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو قتل کیا
شراب کو سباح کیا بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے
خلافت کی حلاوت ہی نہیں چھٹی تو اس کی تلخوں کو
کیوں بھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام
خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل
کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد
نے دنیا سے کما لیا وہ کافی ہے۔

یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت | اور یزید کے خاص انخاص شریک کار
اس کے برادر عمر او (بشرطیکہ استلحاق زیاد صحیح ہو) عبید اللہ بن زیاد کے الفاظ
ملاحظہ ہوں جن کو امام اہل السنۃ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ بسند ذیل نقل
فرمایا ہے :

حدثنا ابن حمید قال : یزید بن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد)
حدثنا جریر عن مغیرۃ قال : کوکھا کہہ جا کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
کتب یزید إلی ابن مرجانہ عنہما سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں
ان اعز ابن الزبیر فقال لا أجمعهما اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں بڑائیاں
للفاسق أبداً أقتل ابن بنت اپنے نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل
واغزو البیت، وقال، وکانت کر چکا ایذا کبیر پر بھی چڑھائی کر دوں،

امہ مرجانہ امراء صدق مغیرہ کا بیان ہے کہ مرجانہ اس کی ماں بھلی
فقات لعبد اللہ حین عورت تھی جب عبید اللہ نے حضرت حسین رضی اللہ
قتل المحسن علیہ السلام منہ کو قتل کیا تھا تو اس نے اس سے کہا تھا کہ تجھ
ویلک ماذا صنعت وماذا پراسوس تو نے یہ کیا کیا اور کیا کر ڈالا۔
رکعت

یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے | اس لیے علماء اہل سنت والجماعہ میں
جو حضرات اکابر یزید علیہ مایستحقہ پر لعن طعن یا اس کی تکفیر و تقسیق کرتے ہیں
وہ بلا وجہ نہیں کرتے۔ یزید کا فسق تمام اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ اس
بارے میں دورائے نہیں ہیں اور کسی ناصبی کی بات اس سلسلہ میں درخور اعتنا
نہیں البتہ اس کی تکفیر کے بارے میں اہل سنت میں اختلاف ہے۔ امام صدر الاسلام
ابوالیسر زردوی نے کیا خوب لکھا ہے :

وأما یزید بن معاویۃ کان ظالما ولم یزید بن معاویۃ، وہ ظالم تھا لیکن آیا
ولکن هل کان کافرا تکلم کافر بھی تھا یا نہیں اس بارے میں علماء
الناس فیہ بعضهم کفروہ میں گفتگو ہے بعض اس کو کافر بتاتے ہیں
لما حکم عنہ من اسباب الکفر کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں کہی جاتی ہیں
وبعضہم لم یکفروہ وقالوا جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر
لم یصح منه تلك الاسباب نہیں کرتے وہ کہتے ہیں یہ باتیں صحیح نہیں
ولاحاجة بأحد إلی معرفة اور کسی کو اس کا حال معلوم کرنے کی ضرورت
حاله فان الله تعالى أغشنا بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے
عن ذلك

بہر حال اگرچہ امت سیاط اسی میں ہے کہ حتی الوسع اس کی تکفیر سے گریز کیا جائے
مگر بہر صورت اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقة

میں بصراحت لکھا ہے :

وعلى القول بأنه مسلم فهو اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے)
فاسق شرير سيكبر جاسوس کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، شہ کا متوال تھا عالم تھا
یزید کی حمایت میں سرگرم ہو کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استخفاف کرنا
ان کی شہادت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا اور اس کی وقعت گرانا ایسی یہودہ حرکت ہے کہ
اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

شہادت حسین پر حضور علیہ السلام کا قلق حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت
کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام اور ملک القضا
(بارش کا فرشتہ) کے ذریعہ اپنی حیات مبارکہ میں ہو چکی تھی جس سے آپ کو سخت رنج و
اضطراب ہوا تھا اور بعد وفات بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر آپ
کے رنج و قلق اور سخت پریشانی و اضطراب کا ذکر احادیث میں وارد ہے چنانچہ :

عن ام الفضل بنت الحارث حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ
أنها دخلت على رسول الله عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم فقالت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں
یا رسول الله إني رأيتُ حلياً نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے
منكراً الليلة قال وما هو؟ فرمایا کیا؟ عرض کیا بہت ہی سخت ہے، (بیان سے
قالت إنه شديد قال وما باہر ہے) آپ نے پھر فرمایا کیا دیکھا ہے؟ عرض
هو؟ قالت رأيتُ كارت کیا میں نے دیکھا کہ گویا کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا
قطعة من جسدك قطعت کاٹ کر میری گود میں ڈال دیا گیا ہے آنحضرت
ووضعت في حجرى فقال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے تو بہت اچھا
رسول الله صلى الله عليه وسلم خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ کے
رأيت خيراً فاطمة ان شاء الله لڑکا پیدا ہو گا اور وہ بچہ تمہاری گود میں ہے گا

غلاماً يكون في حجرى خلا مني يكون في حجرى
فولدت فاطمة الحسين فاطمة الحسين
فكان في حجرى كما قال جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
رسول الله صلى الله عليه وسلم تھا میری گود میں آئے پھر ایک روز میں ان کو
فدخلت يومًا على رسول الله ليكر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں
صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ حاضر ہوئی اور ان کو آپ کی آغوش میں دے دیا
في حجره ثم كانت منی فی حجرہ ثم کا نت منی
اللقاء فاذا عينا رسول الله اللقاء فاذا عينا رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم تعریفان صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارکہ سے آنسو ڈال
الدموع قالت فقلت سیا تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ
نبی الله بأبي أنت وأمي آپ پر نثار آپ کو کیا ہو گیا، فرمایا جبریل علیہ السلام
مالك قال أتاني جبريل میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری
عليه السلام فأخبرني ان أمتی امت میرے اس بیٹے کو عنقریب قتل کر دے گی
ستقتل ابني هذا فقلت هذا میں نے عرض کیا، ان کو، فرمایا ہاں! اور مجھے ان
قال نعم وأتاني بقرية مت کے مقتل کی سڑک ریت بھی لا کر دی ہے۔
تربته حراء

واضح رہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی اہلیہ محترمہ اور بڑی قدیم الاسلام صحابیہ میں صاحب کوفۃ نے "اسماء رجال مشكوة"
میں لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یہ مشرف باسلام ہو گئی تھیں۔

وعن ابن عباس انه قال اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
رأيت النبي صلى الله عليه وآله روایت ہے کہ میں نے ایک روز دو پہر کے وقت
وسلم فميا يرى المنام خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت
ذات يوم بنصف النهار میں دیکھا کہ بال کبھرے ہوئے ہیں پھر مبارک

أشعث أعبر ببيده قارورة
فيها دم فقلت بألف
أنت وأنتي ما هذا؟ قال
هذا دم الحسين وأصحابه
واسم أول القطعة منذ
اليوم فاحمى ذلك
الوقت فأجد قتل ذلك
الوقت -
رواهما البيهقي ودر المنذ
النبوة واحمد الاخيري
غبار آلود ہے اور آپ کے دست مبارک میں
ایک شیشی برتن ہے جس میں خون بھرا ہوا ہے
میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر خدا
ہوں، یہ کیا حالت ہے؟ یہ برتن کیسی ہے،
فرمایا یہ حسین اور ان کے رفقاء کا خون ہے
جس کو آج دن مجھے سے سمیٹ رہا ہوں۔ ابن عباس
کا بیان ہے کہ اس وقت کا میں حساب لگاتا ہوں
تو یہ وہی وقت تھا جس وقت ان کو شہید کیا تھا
ام الفضل اور ابن عباس سے دونوں کی روایتوں
کو یہ ہفتی نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے۔
اور امام احمد نے اپنی مسند میں اخیر کی روایت
نقل کی ہے۔

وعن سلمی قالت دخلت
على أم سلمة وهي تنكي
مقلدت ما يبكيك؟ قالت
رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
تغنى في المنام وعلى رأسه
ولحيته التراب، فقلت
مالك يا رسول الله؟ قال
شهدت قتل الحسين أفنا
رواه الترمذي وقال هذا
حديث غريب -
اور حضرت سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ کی خدمت
میں حاضر ہوئی تو دیکھا وہ رو رہی تھیں میں نے
عرض کیا آپ کیوں روتی ہیں فرماتے لگیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حالت
میں دیکھا ہے کہ آپ کی ریش اور سر مبارک پر خاک
پڑی ہوئی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو
کیا ہو گیا فرمایا میں ابھی ابھی حسین کو قتل ہوتے دیکھا
اس روایت کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل
کیا ہے۔

اب غور فرمائیے کہ احادیث کیا بتاتی ہیں مگر ناصبی انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت
پر خوش اور سرور ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طنز و طعن اور ان کا
استحقاق ان کا شیوہ ہے۔

شہادت حسینؑ کے بارے میں ابن تیمیہ کا بیان | حافظ ابن تیمیہ نے خوب لکھا ہے
والحسين رضی اللہ عنہ اکرمہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے
اللہ تعالیٰ بالشهادة فہذا اس دن شہادت سے معزز و مکرم فرمایا اور اس نے
اليوم وأهان بذلك جس نے بھی ان کو قتل کیا یا ان کے قتل میں امانت
من قتله أو أعان على کی یا ان کے قتل سے راضی ہوا اس کی امانت
قتله أو رضی بقتله، ولہ فرمائی حضرت تو لگے شہداء کا اچھا نمونہ تھے
أسوة حسنة بجمن سبقہ کیونکہ بلاشبہ حضرت حسین اور ان کے بھائی حضرت
من الشهداء فآله وأخوه حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں جوانانِ جنت
ستد اشباب أهل الجنة کے سردار ہیں ان دونوں حضرات کی نشوونما چونکہ
وكان قد تربي في اس عہد میں ہوئی تھی جبکہ اسلام کا غلبہ تھا اس لئے
عز الاسلام لم ينال امن دوسرے بزرگانِ اہل بیت کی طرح ان دونوں کو
الهجرة والجهاد والصبر ہجرت جہاد اور راہِ خدا میں اذیت پر صبر کا موقع
على الأذى في الله ما ناله نہ مل سکا جو ان حضرات کو ملا تھا لہذا حق تعالیٰ نے
أهل بيته، فأكرمهما ان دونوں حضرات کو بھی مرتبہ شہادت پر فائز فرما
اللہ تعالیٰ بالشهادة تكبيلاً کہ معزز فرمایا تاکہ ان کے اعزاز و تکریم کی تکمیل ہو
سکوا متھما و رفعا لدرجاتہما اور ان کے درجات بلند ہو جائیں۔ حضرت حسینؑ
وقتلہ مصيبة عظيمة کی شہادت بڑی عظیم مصیبت ہے۔

حضرت حسینؑ سے حضور علیہ السلام کا محبت کرنا یہ ناصبی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ
اور خلفاء ثلاثہ کا ان کا احترام کرنا عنہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں ان کی قدر

تو حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل سے کوئی پوچھے۔ حافظ ابن کثیرؒ
"البدایہ والنہایہ" میں فرماتے ہیں

وقد أدرك الحسين من حياة النبي صلى الله عليه وسلم خمس سنين أو نحوها وروى عنه أحاديث وسند كرماء كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكرمه ما به وما كان يظهر محبتهم والحنو عليهما والمقصود أن الحسين عاصر رسول الله صلى الله عليه وسلم وصحبه إلى أن توفي وهو عنه راضٍ ولكنه كان صغيراً ثم كان الصديق يكرمه ويعظمه وكذلك عمر و عثمان و مصعب أباؤه و روى عنه و كان معه في غزاه و كان في الجمل و صفين و كان معظماً موقراً و لم يزل في طاعة

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے پانچ سال یا اس کے گھ بھگ پائے اور آپؐ حدیثیں روایت کیں اور ہم عنقریب ذکر کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں بھائیوں کی کس طرح عزت افزائی فرمایا کرتے تھے اور انی دونوں کے بارے میں کس قدر محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ اور مقصود تو یہ بتانا ہے کہ حضرت حسینؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا تھا اور وفات نبویؐ تک آپ کی صحبت اٹھائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس جہان فانی سے رحلت فرمائی تو اس وقت آپ حضرت حسینؑ سے خوش ہو کر گئے تھے لیکن ابھی یہ کم سن تھے پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور اسی طرح حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان کا اکرام و تعظیم فرماتے رہے حضرت حسینؑ برابر اپنے والدؐ بزرگوار کے ساتھ تھے ان سے حدیثیں بھی روایت کیں اور تمام غزوات و حیدری میں جن میں حمل و صفین بھی شامل ہیں حضرت علیؑ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے

آبیہ حتی قتل

یہ ہر زمانے میں معظم و موقر تھے اور برابر اپنے والد ماجد کی اطاعت میں سرگرم رہے تا آنکہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے شہادت پائی۔

اس لیے یزید کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں وقعت دینا حد درجہ گستاخی و خیر چشی ہے اور اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

یاد رہے کہ یزید کی مذمت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں بعض میں صراحت کے ساتھ اس کا نام لے کر مذمت آتی ہے اور بعض میں اس کے عہد نحوست مہد کی نشاندہی کی گئی ہے اور بعض میں اس کی حرکات و سکنات پر کبھی پناہ اور بعض میں اس کے افعال و قبیر پر لعنت کی تصریح ہے۔ ان میں سے بعض حدیثوں کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔ ان احادیث کی تفصیل ہم انشاء اللہ تعالیٰ مستقل رسالہ میں قلم بند کریں گے۔ واللہ الموفق۔

مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف | اور یہ جو مستفتی نے لکھا ہے کہ "اسی استفتاء کا جواب مذکورہ فتویٰ کا انتساب مشکوک ہے" بالا امور کی تائید میں ۱۴ محرم ۱۳۸۷ھ میں دارالعلوم کراچی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کی ماتحتی میں دیا جا چکا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

تو الحمد للہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا دارالعلوم بھی موجود ہے اور علم کا دارالافتاء بھی، وہاں سے دریافت کیا جاسکتا ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ ان بارہ سوالات مذکورہ کی تائید و تصحیح حضرت مفتی صاحب مرحوم کے قلم سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا رسالہ "شہید کو بلا" کہیں چھپا نہیں۔ چھپا ہوا موجود ہے پڑھ کر دیکھ لیجئے اس رسالہ کے مطالعہ سے ان سوالات کی تردید ہوتی ہے یا تائید؟

یزید کے بارے میں مفتی صاحب | بہر حال مفتی صاحب کا انتساب علماء دیوبند کی طرف ہے کے اکابر کی تصریحات | وہ دلتا تلمذاً مشرباً مسلکاً دیوبندی ہی ہیں۔ اکابر

علماء دیوبند جن حضرات علماء کی طرف انتساب میں فخر محسوس کرتے ہیں ان میں شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان کے خلفاء و شاہ مبدع العزیز صاحب محدث کی تصریحات یزید کے بارے میں ان اوراق میں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

لعنہ یزید کے بارے میں | حضرت مجدد الف ثانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے معاصر اور
مجدد الف ثانی کی تصریحات | شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے اکابر ہیں۔ یزید کے
بارے میں ان کے مکتوبات شریفہ میں جو کچھ مرقوم ہے وہ یہ ہے :

یزید بے دولت از زمرہ فسق است ، یزید بد نصیب فاسقوں کے گردہ میں شامل ہے
توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر اس پر لعنت کرنے میں توقف اہل سنت کے
اہل سنت است کہ شخص معین را اگرچہ اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ کسی شخص میں پر اگرچہ
کافر باشد تجویز لعنت بخودہ اندگر وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت کی تجویز نہیں کیا
آنکہ یقین معلوم کنند کہ نعمت او بر کفر کرتے الایہ کہ بالیقین یہ معلوم ہو جائے کہ اس
بودہ کافر بہت الجہنی وامراتہ نہ آنکہ او شخص کا خاتمہ کفر یہ ہوا ہے جیسا کہ ابولہب جہنی
شایان لعنت نیست۔ اے اور اس کی بیوی تھی یزید پر لعنت کرنے سے توقف
الذین یؤذون اللہ ورسولہ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں۔ ارشاد
لعنہم اللہ فی الدنیا باری ہے کہ "بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے
والاخیرۃ علیہ رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا میں
بھی لعنت کی اور آخرت میں بھی"

مکتوبات کے ایک دوسرے نسخے میں "از زمرہ فسق" کی بجائے "از زمرہ فسق"
کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہوتے "یزید کشرش فاسقوں میں سے ہے اور اسی مکتوب میں
سائل کے اس جواب میں کہ : اگر وہ (جس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے)
مستحق لعنت ہے۔

اگر اس شخص در باب یزیدی گفت اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جاتی تو
گنہائش داشت اس کی گنہائش تھی

اور در فتاویٰ کے مکتوب (۲۲۱) میں فرماتے ہیں :

ابن منکر قرین یزید بے دولت یہ فضیلت شیخین کا منکر یزید بد نصیب کا

لے در فتاویٰ مکتوب ۲۵۱ حصہ چہارم ص ۶۰ طبع مجددی امرتسر ۱۳۵۷ھ

است کہ بواسطہ احتیاط در لعن ساقمی ہے کہ احتیاط کے خیال سے اس پر لعنت
او توقف کردہ اند ایذا یکہ بحضرت کرنے سے رکھتے ہیں حضرت سید میر علی اللہ علیہ السلام کو
پیغمبر از راہ ایذا نہ ملنے رائدین جو ایذا آپ کے خلفائے راشدین کی ایذا رسانی کے
او میرسد در رنگ ایذا ہے است سبب ہوتی ہے وہ اسی رنگ کی ایذا ہے کہ جو حضرت
کہ از راہ ایذا ہے اما میں اب اور سد اما میں حسنین کی ایذا رسانی کی بنا پر آپ کو ہوتی ہے
علیہ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہے علیہ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم

بحر العلوم کی تصریح | اور علامہ بحر العلوم بکھنوی علیہ الرحمہ فواتح الرحموت
یزید کے بارے میں | شرح مسلم الثبوت میں ارقام فرماتے ہیں :

ویزید ابنہ مع انہ کان اور ان کا بیٹا یزید اگرچہ فاسقوں
من اخبث الفتاق و کان میں بڑا خبیث تھا اور منصب خلافت
بعیداً بمرآحل من الامامۃ سے بمرآحل (کوسوں) دور تھا بلکہ
بل الشک فی ایمانہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے
خذلہ اللہ تعالیٰ والصنیعات اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو
التي صنعہا معرفۃ من طرح طرح کی غیبت حرکتیں اس نے
انواع الخباثت لے کی ہیں سب جانی پہچانی ہیں۔

اور حضرت سید احمد صاحب شہید بریلوی اپنے "مکتوبات" میں فرماتے ہیں
رفیق من از جنود حسین بن علی است میرا رفیق حضرت حسین بن علی رضی
در فتیٰ مخالف من از زمرہ یزیدی شقی ہے سپاہ میں داخل ہے اور میرے
مخالف کا رفیق یزید شقی کے زمرہ میں ہے۔

لے حصہ چہارم ص ۱۳۰ - لے ۲۵۰ - ۲۲۳ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

لے ملاحظہ ہو مکتوبات سید احمد شہید ص ۱۳۹ شائع کردہ کتب خانہ رشیدیہ لاہور۔

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :

بلا ریب مشارک مایا غازی است
یا شہید و مقابل مایان ابو جہل است
بلاشبہ ہمارا شریک یا غازی ہے
یا شہید اور ہمارا مقابل ابو جہل ہے
یا یزید بلہ

ہندوستان کے اکابر علماء جب یزید کا نام لیتے ہیں تو اس کے نام کے ساتھ پلید کا لفظ بڑھاتے ہیں۔ یا یوں لکھتے ہیں : "یزید علیہ ماہواہلہ" یا "یزید علیہ مایستحقہ" اور یزید بن معاویہ علیہ من اللہ ما یستحقہ یعنی یزید کے لیے رحمت اللہ علیہ کے بجائے یوں لکھا کرتے ہیں کہ یزید جس معاملہ کا مستحق ہے اس کے ساتھ وہی معاملہ ہو۔

اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے مرشد و شیخ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فتاویٰ یزید کے بارے میں امداد الفتاویٰ میں طبع شدہ موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جائے وہ یزید کو فاسق ہی بتاتے ہیں۔

غیر مقلد مقلدین کے فتویٰ کی نتیجہ مطبوعہ استفتا جو "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب" کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے فتویٰ کے بعد غیر مقلدین کے دو مفتیوں کا فتویٰ بھی یزید کے بارے میں ان الفاظ میں درج ہے۔

لہ ورق ۱۵۱۔ ان دونوں حوالوں کے بارے میں ہم مولانا سید لعل شاہ بخاری علم فیوضہم کے ممنون ہیں۔ لکھ تیسیر القاری ج ۶ ص ۲۹۹ لکھ تیسیر القاری ج ۲ ص ۱۵۶۔ لکھ تاج العروس، مادہ حرۃ ص ۲۶۵ ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۶۵

الجواب۔ امیر یزید علیہ الرحمۃ کے متعلق علاوہ تاریخی حوالہات کے صحیح بخاری کی حدیث مذکور و رسوا میں طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر دال ہے۔ بس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقہور و مغضوب علیہ قرار دیں۔ بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ جبکہ اس میں کفر کی وجہ نہ ہو۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پیشگوئی میں اس کو مغفور فرمائیں یہ کافر فاسق و فاجر کہنے والا خود اس کا مستحق بن رہا ہے۔ ایسے خیالات و نظریات بابت یزید علیہ الرحمۃ رکھنے والے کے پیچھے نماز کی مانعت کہاں؟ واللہ اعلم بالصواب

مفتیان بالا کی رائے صحیح ہے
ابراہیم الفضل عبدالحنان

۶۳۱ھ

مولانا
محمد یوسف خاں
مفتی پاکستان کراچی
کلکتہ والے

نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں "صحیح بخاری کی حدیث پر تو تفصیلی بحث گذر چکی" اور ان دونوں مفتیوں کا غیر مقلدین میں جو مقام ہے وہ جائیں، ہندوستان میں نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم سے بڑھ کر اہل حدیث میں کوئی کثیر التصانیف نہیں گزرا۔ ان کا جو فیصلہ یزید کے بارے میں ہے وہ ہم ان کی کتاب "بغیۃ المرائد فی شرح العقائد" سے جو عقائد نسفیہ کی شرح ہے پیش کئے دیتے ہیں۔ اور چونکہ اس کتاب کا تعلق علم عقائد سے ہے اس لئے اہل حدیث حضرات کو یزید کے بارے میں جو عقیدہ رکھنا چاہئے

نواب صاحب اس کی کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

و بعضے براہ غلو و افراط و در شان اور بعض لوگ برید کے بارے میں غلو و افراط
وے روند و گویند امارت اور باتفاق کارائے امتیاز کہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو مسلمانوں
مسلمانان شد و طاعت وے بر نے بالاتفاق امیر بنایا تھا لہذا اس کی اطاعت امام
امام حسین رضی اللہ عنہ واجب بود حسین رضی اللہ عنہ پر واجب تھی اس بات کے
و بخدا پناہ ازین قول و اعتقاد کہ زبان سے نکالنے اور اس پر اعتقاد رکھنے سے اللہ
وے باوجود امام حسین امام و کی پناہ کہ وہ امام ہیں ہوتے تھے امام اور امیر ہوا اور
امیر شود و اتفاق مسلمانان مسلمانوں کا اتفاق کیسا صحابہ کی ایک جماعت اور
کجا است جسے از صحابہ اولاد ان کی اولاد کو جو اس پلید کے زمانہ میں تھی ان
ایشان کہ در زمان آن پلید سب سے اس کا انکار کیا اور اس کی اطاعت ہے
بودند انکارش کردند و از طاعت باہر ہو گئے۔ اور اہل مدینہ کے بعض حضرات
او بیرون رفتند و بعضے از کو جب اس کے حال کا پتہ چلا
اہل مدینہ بعد دریافت حال خلع تو انہوں نے اس کی بیعت
بیعت کردند توڑ ڈالی۔

وے تارک صلوة و شارب وے تارک صلوة، شراب خوار
خمر و زانی و فاسق و ستمکار و بد
و بعضے بروے اطلاق لعن کردہ زانی، فاسق اور مجرمات کا حلال کرنے لگے
مثل امام احمد و امثال ایشان تھا۔ اور بعض علماء جیسے کہ امام احمد اور
و ابن جوزی لعن وے از سلف ان جیسے وہ سب لوگ ہیں اس لعنت کو نہ دیکھتے ہیں
نقل نمودہ زیر کہ وے وقت عافیا ابن جوزی نے اس لعنت کو نہ دیکھتے ہیں
امر بقتل حسین کافر شد و کے کہ قتل کیا کہیو کہ جس وقت اس شخص حسین نے قتل کا حکم دیا
وہ کافر ہو گیا اور جس نے بھی حضرت محمد کو قتل کیا

لے کر دیا امر بدان نمود بر جواز لعن لے اتفاق کردہ اندقت زانی
یا آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر اتفاق ہے۔ علامہ نقض زانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے
کہ قتل حسین پر برید کی رضا مندی اور اس پر اس کا خوش ہونا اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا یہ متواتر
المعنی ہے گو اس کی تفصیلات کا ثبوت اخبار احاد المعنی ہے ہو لہذا ہم اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان
کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے اللہ تعالیٰ کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس باکرمین کے
اعوان و انصار پر کیا۔ (نقض زانی کا کلام بیان ختم ہو گیا) بہر حال وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں
سب سے زیادہ قابل نفرت ہے اور جو جو برے کام اس منحوس نے اس امت کے اندر کئے
ہیں وہ ہر گز کسی کے ہاتھوں نہیں ہو سکتے۔

بعد قتل امام حسین لشکر بتخریب مدینہ منورہ فرستاد و
بقیہ صحابہ و تابعین را امر بقتل کرد و با محاذ دہم کہ قتل عبد اللہ
بن الزبیر پر پرداخت و ہم درین حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ
و دیگر احتمال تو بہ و رجوع او کجا
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے
مدینہ منورہ کی تخریب کے لئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ تابعین
وہاں ہائی رگئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر
حرم مکہ کی عورت کو پامال کرنے اور حضرت عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کرنے کے درپے
ہو گیا۔ اور اس ناپسندیدہ حالت میں دنیا
سے چل بسا اب اس کے تو بہ کرنے اور بدلتے کا

علامہ مقبلی کی رائے یزید کے بارے میں

اور علامہ صالح بن مہدی مقبلی کو کبانی نزل مکہ جن کے مجتہد ہونے کی قاضی شوکانی نے "البدرا الطالع" میں تصریح کی ہے اپنی کتاب "اعلم الشیخ فی تفضیل الحق علی الآثار والشیخ" میں رقمطراز ہیں۔

و اعجب من ذلك من
یحسن لیزید المزیل الذی
نعل بخیار الامه مافعل
دهتک مدینة الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وقتل الحسين السبط
اهل بیتہ و هتک کھو فعل
مالواستمكن من مثل فعله
عدوهم من النصارى
كان ارفق منه
ومن جملة المحسنين له
حجة الاسلام الغزالي ولكنه
فی تصرفاته کلهما کما طلب

اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے کہ جو یزید
سکھ کر کواچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔ (یزید وہی ہے)
جس نے ہزارگان امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ
کیا۔ نیزہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کھانک
میں ملایا۔ سبط پیہر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور ان کے اہل بیت کو شہید کیا اور ان کی بے عزتی
کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنان اسلام
نصاری کا بھی ان پر قابو چلتا تو شاید ان کا برتاؤ بھی
ان حضرات کے ساتھ اس سے نرم
ہی ہوتا۔

اور یزید کو اچھا بنا کر پیش کرنے والوں میں مجتہد
الاسلام غزالی بھی ہیں۔ لیکن وہ اپنی تمام کلمہ گزاری
میں عاظم اللیل ررات کے اندھیرے میں

لیل یجمع فی خطبه الحیة
والعقرب ولا
یساری۔

و مایہون صنم یزید
الامضی دل ادرکت
الشقاوة فی مشاکلتہ
بطوامہ المردیات نایا
والتفریط والاضراط
ولکن الصبر عنہما کالقیق
علی البحر صماعم تراکوا بچہل
کرمنا ہذا انسال اللہ
العافیۃ والسلامۃ امین

ومن غریب الفقہ ما ذکرہ
ابن حجر الحمینی فی صواعقہ
أنہ لا یجوز لعن یزید و ان
کان یجوز بالاجماع لعن من
شرب الخمر و من قطع الاجام
ومن هتک مدینة الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم و من قتل
الحسین و اضر بقتلہ و رضی
بقتلہ۔ قال و اما یزید

کلمہ یاں جمع کرنے والے کی طرح ہیں کہ جو اپنی
کلمہ یوں میں سانپ کچھو بھی جمع کر لیتا ہے اور
اسے کچھ پڑ نہیں چلتا۔

اور یزید کی حرکت کو دہی معمولی سمجھے گا جو
توفیق الہی سے محروم ہو اور جس کو شقاوت نے
گھیر لیا ہو اس طرح وہ بھی اس کے مہلک گتوتوں
میں اس کا شریک بن گیا۔ لہذا انہیں تفریط و افراط
سے بچنا چاہیے۔ لیکن اس سلسلہ میں صبر سے کام لینا
ایسا ہی ہے جیسے انگارے کو ٹٹھی میں پکڑ لینا۔ خصوصاً
جبکہ جہالت امڈی چلی آتی ہو جیسا کہ ہمارے
زمانہ میں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت سلامتی
کے خواہاں ہیں۔ آمین

اور فقہ کا نزاع مسئلہ جس کو ابن حجر حمینی نے
اپنی کتاب "صواعق محرقة" میں بیان کیا ہے
یسے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگرچہ
بالاجماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو
سجھار ہو اور جو قطع رحمی کا مرتکب ہو اور جو
نیزہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو پامال
کرے۔ اور جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم دے یا ان کے قتل
سے راضی ہو فرماتے ہیں۔ لیکن خود یزید پر لعنت نہیں

ببینہ۔ غلامان کان قد فعل هذه
الاشياء فهو فاسق قطعاً. ونجد
في فقههم غلو كلامه اعني انه لا
يجوز لعن المعين في كلية فيقال
لهذا قياس الدلالة على نفعه
هذا: ان لا يجد شارب الخمر
المعين والزاني المعين الخ
ذلك في جموع احكام الشريعة لان
الطريقة واحدة فطام
ايضاً منطقكم لان هذا الشك
الاول المضردى خالفتموه فاني
برهان يقام بعده وصورته:
هذا ايسر شرب
الخمر وشارب الخمر
ملعون هذا ايزيد
ملعون -
ولو قالوا ينبغي تحامي ذلك
من باب قوله صلى الله عليه وآله
وسلم ليس المؤمن باللعن نكان
فيه متدوحة للمتقين والله اعلم
رحم ۳۶ طبع مصر ۱۳۲۵

کر سکتے اگرچہ اس نے ان تمام امور کا ارتکاب کیا تھا
اور وہ قطعاً فاسق تھا اور جیسا کہ ان کا بیان ہے
ایسا ہی ہم ان کی فقیہیں پاتے ہیں کہ کسی متعین شخص پر
لعنت کرنا روا نہیں بل ان کا کلیہ ہے۔ تو ان کی خدمت
میں عرض ہے کہ تمہاری اس فقہ میں تو قیاس الدلائل
کی بنا پر یوں ہونا چاہیے تھا کہ کسی معین شرابخوار
پر مسد لگائی جاتی اور نہ کسی معین زانی پر اور اسی
طرح اور سارے احکام شرعی میں بھی یہی ہونا چاہیے۔
تھا۔ کیونکہ طریقہ تو ایک ہی ہے۔
اور اس صورت میں تمہاری منطق بھی ہوا میں اگر گئی،
کیونکہ تم تو منطق کی اس شکل اول کی بھی جو بدیہی النتائج
ہے مخالف کہتے ہو۔ لہذا اب اس کے بعد اور کوئی دلیل
تمہارے سامنے پیش کی جاتی ہے کیونکہ قیاس کی شکل اول
کی صورت یہ ہے (۱) یہ جو بریزد جس نے شراب پی کر
اور (۲) شراب کا پینے والا ملعون ہے۔ (۳) لہذا یہ
بریزد ملعون ہے۔

اب نواب صدیق حسن خاں اور علامہ مقبل کے مقابلہ میں ان دونوں نام نہاد غیر
معروف مفتیوں کے فتویٰ کی جو وقعت ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔
یزید کی طہارت و مغفرت کی بحث | اور صحیح بخاری کی اس حدیث کے بارے
میں جو استفتاء میں مذکور ہے ان غیر مقلد مفتیوں کا یہ کہنا کہ
حدیث مذکور در سوال بین طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر
دال ہے، پس مسلمانوں کو کوب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقبور و مغضوب علیہ قرار دیں؟
اور پھر کر اس بات پر زور دینا اور یہ کہے جانا کہ
”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پیش گوئی میں اس کو مغفور
فرمائیں۔“
اور اسی طرح مولوی محمد صابر نامب مفتی کا یہ لکھنا کہ
”امیر یزید.... از روئے حدیث بخاری شریف مغفور لہم میں
داخل ہیں۔“
محض غلط ہے۔ اگر یہ لوگ خود تحقیق کرتے یا محققین اہل علم سے دریافت کرتے تو ہرگز ایسی
شدید غلطی میں مبتلا نہ ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا تحقیق ایک غلط
بات کو منسوب کرنے کا گناہ اپنے سر نہ لیتے۔
غور فرمائیے صحیح بخاری کی جو حدیث استفتاء میں درج ہے اس کے الفاظ میں
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصر پر جنگ
جیش منہی یمنین مدینہ قیصر کرے گا اس کی بخشش کر دی گئی ہے۔
مغفور لہم۔
اس کے بارے میں پہلے سوال کے جواب میں تفصیل سے یہ بحث گزر چکی ہے کہ

یزید کی بہت جہاد کی تھی یہی نہیں وہ تو زبردستی باپ کے دباؤ کی وجہ سے غازیانی
روم میں شامل ہو گیا تھا ورنہ اسے جہاد کفار سے کیا سرکار۔ آپ بھی بڑھ چکے
ہیں کہ یزید نے جیسے ہی تخت حکومت پر قدم رکھا اپنی پہلی ہی تقریر میں بحری اور
سرمائی جہاد کی معطلی کا اعلان کیا۔

یزید کا جزیرہ رودس اور جزیرہ | حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت
اورادے مجاہدین کو واپس بلا لینا | میں سترہ بیس جزیرہ "رودس" فتح ہوا اور
وہاں مسلمانوں کی فوجی جہادنی قائم کر دی گئی۔ اس جہادنی کی وجہ سے بحر روم میں
میسائی فوجوں کی نقل و حرکت خطرہ میں پڑ گئی تھی، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ان مجاہدین اسلام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی مدد پر کمر بستہ رہتے تھے
گمران کے نالائق بیٹے نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ان مجاہدین کو اس جزیرہ سے
منتقلی کے فوری احکام بھیجے آخر وہ بیچارے پیچھے سے رسد اور ملک کے منقطع ہوجانے
کے ڈر سے شاہی حکم کے مطابق "رودس" کو خالی کر کے اپنی زمین جاؤ، کھیت
اور باغات کو خیر باد کہہ کر بادل ناخواستہ وہاں سے چلے آئے اور یوں بغیر لڑے
بھڑے مفت میں یہ مسلمانوں کا مغتوبہ جزیرہ نصاریٰ کے ہاتھ آ گیا۔

اسی طرح سترہ بحری میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ "ارواد" فتح
کیا تھا وہاں بھی مسلمان سات سال تک قابض رہے مگر یزید کو وہاں بھی مسلمانوں کا
قبضہ ایک آنکھ نہ بھایا اور اپنے دور حکومت کے پہلے ہی سال میں مسلمانوں کو وہاں
سے واپسی کا حکم دے کر بلوا لیا۔

ظاہر ہے کہ جب یزید نے بحری جنگ بند کر دی تھی تو وہ ان دونوں جزیروں پر

ملہ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ از ابن کثیر بسلسلہ واقعات و حوادث سترہ ہجری۔

ملہ تاریخ طبری بعض واقعات سترہ ہجری۔

اپنا قبضہ کیسے برقرار رکھ سکتا تھا۔

اس امر پر بھی بحث ہو چکی ہے کہ اس حدیث میں مغفرت سے "مغفرت عام"
مراد نہیں ہے، کہ سارے انگلے پھیلے گناہوں کی معافی کا پروانہ مل گیا ہو، بلکہ تمام اعمال
مباح میں جہاں مغفرت کا ذکر آتا ہے وہاں بالافتقار سابق سابقہ گناہوں کی مغفرت
مراد ہوتی ہے اور وہ بھی عام طور پر صفا ترک مغفرت، کبار کے لئے توبہ کی مشورہ
ہے۔ بغیر توبہ کے معافی لازمی نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت پر معاملہ موقوف رہتا ہے
کہ وہ دہر کریم چاہے تو اپنے فضل سے معاف کر دے اور چاہے تو ازراہ عدل
اس گناہ کی پاداش میں عذاب فرمائے۔

"مدینہ قیصر" سے کیا مراد ہے | اس حدیث میں "مدینہ قیصر" کے جو الفاظ ہیں وہ
بھی غور طلب ہیں۔ "مدینہ قیصر" یعنی شہر قیصر کی تعیین کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ اس شہر کے کونسا
شہر مراد ہے۔ اس لئے اس کی تعیین میں تین شہروں کا نام لیا جا سکتا ہے۔

(۱) "مدینہ قیصر" سے مراد وہ شہر ہے جہاں قیصر اس وقت مقیم تھا جبکہ زمان
رسالت سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے۔ یعنی "حصص" جو کہ شام کا مشہور شہر ہے۔
اور جو یزید کی پیدائش سے بہت پہلے سترہ ہجری میں عہد فارتی ہی میں
فتح ہو چکا تھا۔ چنانچہ سابق میں گزر چکا ہے کہ بعض علما نے اس حدیث میں
"مدینہ قیصر" سے "حصص" ہی کو مراد لیا ہے۔

(۲) شہر "رومہ" جو قدیم زمانہ سے قیصرہ روم کا دار السلطنت چلا آ رہا تھا۔
"رومہ" پر بھی اگرچہ مسلمان حملہ آور ہو چکے ہیں لیکن یہ حملہ یزید کی حیات میں
نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس کے مرنے کے بہت بعد کا واقعہ ہے۔

(۳) شہر "قسطنطنیہ" جو قسطنطین اعظم کا پایہ تخت تھا۔

حدیث "مدینہ قیصر" کا مصداق سلطان محمد فاتح | اب اگر "مدینہ قیصر" کو

قسطنطنیہ ہی قرار دینے پر اصرار ہے تو انصاف یہ ہے کہ اس بشارت نبوی کا مصداق
بروزید پلید نہیں بلکہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ علیہ الرحمۃ اور ان کی فوج ظفر موح ہے یہی
وہ مجاہدین اسلام ہیں جن کی شمشیر خارا شکاف نے عیسائیت کے اس مرکز کو فوج کر کے
اس کو قتل و احلامی میں داخل کیا۔ اور پھر وہ بغداد کے بعد صدیوں تک مسلمانوں
کا دار الخلافہ رہا تا آنکہ مصطفیٰ کمال نے اپنی حماقت سے خلافت ہی کے سلسلہ کو
ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی مرکزیت اور یکجہتی کا
شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا اور اب شاید امام مہدی کے آنے پر ہی خلافت کا دوبارہ
قیام عمل میں آئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن احادیث میں کسی غزوہ پر بشارت آتی ہے اس میں
عام طور پر فتح و کامرانی ہی مراد ہوتی ہے اس لئے اس حدیث کے صحیح مصداق
اگر "مدینہ قیصر" سے "قسطنطنیہ" ہی مراد لیا جائے تو فاسخین "قسطنطنیہ" ہی
ہو سکتے ہیں۔ بھلا یہ اس بشارت کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ وہ تو
قریش کے ان شریر النفس لوٹدوں میں پھر فرست ہے جن کے متعلق زبان رسالت
سے پیش گوئی کی جا چکی ہے کہ امت کی تباہی ان کے ہاتھوں ہونی ہے۔

بروزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم
میں شریک نہ تھا

پہلا لشکر کے الفاظ آتے ہیں اور بروزید کے زیرِ پیکان جو لشکر "قسطنطنیہ" کی طرف
روانہ ہوا تھا۔ وہ "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا۔ بلکہ اس
سے بہت پہلے اسلامی لشکر "قسطنطنیہ" پر جا کر جنباؤ کر چکے تھے۔ بروزید کس سنہ
میں "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہوا اس کے بارے میں اگرچہ مورخین کے بیانات مختلف
ہیں لیکن بروزید سے پہلے کوئی مورخ اس واقعہ کو بیان نہیں کرتا۔ تا صیدوں کے

شیخ التاریخ محمود احمد عباسی کا بھی "خلافت معاویہ و یزید" میں یہی بیان ہے
وہ لکھتے ہیں۔

"سلسلہ" میں حضرت معاویہ نے جہاد قسطنطنیہ کے لئے بڑی
ادبجری حملوں کا انتظام کیا۔ بری فوج میں شامی عرب تھے، خصوصاً
بنو کلب جو امیر یزید کا ناہنیا لی قبیلہ تھا۔ ان کے علاوہ حجازی و
قریشی غازیوں کا بھی دستہ تھا۔ جس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل
تھی۔ اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المؤمنین کے لائق فرزند امیر
یزید تھے۔ یہی وہ پہلا اسلامی جیش ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا
اسی اسلامی فوج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت
منفرت دی تھی " (ص ۳۷، طبع چارم)

اگرچہ خود بدلت لے بھی اسی کتاب میں (ص ۹۹، ۱۰۰) امیر شریک ارسلان
کی کتاب "حاضر العالم الاسلامی" کی تعلیقات سے بحوالہ "طبقات ابن سعد"
اس غزوہ کی تاریخ سلسلہ جبری ہی نقل کی ہے۔ بہر حال سلسلہ سے پہلے قسطنطنیہ
کی کسی مہم میں یزید کی شرکت ثابت نہیں ہے۔

اور کتب حدیث کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ جبری سے بہت پہلے
غازیان اسلام قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ چنانچہ سنن البودادہ میں
مذکور ہے۔

حدیثنا احمد بن عمرو بن السرح نا سلم ابی عمران کا بیان ہے کہ ہم مدینہ نبوی سے جہانکے
ابن وہب عن حماد بن عمار عن حماد بن عمار عن حماد بن عمار عن حماد بن عمار عن حماد بن عمار
عن یزید بن ابی حبیب عن سلم ابی امیر جیش حضرت عبدالرحمن بن خالد بن الولید فنی
عمروان قال غزوہنا من المداینہ یزید اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ رومی فوج شہر تہا سے

القسططينية وعلى الجماعة
عبد الرحمن بن خالد بن الوليد
والروم ملصقون ظهورهم بجناط
المدينة فحمل رجل على العدو
فقال الناس مدد لا اله الا
الله يلقى بيديه الى التهلكة
فقال ابو ايوب انما اقولت
هذه الآية فينا معاشر
الانصار انما نصر الله نبيه
صلى الله عليه وسلم واظهر
الاسلام قلنا هلم نقيم في
اموالنا ونصلحها فانزل الله
عز وجل وَانْفِقُوا فِي سَبِيلِ
اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ إِلَى
التَّهْلُكَةِ فَلَا لِقَاءَ بَايِدِينَ
الى التهلكة ان نقيم في
اموالنا ونصلحها ونخرج الجهاد
قال ابو عمران قلنا يزل
ابو ايوب يجاهد في سبيل الله
عز وجل حتى دق بالقسططينية
باب في قوله عز وجل وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

پشت گنگے مسلمانوں سے آمادہ پیکار تھی۔ اسی لشکر میں
مسلمانوں کی صف میں سے نکل کر ایک شخص نے دشمن
کی فوج پر حملہ کر دیا۔ لوگ کہتے رہے "زکو کو لا الا اور
یہ شخص تو خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال
رہا ہے" یہ سن کر حضرت ابو ایوب الانصاری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تو ہم انصاریوں کے بارے
میں اتری ہے۔ (واقعہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو
غلبہ عیب فرمایا تو ہم نے کہا تھا کہ اب تو ہم کو مدینہ میں رکھ
اپنے اموال کی خبر گیری اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ
دینا چاہیے۔ اس پر اللہ عز وجل نے یہ آیت شریفہ نازل
فرمائی وَانْفِقُوا فِي سَبِيلِ الله لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ إِلَى
الْهَلَاكِه وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ
راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو
لہذا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تو جہاد کو چھوڑ کر
ہمارا اپنے اموال کی خبر گیری اور اس کی اصلاح
کے خیال سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا
تھا۔

اور اسی غزوہ کا وہ واقعہ ہے جس کو امام ابو داؤد دہی نے "کتاب السنن"
کے "باب فی قتل الاسیر بالنبل" میں بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

حدثنا سعيد بن منصور ثنا
عبد الله بن وهب قال أخبرني
عمرو بن الحارث عن بکیر بن
الانجیر عن ابن نعل قال غزونا
مع عبد الرحمن بن خالد بن
الوليد فأثى بآربعة أعلاج
من العدو فأمر بهو فقتلوا
صبراً قال ابو داؤد قال لنا
غير سعيد عن ابرو هب فهدا
الحديث قال بالنبل صبراً
فبلغ ذلك أبا ايوب الانصاري
فقال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يخبر عن قتال الصبر
تو الذي نفس بيده لو كانت
دجا جنة ما صبر عليها
فبلغ ذلك عبد الرحمن بن
خالد بن الوليد فأثى
أربع سراتاب

ابن نعلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد الرحمن بن خالد
بن الوليد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ جہاد میں
شریک تھے (اسی مہم میں) ان کے سامنے دشمن
کے چار ہتھیار کئے شخص پیش کئے گئے جن کے قتل
کرنے کا انہوں نے حکم دیا۔ اور نعل حکم میں ان کو
باندھ کر قتل کروا ڈالا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہم
سے پہلے اساذ سعید بن منصور کے علاوہ ایک دوسرے
صاحب تھے ابن وہب سے اس حدیث میں یوں
نقل کیا ہے کہ ان چاروں کو باندھ کر تیروں کا ہتھیار
بنایا گیا تھا جب اس امر کی خبر حضرت ابو ایوب
انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
کہ آپ اس طرح باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے
تھے پس تم ہے اس ذات عالی کی کہ جس کے قبضہ
قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی مرغی بھی ہو تو
میں اس کا اس طرح باندھ کر نشاء دلوں۔ پھر آپ کے
اس فرمانے کی اطلاع جب حضرت عبد الرحمن بن خالد
بن الوليد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے
اس کے قتل میں چار غلام آزاد کئے۔

حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعض محدثین نے صفار صحابی میں ذکر کیا ہے یہ بھی اپنے والد بزرگوار حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شجاع و دلیر تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابہ فی تہذیب الصحابہ" میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ

اخرج ابن عساکر من طرق كثيرة حافظہ نے بہت سی طرق سے نقل کیا کہ حضرت معاویہ
انہ کان یؤثر علی غن و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمدرد حکومت میں ان کو روہوک کی جنگیں
الروم اسیام معادیہ لڑی جاتی تھیں ان میں امیر بنایا جاتا تھا۔

امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں سلسلہ اور صفحہ کے واقعات کے ضمن
میں اور حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں سلسلہ اور صفحہ ہجری کے واقعات کے
ذیل میں بلاد روم میں ان کی زیر اثر روہوک مسلمانوں کے سرمانی چاؤ کا ذکر کیا ہے انہوں
ہے کہ سلسلہ ہجری ہی میں ان کو جس میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا تھا یہ اپنے غزوات و
جہاد کی وجہ سے شامی مسلمانوں میں بڑے محبوب و با اثر تھے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یزید کو
سلسلہ ہجری یا اس کے بھی کئی سال بعد سلسلہ یا صفحہ میں قسطنطنیہ کی ہم پروردانہ
ہوا تھا۔ اور یہ اس سے برسوں پہلے قسطنطنیہ کی شہر پناہ پر جنگ کو چکے ہیں۔ سردست
ہم "غزوہ قسطنطنیہ" کے سلسلہ میں اسی قدر بحث پر اکتفاء کرتے ہیں۔ زندگی بخیر
رہی اور حق تعالیٰ نے توفیق دی تو تفصیل بحث اس حدیث پر انشاء اللہ تعالیٰ
آپ ہماری کتاب "یزید کی شکل و صورت حدیثوں کے آئینے میں" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔
یہ بھی یاد ہے کہ شارح بخاری مہلب التوتی سلسلہ ہجری کے پہلے یہ شورش چھوڑا ہے کہ
حدیث بخاری سے روہوک کی منقبت نکلتی ہے۔ اندلس میں مالقہ کے قاضی تھے اور اندلس میں اس
زبان میں خلفاء بنی امیہ کا آخری تاجدار ہشام بن محمد العتمد علی اللہ فرما رہا تھا۔ اس کے موصوف
کی یہ ساری کارگر ادبی جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری میں صریحاً تصریح کی ہے بنی امیہ
کی محبت میں تھی۔

یزید کا عقیدہ عمل دونوں خراب تھے | خلاصہ بحث یہ ہے کہ یزید علیاً اہل سنت و جماعت کی تحقیق کے مطابق
عقیدہ اور عمل دونوں کے اعتبار سے نہایت خراب آدمی تھا اس کے عقیدے میں دو غریباں تھیں۔ (۱) ناصبیت
یعنی حضرت علیؑ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عداوت۔ چنانچہ حضرت نافو توی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یزید کے
بارے میں تصریح ہے کہ "از روئے نواصب است۔"

اور مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ "سیر اعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں:
یزید بن معاویہ کان ناصباً فظلاً یرید بن معاویہ ناصبی تھا، سنگدل، یزید بنان، غلیظ، جفاکار
غلیظاً جلفاً یتناول المسکر ویفعل المنکر، انتہج دولہ بقتل الشہید
شہید رضی اللہ عنہ کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ
الحسین رضی اللہ عنہ واختتمها (کے قتل عام) پر اسی لیے لوگوں اس پر پھٹکا بھی اور
بوقعة الحرہ فمقتل الناس ولم اس کی عمر میں برکت نہ ہوئی۔ حضرت حسینؑ کے بعد بہت سے
یہ لڑکے فی عمرہ وخرج علیہ غیر واحد حضرات اس کے خلاف محض اللہ فی اللہ خروج کیا جیسے کہ
بعد الحسین رضی اللہ عنہ کا اہل المدینہ اللہ حضرات اہل مدینہ نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

(۲) "ارجار" یعنی "ناصبی" ہونے کے ساتھ ساتھ "مرجی" بھی تھا۔ چنانچہ سوال اول کے جواب
میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح اس کے بارے میں گزر چکی ہے اور "ارجار" کی تفصیل بھی دینا
مذکور ہے۔ اور رہی اس کی بدی سوا اس کے اعمال قبیحہ اور حرکت شنیعہ کی تفصیل اس مقالہ کے اوراق پر
ہیں۔ اب خود ہی سوچ لیجیے کہ ایسے نابکار اور نالائق شخص کی محبت کا دم بھرنے اور اس کے گناہوں کا کسی سمان
کو زیبے تیار ہے؟

حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ یزید سے محبت کے بارے میں | حافظ ابن تیمیہ نے ٹھیکہ ہی لکھا ہے کہ:
واما ترک محبتہ فلا ذن المحبتۃ یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو
الخاصۃ انما تكون للنبيين والصديقين انبیاء، صدیقین، شہداء و صالحین ہو سکتی ہے اور یزید کا
والشہداء والصالحین وليس احداً شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا رشتہ
منہم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "انسان کا خشن نہ ہو لوگوں کے ساتھ ہو گا جو اس سے محبت
الموع من احقہ ومن امن باللہ والیوم ہوگی؟ اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان

الافخر لا يختار ان يكون مع يزيد ولا ركنه اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ
مع أمثاله من الملوك الذين اس کا حشر بڑھایا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ جو
لیسوا بعاذلین۔ جو عادل نہیں تھے۔

رواض و نواصب دونوں راہ ہدایت سے دور ہیں | اخیر میں ہم اتنا اور عرض کریں گے
کہ احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو "نجوم ہدایت" بتایا گیا ہے
ارشاد ہے :

أصحابي كالنجوم بأيهم
اقتديتم اهتديتم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے
جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس روایت
رواہ رزین۔ کہ کو رزین نے نقل کیا ہے۔

اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کو "کشتی نوح" سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جو اس میں
سوار ہوگا بحیر منکلات میں غرق ہونے سے بچے گا۔ ارشاد ہے۔

ألا إن مثل أهل بيتي فيكم
مثل سفينة نوح من ركبها
نجا، ومن تخلف عنها
هلك۔ یاد رکھو یہ اہل بیت کی مثال تمہارے لیے ایسی
ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی کہ جو اس
میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس میں سوار
ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اس حدیث کو امام
احمد نے روایت کیا ہے۔

مطلب صاف ہے جو لوگ سفینہ اہل بیت سے دور رہے جیسے خوارج اور نواصب
کہ "اہل بیت" کے دشمن ہیں، ان کو کافر کہتے اور ان سے بغض و عناد رکھتے ہیں وہ اولیٰ اللہ
ہیں میں غرق دریاے منکلات ہوئے اور جو کشتی میں تو سوار ہوئے مگر صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کی منیا پاشی سے کہ "نجوم ہدایت" ہیں انہوں نے رہنمائی حاصل نہ کی۔ جیسے
رواض ہیں تو اندھیرے اور تاریکی کی وجہ سے عین مخدھار میں جا کر ان کی کشتی بحیر منکلات میں
غرق ہوئی اور اہل سنت جماعت امام فخر الدین رازی کے الفاظ میں :

لے مجموعہ فتاویٰ اجماعیہ ج ۳، ص ۳۸۴۔ لے مشکوٰۃ باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث
لے باب مناقب اہل بیت منہجی علیہ وسلم الفصل الثالث (مشکوٰۃ)

نحن معاشر أهل السنة بمحمد الله
رحمنا سفينة محبة أهل البيت
واحتدينا نجم هدى محمدي
صلی اللہ علیہ وسلم فزجوا النجاة من
أهوال القلعة ودركان الجحيم
والهداية إلى ما يوجب درجات
الجنان والنعيم المقيم۔ ہم گروہ اہل سنت "محمد اللہ محبت اہل بیت کے
سفینہ میں سوار ہیں اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نجم ہدایت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اس لیے امیدوار
ہیں کہ قیامت کی ہون کیوں اور جہنم کے طبقات سے
ہمیں نجات ملے گی اور وہ ہدایت ہیں عطا ہوگی جو
جنت کے درجے اور دائمی نعمت کو واجب کر دیتی ہے۔

محدث ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ نے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں حدیث سفینہ نوح
کی تشریح میں امام رازی کی تفسیر کبیر سے ان کی یہ عبارت نقل کی ہے "یزید پلید نے
نہ اہل بیت نبوی کی لاج رکھی نہ صحابہ کرام کی، اس لیے اب جو اہل سنت کے زمرہ سے غارت
ہو کر نواصب کے گروہ شقاوت پر وہ میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ شوق سے یزید پر اپنی
جان بچھا کر اپنا مال نثار کرے اور اس کی مدد کی کو اپنا شعار بنائے۔"

ان ساری تفصیلات سے اب یہ بات روز بروز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ مسائل نے
استفتاء میں جو بارہ سوالات قائم کیے ہیں وہ سب وہی تباہی شہت پر مبنی ہیں۔ واقعہ
میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور ان سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تخریل
اور تحقیق و تجہیل میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اس لیے ایسے امور کو حقائق باور کرنے والا لاپکا
نامی، فاسق اور بدعتی ہے اور اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التحزیر ہے
ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے، نہ خطابت کے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے
واجب الاعادہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والحمد لله أولاً وآخراً

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمد عبد الرشید النعمانی غفر اللہ ذنوبہ

۲۰ جمادی الثانیہ سنہ ۱۴۲۰ھ

فہرست مراجع

۱

احکام القرآن - از جصاص

ص ۴۶۰ - ۱۳۰

إحياء علوم الدين - از غزالی

ص ۱۲۴ - ۱۶۲

أخبار الدول - از ابوالعباس کرانی

ص ۱۲۸

الإختیار لتعلیل المختار - ص ۱۳۰

إرشاد الساری - از علامہ محمد قسطلانی

ص ۹۳ - ۱۹۸

إزالة الخطأ فی رد کشف الظنار

از مولانا غلام ربانی - ص ۱۳۸

أسماء الخلفاء والولاء و ذکر محمد و هم

از ابن حزم - ص ۴۲

إسماء رجال مشکوۃ - از خطیب تبریزی

ص ۱۷۷

أشعة المصباح - از شیخ عبدالحق دہلوی

ص ۱۶۳

الإصابہ فی تمییز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی

ص ۹۱ - ۱۵۲ - ۱۹۸

أصول الدین - از ابوالیسر بزدوی

ص ۱۷۵

الأغانی - از ابی الفرج اصبہانی

ص ۱۰۳

إفادۃ الأخیار ببراہۃ الأبرار -

از محمد عربی تبانی - ص ۹۹

امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی -

از مناظر حسن گیلانی - ص ۶۱

الإمامۃ والسیاستہ - ص ۱۰۳

إمداد الفتاوی - ص ۱۸۴

انساب الأشراف - از بلاذری

ص ۱۰۳ - ۱۰۸

ب

ألبداية والنهاية - از ابن کثیر

ص ۳۲ - ۳۶ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ -

ص ۶۹ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۹ - ۱۲۱ -

ص ۱۳۸ - ۱۵۲ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۸۰ -

ص ۱۹۲ - ۱۹۸

البدیع الطالع - از قاضی شوکانی

ص ۱۳۰ - ۱۸۸

بذل المجهود فی حق ابی داؤد - ص ۸۰

بشارت مغفرت کے امین یزید بن معاویہ
سے متعلق ایک اہم استفتاء -

ص ۱۸۴

بغیۃ الراشد فی شرح العقائد -

از صدیق حسن خاں صاحب -

ص ۱۸۵

ت

تلح العروس - از زبیری - ص ۱۸۴

تاریخ ابن خلدون - ص ۳۴

تاریخ ابن خلدون -

ص ۱۲۸ - ۱۲۹

تاریخ ابن عساکر - ص ۱۱۵

تاریخ ابن کثیر - ص ۱۰۱ - ۱۵۵

تاریخ الخلفاء از سیوطی -

ص ۷۰ - ۸۶ - ۸۸ - ۸۹ - ۱۳۴

ص ۱۳۵ - ۱۵۲

تاریخ صغیر - از امام بخاری -

ص ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸

تاریخ طبری

ص ۱۵۲ - ۱۷۵ - ۱۹۲ - ۱۹۸

التاریخ الکبیر - از امام بخاری

ص ۱۷۱

التبصرہ - از ابوالمنظر الاسفرائینی

ص ۱۶۸

تحریر الشہادتین - از سلامت اللہ کشفی

ص ۱۳۵ - ۱۳۷

تحفۂ اثناعشریہ - از شاہ

عبدالغنی - ص ۱۳۵ - ۱۳۶

تذکرۃ الحفاظ - للذہبی - ص ۱۲۳

تجہیل المنفقہ - از ابن حجر

ص ۱۱۳ - ۱۱۴

تفسیر ابن ابی حاتم - ص ۵۷

تفسیر کبیر - از امام رازی - ص ۲۰۱

تفسیر مظہری - از قاضی شامی

ص ۱۲۰ - ۱۲۱

المنہجیات اللغویۃ - از شاہ ولی اللہ

ص ۲۷ - ۲۸

تقریب التہذیب - از ابن حجر

ص ۱۰۱

تکلیل الایمان - از شاہ عبدالحق دہلوی

ص ۲۷ - ۱۳۰ - ۱۳۳ - ۱۳۶

تہذیب التہذیب - ابن حجر

ص ۱۱۱ - ۱۱۴

تہذیب الجمال - از - مزنی - ص ۱۱۱

تیسیر القاری - از شیخ نورالحق دہلوی

ص ۴۷ - ۶۴ - ۷۱ - ۷۳

ص ۷۴ - ۱۸۷

ج

دلائل النبوة - از - بیهقی

ص - ۱۴۸

دول الإسلام - از - ذهبی ص ۸۸

ز

الروض الباسم فی الذب عن سنّة

ابی القاسم - از - حافظ محمد بن

ابراهیم وزیر یمانی -

ص - ۱۳۵ - ۱۲۶ - ۱۹۹

ن

زجر الشبان والشبیبة عن ارتکاب

الغیبة - از - مولانا عبدالحی فرنگی محلی

ص - ۱۴۰

س

سنن ابن ماجه - ص - ۱۴۲

سنن ابی داؤد -

ص - ۹۳ - ۱۹۵

سنن دارمی - ص - ۸۳

سنن نسائی - ص - ۵۱ - ۹۲

سیر اعلام النبلاء - از - ذهبی

ص - ۱۴۰ - ۱۹۹

شدرات الذب - از - عبدالحی ابن

عماد حنبلی - ص - ۱۶۳

جامع الترمذی - ص - ۹۲ - ۱۵۴

۱۵۸ - ۱۶۳ - ۱۴۲ - ۱۴۸

جبهة أنساب العرب - ص - ۴۲

جوامع السيرة - از - ابن حزم

ص - ۴۵

الجواهر المصنّیة - از - عبد القادر قرشي

ص - ۱۴۱

ح

حاضر العالم الإسلامي - از - امیر

شکيب أرسلان - ص - ۱۹۵

حجة الله البالغة - از - شاه ولی الله

ص - ۲۹

حسن العقيدة - از - شاه عبدالعزیز

ص - ۱۳۶

حیوة المجدلان - از - علامه کمال الدین

دمیری - ص - ۱۲۸

حیات سیدنا یزید - ص - ۳۶

خ

خلاصة الفتاوی - از - امام قلاوی

ص - ۱۴۰ - ۱۳۲

خلافت معاوية یزید - محمود احمد عباسی

ص - ۱۲ - ۱۸ - ۱۵۱ - ۱۹۵

۶۶ - شرح تراجم ابواب البخاری -

از شاه ولی الله دهلوی

ص - ۳۸ - ۳۹

۶۷ - شرح سیر کبیر - از - شمس المنة سرخی

ص - ۹۱

۶۸ - شرح صحیح مسلم - از - نووی

ص - ۶۸ - ۸۴ - ۱۲۳

۶۹ - شرح عقائد نسفیه - از - ملا سواد

تفتازانی - ص - ۸۸ - ۱۳۵

۷۰ - شرح فارسی صحیح بخاری - از شیخ الاسلام

دہلوی ص - ۴۴ - ۶۳

۷۱ - شرح مقاصد - از تفتازانی -

ص - ۱۳۸

۷۲ - شبیه کردلا - از مفتی محمد شفیع صاحب

ص - ۱۸۱

۷۳ - شهید ارکربلا پر افتراء - از مصنف

ص - ۹۶ - ۱۶۹

ص

۱ - صحاح ستہ - ص - ۱۱۳

۲ - صحیح ابن حبان - ص - ۸۴ - ۱۴۲

۳ - صحیح بخاری - ص - ۳۰ - ۴۴ -

۴۸ - ۴۹ - ۵۵ - ۵۶ - ۶۱ - ۶۲ -

۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ -

۷۵ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ -

۹۲ - ۹۵ - ۹۶ - ۱۱۱ - ۱۱۳ -

۱۸۵ - ۱۹۱

۴ - صحیح مسلم - ص - ۶۴ - ۶۷

۷۸ - ۸۰ - ۸۶ - ۱۵۴

۵ - الصواعق المحرقة - از ابن حجر مکی

ص - ۱۴۳ - ۱۴۵ - ۱۸۹

ط

طبقات ابن سعد - ص - ۱۲۶

۱۳۴ - ۱۳۹ - ۱۹۵

ع

۱ - العقائد الطحاویة - ص - ۲۶

۲ - عقائد نسفیه - ص - ۱۸۵

۳ - العلم الشامخ فی تفضیل الحق علی

الآباء والشافخ - از صالح بن مهدی

مقبلی - ص - ۱۸۸

۴ - عمدة القاری شرح صحیح البخاری

ص - ۶۳ - ۷۲ - ۸۱

۵ - العواصم من القواصم - از ابن العربی

ص - ۱۰۸ - ۱۱۳

۶ - العواصم والقواصم فی الذب عن

سنّة ابی القاسم - از وزیر یمانی

ص - ۱۳۰

ف

۱ - فتاویٰ بزازیه - از ابن البزاز

ص - ۱۳۲

۲ - فتاویٰ عزیزی - از شاه عبدالعزیز

ص - ۱۱۰ - ۱۳۳

فتح الباری - از ابن حجر

ص - ۲۶ - ۲۹ - ۵۱ - ۵۲ -

۵۳ - ۵۴ - ۵۸ - ۶۸ - ۷۱ -

۷۳ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۸ - ۸۰ -

۸۳ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ -

۱۵۳ - ۱۵۴

الفتح الکبیر فی فهم الزیادة الی الجامع الصغیر
ص - ۴۰ -

الفرع النامی من الاصل السامی -

از نواب صدیق حسن خان - ص ۱۶۱

فصل الخطاب - از خواجه محمد یار

تفسیری - ص - ۱۶۰

الفصل فی الملل والأهواء والنحل

از ابن حزم - ص - ۱۶۱ - ۱۶۲

الفوائد البهیة فی طبقات الخفیه -

از مولانا عبدالحق فرنگی محلی - ص - ۱۳۱

فواتح الرحمت شرح مستلک النبوت -

از علامه بحر العلوم رحمه الله

ص - ۱۸۳

ک

کامل ابن اثیر -

ص - ۳۳ - ۳۵ - ۱۰۵ - ۱۰۶ -

۱۰۸ - ۱۶۲ - ۱۶۵ - ۱۶۶ -

کتاب الإحتاج بحسب الاشراف -

از عبد الله بن محمد شبراوی -

ص - ۷۴

کتاب الأذکار - از نووی -

ص - ۱۲۵

کتاب الأنساب - از سمعانی

ص - ۱۴۱

کتاب الثقات - از ابن حبان

ص - ۱۱۲

کتاب الزهد - احمد بن حنبل

ص - ۱۰۸ - ۱۱۱ - ۱۱۳ - ۱۱۴ -

۱۱۹ - ۱۲۲

کتاب العالم والمتعلم - از امام

ابو حنیفه - ص - ۱۳۳

الکواکب الدراری شرح مجمع بخاری

از علامه محمد یوسف کرمانی ص ۱۶۹

ل

لسان المیزان - از ابن حجر

ص - ۱۱۵ - ۱۱۹ - ۱۶۸ -

م

مجمع الزوائد - ص - ۱۰۶ - ۱۲۷

مجموع فتاوی ابن تیمیة -

ص - ۱۱۴ - ۱۲۰

محاضرات تاریخ الام الاسلامیة

از محمد خضری - ص - ۱۶۶

المحلی از ابن حزم - ص - ۶۲

مدارج النبوة - از شیخ عبدالحق

محدث دہلوی - ص - ۸۲

مراسل ابی داود - ص - ۱۱۴ - ۱۱۵

المراقة شرح مشکوٰۃ - از عبدالحق

محدث دہلوی - ص - ۱۷۳ - ۲۰۱

مستخرج اسماعیلی - ص - ۵۶ - ۶۸

مسند ابی یعلی - ص - ۵۷ - ۵۸ - ۱۱۷

مسند احمد - ص - ۳۲ - ۵۱

۶۳ - ۶۹ - ۷۹ - ۱۱۳ - ۱۱۴

۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴

- مسند بزار - ص ۷

- مشکوٰۃ شریف از خلیف تبریزی

ص - ۲۶ - ۳۰ - ۹۳ - ۹۴

۱۶۳ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴

مطالب المومنین - ص - ۱۳۰

المتمم فی الاصول - از ابی یعلی

ص - ۱۲۰

معجم البلدان - از یاقوت حموی

ص - ۸۵

معجم الصحابة - از امام بخاری

ص - ۱۷۱

معجم طبرانی - ص - ۷۳ - ۷۷ - ۸۴

مفتاح النجا - از مرزا محمد بشاشی

ص - ۱۳۵

مقدمه ابن خلدون - ص - ۱۱۰

مکتوبات سید احمد - از سید احمد شهید

ص - ۱۸۳

مکتوبات شریفه - از مجدد العثماني

ص - ۱۸۲

مکتوبات قاسمی درباره شہادت

حسین - ص - ۱۹۹

مناقب السادات - از قاضی

شہاب الدین دولت آبادی

ص - ۱۳۵

المفتی - للذهبی - ص - ۹۸ - ۹۹

منہاج النبوة - از ابن تیمیہ

ص ۲۵ - ۳۸ - ۵۹ - ۱۱۰

موارد النجان إلى زوائد ابن حبان

ص - ۱۷۲

میزان الاعتدال - للذهبی

ص - ۵۱ - ۱۱۳

ن

نکت علی الأطلال -

از ابن حجر ص - ۱۱۵

الإسلام والمسيحية
شدة غنية
٢١-٢٢ فبراير ١٩٨٢ الموافق ٢١-٢٣ ربيع الثانی ١٤٠٢
دار المسنفین (الأكاديمية الشبلية) اعظم كره (الهند)

الاشارة
تاریخ ۲۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

محبت گرامی منزلت، وفاضل گرامی مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب زیدت آثارہ،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا ہر جیب کامودت نامہ، جو غالباً کسی ذریعہ
بھیجا گیا تھا، اور ایک نسخہ "الحزب الاعظم" جس پر آپ کی تحریر ہے، اور ایک نسخہ
"شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک مہینہ سے زائد تاخیر کے ساتھ مولانا منظور صاحب
یہاں سے ملا، "شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک نسخہ اس سے پہلے مل چکا تھا، اور میں
اس کی رسید دینے نہیں پایا تھا کہ دوسرا نسخہ مل گیا، میری طرف سے ان دونوں گرانقدر
ہدیہ پر ذلی شکر قبول کیجئے۔ خاص طور پر "شہداء کربلا پر افتراء" آپ کی ایک بڑی خدمت
ہے، اللہ تعالیٰ اہل بیت مظلومین کی طرف سے، اور عترۂ نبویہ کی طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا
فرمائے، میں عرضہ سے اس کی ضرورت محسوس کر رہا تھا، اللہ کا شکر ہے کہ ایک محقق فاضل کا
قلم جس کو اللہ تعالیٰ نے جمیعت دینی کے ساتھ توازن و اعتدال کی دولت بھی نصیب
فرمائی ہے اس موضوع پر اٹھا، اللہ تعالیٰ آپ کی سبھی مشکور فرمائے۔

عزیزی محمد ثانی مرحوم جو میری قوت بازو، اور فخر خاندان تھے، کے انتقال کے
سلسلہ میں آپ کی مخلصانہ تعزیت کا شکر گزار ہوں، ووقام اللہ کل مکروہ
برادر محترم پروفیسر محمد عبد الغنی صاحب کی علالت کا حال سن کر تردد ہوا،
اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت عطا فرمائے، میرا سلام پہنچا دیں۔

آپ کا ہم استاد اور محب
ابو الحسن علی

۵ جون ۱۹۸۲ء

دار المسنفین
محبت گرامی منزلت
فاضل گرامی مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب زیدت آثارہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا ہر جیب کامودت نامہ
جو غالباً کسی ذریعہ
بھیجا گیا تھا
اور ایک نسخہ
"الحزب الاعظم"
جس پر آپ کی تحریر ہے
اور ایک نسخہ
"شہداء کربلا پر افتراء"
کا ایک مہینہ سے زائد تاخیر کے ساتھ
مولانا منظور صاحب
یہاں سے ملا
"شہداء کربلا پر افتراء"
کا ایک نسخہ اس سے پہلے مل چکا تھا
اور میں اس کی رسید دینے نہیں پایا تھا
کہ دوسرا نسخہ مل گیا
میری طرف سے ان دونوں گرانقدر
ہدیہ پر ذلی شکر قبول کیجئے
خاص طور پر "شہداء کربلا پر افتراء"
آپ کی ایک بڑی خدمت ہے
اللہ تعالیٰ اہل بیت مظلومین کی طرف سے
اور عترۂ نبویہ کی طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے
میں عرضہ سے اس کی ضرورت محسوس کر رہا تھا
اللہ کا شکر ہے کہ ایک محقق فاضل کا قلم
جس کو اللہ تعالیٰ نے جمیعت دینی کے ساتھ توازن و اعتدال کی دولت بھی نصیب فرمائی ہے
اس موضوع پر اٹھا
اللہ تعالیٰ آپ کی سبھی مشکور فرمائے
عزیزی محمد ثانی مرحوم جو میری قوت بازو
اور فخر خاندان تھے کے انتقال کے سلسلہ میں
آپ کی مخلصانہ تعزیت کا شکر گزار ہوں
وقام اللہ کل مکروہ برادر محترم
پروفیسر محمد عبد الغنی صاحب کی علالت کا حال
سن کر تردد ہوا
اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت عطا فرمائے
میرا سلام پہنچا دیں
آپ کا ہم استاد اور محب
ابو الحسن علی

۲۱ ربيع الثانی ۱۴۰۲ھ
تاریخ وفات: جناب والدہ مفتی عبد الرحیم حافظ حیدری مراد شاہ
۱۸-۱۹ جادی الاول ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۸۲ء
بقلم کراچی
پاکستان
مظفر لطیف

اکابر صحابہ

شہادتِ اعلیٰ والی ائمہ کی زندگی کے سلسلے کی روشنی میں لکھی گئی ہے اور

شہداء کربلا پر افتراء

[شامی عین کے پاس میں
ایک غور و خوض سے لکھی گئی ہے]

شیخ الحدیث مفتی محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفری
مؤنٹیس و منڈیر

الرحیمہ لکچر

لے ۷/۷، مظفر پور، یو۔ پی۔ اے، یو۔ پی۔ اے
کراچی ۷۵۹۰۰

ناصبیت

تحقیق کے بغیر

محمد احمد عباسی کے تازہ اٹھائے
ہوئے فتنے کا علمی اور تحقیقی جائزہ

از
محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفری
مؤنٹیس و منڈیر

الرحیمہ لکچر

لے ۷/۷، مظفر پور، یو۔ پی۔ اے، یو۔ پی۔ اے
کراچی ۷۵۹۰۰

الإمطار بنو جابر

وكتابه السنن

مکتبہ

مکتبہ المصنفین علیہ السلام
الشیخ محمد عبدالرشید نعمانی

مکتبہ المصنفین علیہ السلام

ولد جابر ۱۲۳۲ھ و توفي بکراچی سنہ ۱۲۴۰ھ
ولید: صاحب تہذیب من تاریخ علم الحديث في القرن الثلاثه
وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه
الكتاب السنن مع فوائده وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه وكتابه

مکتبہ

مکتبہ المصنفین علیہ السلام
مکتبہ المصنفین علیہ السلام

مکتبہ المصنفین علیہ السلام

مکتبہ

مکتبہ المصنفین علیہ السلام
مکتبہ المصنفین علیہ السلام

الرحیمہ لکچر

لے ۷/۷، مظفر پور، یو۔ پی۔ اے، یو۔ پی۔ اے
کراچی ۷۵۹۰۰

المدخل

فی اصول الحديث

تأليف الأمام الحاكم أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ

التيتم النيسابوري المولود سنة ۴۰۵

رحمہ اللہ تعالیٰ

تبصرہ

المدخل فی اصول الحديث

جو علم اصول حدیث کی بہت سی نادر و قیمتی معلومات پر مشتمل ہے

محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفری
مؤنٹیس و منڈیر

الرحیمہ لکچر

لے ۷/۷، مظفر پور، یو۔ پی۔ اے، یو۔ پی۔ اے
کراچی ۷۵۹۰۰